مسئلہ

خیر و شر

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ

عطاء اللہ ساجد

www.KitaboSunnat.com

نورِ اسلام اکیڈمی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ
(النّساء:۷۹)

مسئلہ خیر و شر

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

ترجمہ و تفہیم

فضیلۃ الشیخ عطاء اللہ ساجد

www.KitaboSunnat.com

نور اسلام اکیڈمی
پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون : 4789 588

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت بحق

نور اسلام اکیڈمی لاہور

محفوظ ہیں

ناشر ——— حافظ خالد محمود خضر
مدیر عمومی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور' فون : 588 4789

مقامِ اشاعت ——— خان سٹریٹ' اعجاز پارک' ماڈل ٹاؤن لنک روڈ' لاہور

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس' 43 نسبت روڈ لاہور

اشاعت : اوّل ——— دسمبر 1999ء

ملنے کے پتے :

- قرآن اکیڈمی' K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور' فون : 3-2-5869501
- مکتبہ سلفیہ' شیش محل روڈ لاہور' فون : 7237184
- نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ' اردو بازار لاہور' فون : 7321865
- حافظ وسیم اختر' 4901 سیرت گنج' دریا آباد' گوالمنڈی' راولپنڈی
- مکتبہ نُورِ حرم' 60 نعمان سنٹر' راشد منہاس روڈ' گلشن اقبال 5 کراچی
- مکتبۃ الھُدیٰ' نزد حبیب پلازا' پٹیل روڈ' کوئٹہ بلوچستان
- دارُالفُرقان للنشر والتوزیع
ص ب 21441' الریاض 11475' سعودی عرب' فون : 435 8646

قیمت : 120 روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

عرضِ مترجم	۵
فصل ۱ ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ...﴾	۹
قرآن حکیم میں "الحَسنة" اور "السَّيِّئة" کا مفہوم	۱۷
مفسرین کرام کے ارشادات	۲۲
فصل ۲ : گناہ کے بعد گناہ	۲۶
نیکی کے بعد نیکی	۲۷
فصل ۳ : نفس کی شرارت	۴۲
فصل ۴ : قدریہ کی تردید	۴۴
فصل ۵ : آیت میں کوئی اشکال نہیں	۴۹
فصل ۶ : رسولوں کو نامبارک قرار دینا	۵۳
فصل ۷ : رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فتح اور خیر و برکت کا باعث ہے	۵۷
مصیبتیں مؤمنوں کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہیں	۵۸
فصل ۸ : محمد ﷺ کوئی نعمت یا مصیبت اپنے پاس سے نہیں لاتے	۶۰
فصل ۹ : جھمیہ اور جبریہ کی تردید	۶۲
فصل ۱۰ : حسنات اور سیئات میں فرق	۶۵
فصل ۱۱ : شکر اور استغفار	۶۸
فصل ۱۲ : نیکیوں میں اضافہ	۷۳
فصل ۱۳ : شر خاص و شر عام اور شر نسبی و شر عمومی میں فرق	۷۹
فصل ۱۴ : اللہ کی طرف شر کی نسبت؟	۸۱
فصل ۱۵ : اللہ کے افعال "بھلائیاں" ہیں	۸۷
فصل ۱۶ : حسنات وجودی چیزیں ہیں	۹۰
فصل ۱۷ : کیا ترک امر وجودی ہے یا عدمی؟	۹۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۸ : ثواب و عقاب بارادہ عمل پر ہے	۱۰۲
فصل ۱۹ : برائیاں جہالت اور نفس پرستی سے پیدا ہوتی ہیں	۱۰۵
فصل ۲۰ : تمام برائیوں کی جڑ خواہش نفس اور غفلت ہے	۱۰۷
علم خدا خوفی کا نام ہے	۱۱۲
فصل ۲۱ : انسانیت پر اللہ کا احسان	۱۱۶
① فطرت پر تخلیق	۱۱۶
② اللہ کی طرف سے راہنمائی کا اہتمام	۱۱۹
اللہ کی ہر تخلیق مؤمنین کیلئے نعمت ہے	۱۲۴
ایمان کی نعمت افضل ترین نعمت ہے	۱۲۹
فصل ۲۲ : راحت و مصیبت پر شکر و صبر	۱۳۱
قرآن سب کا سب اللہ کی نعمتوں کے ذریعے نصیحت پر مشتمل ہے	۱۳۵
"حمد" اور "شکر" میں فرق	۱۳۵
انسان کی تخلیق میں اللہ کی حکمت	۱۴۲
فرمانِ الٰہی ﴿مِنْ نَفْسِكَ﴾ میں نکات و فوائد	۱۴۸
انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات میں عبرت	۱۵۰
مؤمن کا عمل اللہ کے لئے اور اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے	۱۶۳
فصل ۲۳ : گناہ آزمائش ہے	۱۶۶
فصل ۲۴ : عدمِ ایمان کی سزا	۱۷۶
فصل ۲۵ : نعمتیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اور شر نفس کی طرف سے	۱۷۷
فصل ۲۶ : گناہوں کی برائی	۱۸۳
ثواب و عذاب حکمت و انصاف کی بنیاد پر ہوتے ہیں	۱۸۷
فصل ۲۷ : بھلائی کا سوال محض اللہ سے کرنا چاہیئے	۲۱۵
فصل ۲۸ : شفاعت کی حقیقت	۲۳۶
فصل ۲۹ : "فَمِنْ نَّفْسِكَ" کا مطلب	۲۹۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِینَ۔ وَمَنِ اھْتَدٰی بِھَدْیِھِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّینِ۔ اَمَّا بَعْدُ:

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کی شخصیت تاریخ اسلام میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ وہ ایک عظیم مجاہد تھے جو قلم اور تلوار دونوں کے دھنی تھے۔ تاتاریوں کے فتنہ میں آپ نے جو شجاعت کے جوہر دکھائے وہ آپ کی مجاہدانہ زندگی کا ایک زریں باب ہے۔ اسی طرح آپ نے حق کی حمایت میں ہر مصیبت کو خوش آمدید کہا لیکن آپ کی استقامت میں فرق نہیں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ قید و بند میں گزرا۔ لیکن آپ کی وفات پر عامتہ المسلمین کی طرف سے جس طرح آپ سے محبت کا مظاہرہ ہوا' اور جس طرح مسلمانوں نے جوق در جوق آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور جس طرح پورے عالم اسلام میں آپ کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی' اس سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے اس بندے کا اپنے رب کے ہاں کیا مقام تھا اور کس طرح اس نے بندوں کے دل میں اس کی عظمت اور محبت رکھ دی تھی۔

ان کی زندگی کا مقصد اللہ کی راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو دوبارہ اپنے رب کے سایۂ رحمت کی طرف بلانا تھا' چنانچہ انہوں نے معاشرہ میں پائی جانے والی ہر غلطی کی نشان دہی کی اور ہر گمراہی کو واضح کیا اور قوی دلائل و براہین سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تردید فرمائی۔ اس میدان میں آپ کا کام اتنا زیادہ ہے کہ اکیلے ابنِ تیمیہؒ ایک انسائیکلوپیڈیا بلکہ ایک لائبریری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پھر یہ کام اتنا وقیع ہے کہ ہر کتاب اپنی جگہ ایک اہمیت کی حامل ہے۔ پھر اندازِ بیان اس قدر زوردار ہے کہ جس موضوع پر بات کرتے ہیں دلائل کے انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے عقائد پر خصوصی توجہ دی ہے اور ہر مسئلہ پر تفصیل سے لکھا ہے۔ عقائد کے مسائل میں ایک اہم مسئلہ خیر و شر کا مسئلہ ہے' جو مسئلہ تقدیر سے ایک گونہ تعلق رکھنے کی وجہ سے ایک مشکل مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں بہت سے لوگوں کے قدم پھسلے اور مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے زیر نظر کتاب میں اس مسئلہ کو اپنے خاص عالمانہ اسلوب سے واضح کر دیا ہے۔

"اَلْحَسَنَةُ" اور "اَلسَّيِّئَةُ" کے الفاظ دو مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اوّلاً نیکی اور گناہ کے معنی میں' ثانیاً راحت اور مصیبت کے مفہوم میں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے دنیا میں راحت اور آخرت میں جنت سے سرفراز کر دے اور جسے چاہے دنیا میں مصائب اور آخرت میں عذاب میں مبتلا کر دے۔ اس میں اس امر سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انسان کے اعمال کیسے ہیں اور اس نے کیسی زندگی گزاری ہے۔ نتیجہ یہ کہ انسان کے لئے نیکی و بدی اور گناہ و ثواب کے تصورات بے معنی ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی اور نبوت و رسالت کا پورا سلسلہ بے معنی قرار پاتا ہے۔ ایک دوسرا فرقہ بالکل دوسری انتہا تک جا پہنچا کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے۔ جو بندہ چاہے وہی ہوتا ہے اور اس کا بدلہ یقیناً مل کر رہے گا۔ اس طرح ایک طرف بندہ کے اعمال کو اللہ تعالیٰ کے دائرۂ قدرت سے خارج کر دیا گیا اور دوسری طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور معافی کو خارج از امکان قرار دے دیا گیا۔

مصنف رحمہ اللہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان تمام مسائل کو اس انداز سے واضح کیا ہے کہ یہ پیچیدگیاں ختم ہو گئی ہیں اور تمام نصوص ایک دوسری سے ہم آہنگ ہو گئی ہیں۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی موقف ہے جو عقل سلیم کے موافق ہے۔

امام صاحبؒ نے واضح کیا ہے کہ راحت و مصیبت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف سے ہے۔ اس میں اللہ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کی وجہ سے دنیا کی ہر راحت و کلفت انسان کے لئے ایک نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو صرف شر پر مشتمل ہو' بلکہ بظاہر شر محسوس ہونے والی چیز میں بھی خیر کے پہلو لازماً موجود ہوتے ہیں۔

انسان پر آنے والی مصیبت بعض اوقات اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے بطورِ سزا آتی ہے اور ممکن ہے یہ گناہ بھی کسی سابقہ گناہ کا نتیجہ ہو۔ کیونکہ گناہ کی سزا یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نیکی کی توفیق سلب ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں انسان کا نفس غلط راہ پر چل نکلے۔ گناہ کی صورت میں ملنے والی سزا ویسے تو اللہ کی طرف سے اور اس کی مشیت سے ہو گی لیکن اس کی ذمہ داری سراسر خود انسان پر عائد ہو گی۔ لہٰذا اس گناہ پر سزا کا ملنا اللہ کے عدل اور اس کی رحمت کے منافی نہیں ہو گا۔

اس کے برعکس اگر انسان کو نیکی کی توفیق ملتی ہے تو وہ سراسر اللہ کا احسان ہے۔ اگر یہ توفیق کسی سابقہ نیکی کے انعام کے طور پر ملی ہے تو وہ پہلی نیکی بھی اللہ کا انعام ہے اور ان نیکیوں پر ملنے والی دُنیوی اور اُخروی جزا بھی خالصتاً اُس کا فضل ہے۔ اسی طرح دنیا کی نعمتیں بھی اس کا فضل ہیں اور فضل کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں کہ انسان نے پہلے کوئی نیکی کی ہو اور اس کے انعام کے طور پر یہ نعمتیں حاصل ہوں۔

ضمناً شفاعت کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہے اور حضرت امامؒ نے شفاعت کے بارے میں عوام و خواص کے غلط تصورات کی نفی کرتے ہوئے شفاعت کی اصل پوزیشن واضح کی ہے۔ یہ بحث اس لئے اہم ہے کہ اکثر اوقات شرک کی ابتداء شفاعت کے غلط تصور سے ہوتی ہے۔

ان مضامین کی اہمیت کی وجہ سے مجھے یہ خیال آیا اور بعض احباب کے توجّہ دلانے پر میں نے مناسب سمجھا کہ کتاب کو اردو دان مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ ترجمہ بہرحال عربی کے معیار کا تو نہیں ہو سکتا۔ اس میں اور بھی غلطیاں ہوں گی۔ اگر کہیں مَیں کم فہمی کی وجہ سے مصنّف رحمہ اللہ کے خیالات کو صحیح طور پر پیش نہیں کر سکا تو میں علمائے کرام سے گزارش کروں گا کہ وہ مجھے راہنمائی سے محروم نہ رکھیں۔ وباللہ التوفیق!

عطاء اللہ ساجد
جامعہ ابی بکرؓ کراچی

مورخہ ۱۹ رجب ۱۴۱۲ھ
(مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۹۲ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ للّٰهِ نحمدهُ ونستعينهُ ونستهديهُ ونستغفرُهُ ' ونَعوذ باللّٰهِ مِنْ شُرورِ اَنفُسنا ومِن سَيِّئاتِ اَعمالنا' ومَن يَهدِهِ اللّٰهُ فلا مُضِلَّ لهُ' ومَن يُضلِل فلا هادِیَ لهُ' واَشهَدُ ان لَآ الٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحدهُ لا شريكَ لهُ' واَشهدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عبدهُ ورَسُولُهُ ' صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم

فصل ۱

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ ﴾ (النّساء : ۷۹)

”تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی (تکلیف وغیرہ) تجھے پہنچے وہ خود تیری طرف سے ہے۔“

اس آیت میں بہت سی عظیم حکمتیں پوشیدہ ہیں ـــــ جن میں سے چند ایک درجِ ذیل ہیں :

آیت کا سیاق وسباق

اس آیت سے پہلے جہاد کا حکم ہے اور جہاد سے جی چرانے والوں کی مذمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝﴾ (النساء : ۷۱)

"اے ایمان والو! اپنا بچاؤ اختیار کرو، پھر گروہ گروہ ہو کر (جہاد کے لئے) نکلو یا سب مل کر نکلو۔"

اس کے بعد نمازِ خوف کا بیان ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم مذکور ہے، اور یہ کہ فیصلہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے کرانا چاہیے۔ جس مسئلہ میں بھی لوگوں میں اختلاف ہو جائے وہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے جایا جائے۔ اور اُن لوگوں کی مذمت ہے جو اپنے جھگڑوں اور اختلافات کو فیصلہ کے لئے دوسروں کے پاس لے جاتے ہیں۔

چونکہ یہ آیات اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان کی وضاحت کرتی ہیں، اس لئے ان آیات میں ارشاد ہوا ہے :

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾ (النساء : ٦٥)

"اے نبی، آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں جس چیز میں بھی ان کا اختلاف ہو، پھر آپ کے فیصلہ پر دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے بدل و جان تسلیم کر لیں۔"

اور یہ جہاد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کی خاطر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

(الحُجُرات : ۱۵)

"مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتے ہیں پھر شک نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔"

نیز ارشاد ہے :

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ (التَّوبة : ۲۴)

"اعلان کر دیجئے : اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان، وہ مال جو تم نے کمائے، وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خوف رہتا ہے اور وہ گھر جو تمہیں بہت اچھے لگتے ہیں (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں اللہ، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (یعنی عذاب) لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی راہنمائی نہیں فرماتا۔"

مزید فرمایا :

﴿ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَاللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ... ﴾ (التّوبة : ۱۹-۲۱)

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا ایسا ہی سمجھ رکھا ہے جیسے کوئی اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے؟ اللہ کے ہاں یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے' جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا' (یہ لوگ) اللہ کے ہاں بڑے عظیم درجہ والے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اللہ انہیں اپنی طرف سے رحمت' خوشنودی اور جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا :

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ○﴾ (الصّف : ۱۰-۱۴)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے دے؟ (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور سدا بہار جنّتوں کے عمدہ گھروں میں (تمہیں بسائے گا) یہ عظیم کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز (تمہیں دے گا) جو تمہیں بہت پسند ہے (وہ ہے) اللہ کی طرف سے مدد اور عنقریب حاصل ہونے والی فتح۔ اور (اے نبی!) مؤمنین کو خوشخبری دے دیجئے۔ اے مؤمنو! اللہ کے مددگار بن جاؤ، جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ کون اللہ کی رضا کے لئے میری مدد کرے گا؟ ساتھیوں نے کہا: ہم اللہ کی (اللہ کے دین کی) مدد کرنے والے ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی، پس وہ غالب آ گئے۔"

جہاد کی آیات (النساء : ۱۰۵ تا ۱۲۵) کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر کتاب نازل کی ہے تاکہ وہ اللہ کی عطا کردہ بصیرت کے مطابق لوگوں کے فیصلے کریں اور اس کے برعکس طرزِ عمل اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ اور پیغمبر ﷺ پر اللہ کی جو رحمت اور فضل ہے اس کی یاد دہانی کروائی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی حفاظت کرتا ہے اور آپ ﷺ کو اس بات سے محفوظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہے کہ لوگ آپؐ کو راہِ حق سے ہٹا سکیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وہ علم عطا فرمائے ہیں جو پہلے آپؐ کو حاصل نہیں تھے۔ پھر رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں اور مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنے والوں کی مذمت فرمائی اور واضح فرمایا کہ شرک بہت بڑا اور سخت خطرناک جرم ہے' جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا' البتہ دوسرے گناہ جس کے چاہے معاف فرما دے۔ اس کے بعد بتایا کہ بہترین دین اُس شخص کا ہے جو اللہ وحدہٗ کی عبادت کرتا ہے اور اُس کے ساتھ شرک نہیں کرتا' بشرطیکہ اس کی عبادت اللہ کی طرف سے مقرر کردہ نیکیوں کے ساتھ ہو' بدعتوں اور دل کی خواہشات کے مطابق نہ ہو۔ اس طریقہ پر چلنے والے ہی ابراہیم علیہ السلام کی ملّت کے افراد ہیں' جنہوں نے سب کو چھوڑ کر ایک اللہ کا ہو جانے والے ابراہیم علیہ السلام کی اِتباع کی ہے اور ابراہیم کو ہی اللہ نے اپنا خلیل (جگری دوست) بنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اس کے لئے جہاد ہی توحید کی راہ اور ابراہیم علیہ السلام کی ملّت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالص اطاعت سے یہی مراد ہے۔ اور اس میں یہ چیز شامل ہے کہ اللہ کی عبادت ان نیکیوں کو اختیار کر کے کی جائے جن کا اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے حکم دیا ہے۔

جہاد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمّت کی ہے جو دشمن سے ڈرتے ہیں اور زندگی کو عزیز رکھتے ہیں۔ اور بیان کیا ہے کہ جہاد ترک کر کے وہ موت سے بچ نہیں جائیں گے' وہ تو ان کو آ ہی جائے گی چاہے وہ مضبوط ترین قلعوں میں پناہ لے لیں۔ لہٰذا جہاد چھوڑ کر انہیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا' بلکہ دنیا اور آخرت دونوں کی دونوں گھاٹے میں رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۛ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ۝ ﴾ (النّساء : ۷۷)

"کیا آپؐ نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں کیا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو اُن میں سے ایک فریق لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جس طرح اللہ کا ڈر ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا : "یا اللہ تُونے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا؟ ہمیں تھوڑی دیر کے لئے مہلت کیوں نہ دے دی؟" کہہ دیجئے : دُنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے' اور آخرت بہتر ہے اُس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈرے۔ اور تم پر ایک دھاگے جتنا بھی ظلم نہ ہو گا۔"

اِس گروہ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ وہ اصلاً منافق ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ جب جہاد کا حکم آیا اُس وقت منافق ہو گئے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اصل میں ان سے بزدلی کا اظہار ہوا' کیونکہ ان کے دل میں مرض تھا۔ جس طرح ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ فَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ مُّحۡكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيۡهَا الۡقِتَالُ ۙ رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ يَّنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ نَظَرَ الۡمَغۡشِىِّ عَلَيۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ؕ فَاَوۡلٰى لَهُمۡ ۝ طَاعَةٌ وَّقَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ ۛ ... ﴾

(مُحمَّد : ۲۰'۲۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تو جب پختہ سورت نازل ہوئی اور اس میں جہاد کا ذکر کیا گیا تو آپ نے دیکھا کہ جن کے دل میں مرض تھا وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جس طرح وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ ان کے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ اطاعت کریں اور اچھی باتیں کہیں..."

نیز ارشاد ہے :

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ (الاحزاب : ۱۲)

"اور جب منافق اور دل کی بیماری والے کہہ رہے تھے ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ تو محض دھوکا ہے۔"

اس آیت کے مفہوم میں مذکورہ بالا سب قسم کے افراد شامل ہیں۔ اور بھی جس کا یہ حال ہو وہ اس میں شامل ہے۔

اس کے بعد فرمایا :

﴿ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴾

(النِّساء : ۷۸)

"تم جہاں بھی ہو گے موت تم تک پہنچ جائے گی خواہ تم مضبوط ترین قلعوں میں ہو۔ اگر انہیں کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی (سختی یا مصیبت) آتی ہے تو کہتے ہیں (اے نبی) یہ آپ کی طرف سے ہے۔ کہہ دیجئے: سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات سمجھنے کے قریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں آتے؟"

اللہ کے فرمان ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ﴾ (اگر انہیں پہنچتی ہے) میں ضمیر مذکورہ بالا افراد کی طرف راجع ہے۔ یعنی ﴿اَلَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ النَّاسَ﴾ (جو لوگوں سے ڈرتے ہیں) یا ضمیر کا مرجع ان افراد کی طرف ہے جن کا ذکر تو نہیں کیا گیا ہے لیکن وہ معلوم ہیں۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اس طرح ہوتا ہے۔

چوتھے قول کے مطابق یہ لوگ یہودی کافر تھے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ منافق تھے۔

چھٹا قول یہ ہے کہ کچھ یہودی تھے کچھ منافق۔ آیت کے مفہوم میں ہر وہ شخص شامل ہے جس میں یہ خصلتیں پائی جائیں اور بدرجہ اولیٰ وہ افراد شامل ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا' پھر انہیں جہاد کا حکم دیا گیا۔

جب یہ لوگ اس آیت کے مطابق قابل مذمت ہیں تو وہ کفار جو ظاہری طور پر بھی اسلام نہیں لاتے بدرجہ اولیٰ اس مذمت کے مستحق ہوں گے۔

قرآنِ حکیم میں "اَلْحَسَنَة" اور "اَلسَّيِّئَة" کا مفہوم

مفسرین کی اکثریت یہی کہتی ہے کہ یہاں "الحَسَنَة" اور "السَّيِّئَة" سے مراد نعمت اور مصیبت ہے' وہ اچھے یا برے اعمال نہیں جنہیں انسان اپنے اختیار سے انجام دیتا ہے۔

قرآن مجید میں حسنات (بھلائیاں) اور سیئات (برائیاں) کے الفاظ دونوں قسم کے معانی کے لئے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق فرمایا:

﴿ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ ﴾

(آل عمران : ۱۲۰)

"اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تم صبر اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کے مکر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے"

دوسری جگہ ارشاد ہے :

﴿ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ○ ﴾

(التّوبہ : ۵۰)

"اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچے تو وہ انہیں بری لگتی ہے' اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی اپنا بندوبست کر لیا تھا' اور وہ خوش ہو کر لوٹ جاتے ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے :

﴿ ...وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ ﴾

(الاعراف : ۱۶۸)

"ہم نے انہیں اچھائیوں اور برائیوں کے ساتھ آزمایا تاکہ وہ رجوع کریں۔"

نیز فرمایا :

﴿ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ○ ﴾

(الشّوریٰ : ۴۸)

"ہم جب انسان کو رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ اس کے ساتھ خوش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت آجائے تو انسان ناشکرا بن جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے متعلق فرمایا جو موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو نامبارک قرار دیتے تھے:

﴿ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ ﴾ (الاعراف : ۱۳۱)

"اگر انہیں بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ تو ہمارے لئے ہے ہی، اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے ہیں۔"

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف : ۱۳۰)

"ہم نے آلِ فرعون کو قحط کے ذریعے اور پھلوں کی کمی کے ذریعے پکڑا تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔"

(ان تمام آیات میں "الحَسَنَة" یعنی بھلائی سے مراد دنیا کی نعمتیں اور "السَّيِّئَة" یعنی برائی سے مراد دنیا میں آنے والے مصائب یا مشکلات ہیں)

وہ اعمال جن کا حکم دیا گیا ہے یا جن سے منع کیا گیا ہے ان کا ذکر بہت سی آیات میں الحَسَنَة اور السَّيِّئَة کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ مثلاً:

﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾

(القصص : ۸۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جو الحَسَنَة (بھلائی) لے کر آیا تو اس کے لئے اس سے بہتر بدلہ ہے اور جو السَّیِّئَة (برائی) لے کر آیا تو برائیاں کرنے والوں کو اسی کا بدلہ ملے گا جو وہ کرتے تھے۔“

دوسری جگہ فرمایا :

﴿ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ ﴾

(ھُود : ۱۱۴)

”بے شک الحسنات (نیکیاں) السّیئات (برائیوں) کو ختم کر دیتی ہیں۔ سبق حاصل کرنے والوں کیلئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔“

اور فرمایا :

﴿ . . . فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ﴾ (الفُرقان : ۷۰)

”...پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے غفور اور رحیم ہے۔“

ان آیات میں ”حَسَنَة“ (بھلائی) سے مراد نیک عمل اور ”سَیِّئَة“ (برائی) سے مراد برے اعمال ہیں۔

”مَا اَصَابَكَ“ کی وضاحت

یہاں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے :

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ ﴾ (النِّساء : ۷۹)

”تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو برائی تجھے پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نہیں کہا "جو تُو کرے" یا "جو تُو کمائے"۔ جس طرح فرمایا ہے:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ... ﴾

(الشّورٰی : ۳۰)

"تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ ... فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ﴾

(المائدۃ : ۴۹)

"... جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان کو ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے مصیبت پہنچائے۔"

اور فرمایا:

﴿ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ﴾

(التّوبۃ : ۵۲)

"کہہ دیجئے: کیا تم ہمارے بارے میں یہی انتظار کر رہے ہو کہ ہمیں دو بہترین چیزوں (فتح یا شہادت) میں سے کوئی ایک مل جائے۔ اور ہم تمہارے بارے میں یہ انتظار کرتے ہیں کہ یا تو اللہ تم کو اپنے پاس سے مصیبت (یعنی عذاب) پہنچائے یا ہمارے ہاتھوں سے شکست..."

نیز فرمایا:

﴿ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ.... ﴾ (الرَّعد : ۳۱)

"اور کافروں کو ان کے عملوں کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت پیش آتی رہے گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ان کے گھروں کے پاس نازل ہوتی رہے گی...“

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ﴾ (المائدۃ : ۱۰۶)

”پھر تمہیں موت کی مصیبت پیش آجائے۔“

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿ ... وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ ﴾ (البقرۃ : ۱۵۵، ۱۵۶)

”اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے، جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔)“

اللہ کے فرمان ﴿ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ ﴾ اور ﴿ مَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ ﴾ میں وہ تمام حالات شامل ہیں جو انسان کو پیش آتے ہیں۔ کبھی اسے نعمت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے اور کبھی اسے مصیبت پہنچتی ہے جس سے وہ دلگیر ہوتا ہے۔

مفسرین کرام کے ارشادات

اِس آیت میں دونوں قسم کی چیزیں یقیناً شامل ہیں۔ عام مفسرین نے یہی بات کہی ہے۔

ابو العالیہؒ کہتے ہیں: فرمانِ خداوندی ﴿ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴾ (اگر انہیں بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے) اِس جملے کا اطلاق خوشحالی اور کشادگی کے موقع پر ہوتا ہے، اور یہ جو فرمایا ہے ﴿ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ﴾ (اگر انہیں برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری طرف سے ہے) یہ تنگی اور مصیبت کے وقت کا ذکر ہے۔

سدیؒ کہتے ہیں: فرمانِ خداوندی ﴿اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا﴾ میں "حَسَنَةٌ" سے مراد زرخیزی ہے۔ ان کے مویشی' جانور' گھوڑے وغیرہ زیادہ بچے جنتے ہیں اور ان کی حالت بہتر ہو جاتی ہے اور ان کی بیویوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے ہیں "تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے" —— ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا﴾ میں "سَيِّئَة" سے مراد مالی نقصان ہے۔ یعنی جب انہیں مالوں میں نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو محمد ﷺ کو نامبارک قرار دیتے ہوئے "کہتے ہیں: یہ تیری طرف سے ہے"۔ کہتے ہیں ہم نے اپنا پرانا دین چھوڑا' محمدؐ کے پیچھے لگے' اس وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ "کہہ دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے" یعنی بھلائی اور مصیبت۔ "تو ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات نہیں سمجھتے؟" یعنی قرآن نہیں سمجھتے۔

والبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تشریح یوں فرمائی: "آپ کو جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یعنی بدر کے موقع پر جو فتح حاصل ہوئی"۔ ضحاکؒ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔

والبیؒ نے ابن عباسؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "بھلائی" سے مراد غنیمت اور فتح ہے اور "بُرائی" سے مراد وہ مصیبت ہے جو جنگ اُحد کے موقعہ پر پیش آئی جب آنحضور ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا' آپؐ کے دانت مبارک شہید ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں: "بھلائی وہ ہے جو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بطورِ نعمت دی اور بُرائی سے مراد وہ آزمائش ہے جو آپؐ پر آئی۔"

حضرت عطیہؒ کے حوالے سے ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا : "جو تجھے بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے" یہ بدر کی طرف اشارہ ہے' اور "جو تجھے بُرائی پہنچے وہ خود تیری طرف سے ہے" یہ جنگِ اُحد کی طرف اشارہ ہے۔ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے انسان! تجھے جو بھی تکلیف پہنچے وہ تیرے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے' اور میں نے اسے تیرے لئے مقدّر کیا ہے۔

ابنِ عیینہؒ نے ابو صالحؒ کا قول روایت کیا ہے کہ "تیری طرف سے ہے" اس کا مطلب ہے کہ تیرے گناہوں کی وجہ سے میں نے تجھ پر مقدّر کر دیا۔

یہ اقوال ابنِ ابی حاتمؒ اور دیگر علماء نے روایت کئے ہیں۔

مطرف بن عبداللہ بن الشّخیرؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم تقدیر کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو؟ کیا تمہیں سورۃ النساء کی یہ آیت کافی نہیں : ﴿ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ﴾ "اگر کوئی بھلائی انہیں پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی بُرائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے"۔ اللہ کی قسم! انہیں تقدیر کے حوالے نہیں کیا گیا' انہیں اس پر ایمان کا حکم دیا گیا ہے اور وہ اس تک پہنچ کر رہیں گے۔

ابو صالحؒ نے بھی ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حَسَنَة سے مراد زرخیزی اور بارش ہے اور سَيِّئَة سے مراد قحط اور مصیبت ہے۔ ابنِ قتیبہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں : الحَسَنَة یعنی نعمت اور السَّیِّئَة یعنی مصیبت۔

ابو الفرج ابن الجوزیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں تین قول نقل کئے ہیں:

۱۔ الحَسَنَة سے مراد بدر کی فتح ہے اور السَّیِّئَة سے مراد اُحد کی مصیبت ہے۔

نیز فرمایا: ابنِ ابی طلحہ والبیؒ نے ابنِ عباسؓ سے یہی قول نقل کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ ۔ الحَسَنَة سے مراد نیکی اور السَیِّئَة سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے۔ یہ ابوالعالیہؒ کا قول ہے۔

۳ ۔ الحَسَنَة سے مراد نعمت اور السَیِّئَة سے مراد مصیبت ہے۔ یہ قول ابنِ منبہؒ کا ہے۔ ابوالعالیہؒ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔ اور یہ قول زیادہ صحیح ہے۔

ابنِ تیمیہؒ کی رائے :

میں (ابنِ تیمیہ) کہتا ہوں : ابوالعالیہ سے مختلف سندوں کے ذریعے یہی قول روایت ہوا ہے' جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔ یہی قول دوسرے علماء سے بھی مروی ہے۔ دوسرے قول کی اس نے سند بیان نہیں کی' بلکہ ایسے مفسرین کی کتابوں کے حوالے سے بیان کیا جا رہا ہے جو سلف کے اقوال بغیر سند کے ذکر کر دیتے ہیں اور اُن میں سے بہت سے اقوال سند کے لحاظ سے ضعیف ہوتے ہیں' بلکہ جھوٹ بھی ہوتے ہیں اور اُن علماء سے ثابت ہی نہیں ہوتے جن کی طرف وہ منسوب کئے گئے ہیں۔

متأخر مفسرین میں سے بھی اکثر اس کی تفسیر اقوالِ سلف کے مطابق کرتے ہیں اور بعض نے الحَسَنَة و السَیِّئَة سے نیک کام اور بُرے کام مراد لیے ہیں۔

تو پہلی قسم اس میں یقیناً شامل ہے۔ جیسے کہ اس کے لفظ 'معنی' سیاق و سباق اور سلف کے اقوال سے ظاہر ہے۔

اور پہلے معنی کو چھوڑ کر صرف دوسرے معنی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے کے ساتھ مقصود ہے' اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو یہ ایک نعمت ہے جو اسے حاصل ہوئی اور راس سے جو گناہ سرزد ہوا ہے وہ ایک بُرائی ہے جو اسے پہنچی' اور یہ اس کا نفس ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے یہ بُرائی کی ہے۔

تو جب جزا اس کے نفس کی طرف سے ہے تو وہ عمل جو اس جزا کا سبب بنا بدرجۂ اولیٰ اس کے نفس کی طرف سے ہو گا۔ لہٰذا اس میں کوئی منافات نہیں کہ عمل کی بُرائی اور اس کی جزا کی بُرائی خود اس کی طرف سے ہو حالانکہ سب تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ مجاہدؒ نے ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ قرآن کی اس آیت کو یوں پڑھتے تھے : فَمِنْ نَّفْسِكَ' وَاَنَا قَدَّرْتُهَا عَلَيْكَ "وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے اور میں نے اسے تجھ پر مقدّر کیا ہے۔"

فصل ۲
گناہ کے بعد گناہ

دوسرا گناہ ممکن ہے پہلے گناہ کی سزا کے طور پر اس سے سرزد ہوا ہو' تو یہ جزائے بد میں بھی شامل ہو گا اور برا عمل بھی ہو گا۔

ایک متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ' فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِى اِلَى الْبِرِّ' وَالْبِرُّ يَهْدِى اِلَى الْجَنَّةِ' وَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ' وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقًا' وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ' فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِى اِلَى الْفُجُوْرِ' وَالْفُجُوْرُ يَهْدِى اِلَى النَّارِ' وَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ' وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ' حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا))

"سچ کو لازم پکڑو' کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف لے جاتی ہے' اور آدمی سچ بولتا ہے اور سچ کا اہتمام کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں صدیق یعنی "انتہائی سچا" لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو' کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے' اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا اور جھوٹ وغیرہ اختیار کیے رکھتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں کذاب یعنی "انتہائی جھوٹا" لکھ دیا جاتا ہے۔" (۱)

نیکی کے بعد نیکی

قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان ہوا ہے کہ دوسری نیکی کی توفیق بعض اوقات پہلی نیکی کے ثواب کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح دوسری بُرائی کی جرأت بعض اوقات پہلی بُرائی کی سزا کے طور پر ہوتی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ ﴾ (النِّساء : ٦٦ ـ ٦٨)

"اور انہیں جو نصیحت کی جاتی تھی اگر وہ اس پر عمل کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور زیادہ ثابت قدمی کا باعث ہوتا۔ تب ہم انہیں اپنے پاس سے عظیم اجر عنایت فرماتے اور انہیں راہِ راست کی ہدایت نصیب فرماتے۔"

نیز ارشاد ہے :

---

(۱) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب ٦٩۔ صحیح مسلم' کتاب البر' ح ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ ودیگر کتب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾

(العنکبوت : ٦٩)

"اور جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے۔"

اور فرمایا :

﴿ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○ ﴾

(محمّد : ۴-٦)

"اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے اللہ ان کے عمل کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرمائے گا اور ان کے حالات بہتر کر دے گا، اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی پہچان اس نے انہیں کرادی ہے۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا :

﴿ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى ... ﴾ (الرُّوم : ١٠)

"پھر جنہوں نے برائی کی ان کا انجام بدترین ہو گا۔"

اور فرمایا :

﴿ ... وَكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ ... ﴾ (المائدة : ١٥، ١٦)

"... اور وضاحت کرنے والی کتاب ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اُس کی رضامندی کی پیروی کرے..."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ارشاد فرمایا :

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ ﴾

(الحدید : ۲۸)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ' اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دُہرا حصّہ دے گا اور تمہارے لئے وہ نور مہیّا کرے گا جسے لے کر تم چلو پھرو' اور تمہاری مغفرت فرمادے گا۔"

نیز فرمایا :

﴿ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ ﴾

(الاعراف : ۱۵۴)

"اور اس (تورات) کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی اُن کے لئے جو اپنے رب سے خوف رکھتے ہیں۔"

اور فرمایا :

﴿ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

(آل عمران : ۱۳۸)

"یہ وضاحت ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

اور فرمایا :

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ ﴾ (فُصِّلَتْ : ۴۴)

"کہہ دیجئے یہ مؤمنوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے' اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے' اور یہ اُن کی آنکھوں کی پٹی ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ○ ﴾ (الاعراف : ۲۰۱' ۲۰۲)

"بے شک جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں جب انہیں کوئی شیطان چھو لے تو وہ (اللہ کو اور اس کے احکام کو) یاد کرتے ہیں اور اچانک وہ بینا ہو جاتے ہیں' جبکہ ان کے بھائی بند انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں اور ذرا بھی کمی نہیں کرتے۔"

اور فرمایا :

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○ ﴾ (یوسف : ۲۴)

"اسی طرح ہوا تاکہ ہم اس سے بُرائی اور بے حیائی کو دُور ہٹا دیں۔ وہ (یوسف علیہ السلام) ہمارے خاص بندوں میں سے تھا۔"

اور فرمایا :

﴿ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ ﴾ (یوسف : ۲۲)

"اور جب وہ (یوسف علیہ السلام) اپنی جوانی کو پہنچ گئے تو ہم نے انہیں قوتِ فیصلہ اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔"

﴿ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰىٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ ﴾ (القصص : ۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور ٹھیک ٹھاک ہو گئے تو ہم نے انہیں قوتِ فیصلہ اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔"

مزید ارشاد ہے :

﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ○ ﴾ (محمد : ۱-۳)

"جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے اعمال رائیگاں کر دیئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور اس چیز پر ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوئی' اور صرف یہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے' ان کے گناہ اللہ نے معاف کر دیئے اور ان کی حالت درست کر دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مؤمنوں نے اپنے رب کی طرف سے آنے والے حق کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے اسی طرح ان کی مثالیں بیان کرتا ہے۔"

اور فرمایا :

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ ﴾ (الاحزاب : ۷۰' ۷۱)

"اے مؤمنو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو' وہ تمہارے اعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست کردے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔"

نیز ارشاد فرمایا :

﴿ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ ﴾ (النّور : ۵۴)

"کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو رسول کے ذمہ وہی ہے جس کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا بوجھ تم پر ڈالا گیا۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ تو بس واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔"

سُنّت کی پیروی اور خواہشِ نفس کی پیروی

ابو عثمان نیشاپوری کہتے ہیں: جو شخص قولاً اور عملاً سنّت کو اپنا حکمران بنائے گا اس کی زبان سے حکمت ظاہر ہوگی' اور جو شخص قولاً و عملاً خواہش نفس کا مطیع ہو جائے گا اس کی زبان سے بدعت ہی ظاہر ہوگی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ ﴾ (النّور : ۵۴)

"اگر تم رسول کی پیروی کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔"

سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ﴾ (النّور : ۶۳)

"جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے' ممکن ہے انہیں فتنہ پہنچ جائے یا دردناک عذاب پہنچ جائے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا :

﴿ ... وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ○ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ ... ﴾

(الانعام : ۱۱۰،۱۱۱)

"تمہیں کیا معلوم کہ جب اللہ کی نشانی آئے تو یہ لوگ ایمان نہ لائیں؟ اور ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو اسی طرح پلٹا دیں جس طرح وہ پہلی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے۔"

ایک جگہ ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ ﴾

(آل عمران : ۱۵۵)

"جس دن دو جماعتوں کا آمنا سامنا ہوا اس دن تم میں سے جو لوگ پھر گئے انہیں شیطان نے ان کے کچھ اعمال کی وجہ سے پھسلا دیا۔ اور اللہ نے انہیں معاف فرما دیا۔"

مزید ارشاد ہے :

﴿ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ○ ... اِلٰى قَوْلِهٖ ... وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ○ ﴾ (الصف : ۵-۷)

"جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے قوم تم مجھے کیوں تکلیف پہنچاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں' تو جب انہوں نے کج روی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دل کج رو کر دیئے' اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ . . . . .
اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اُسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو' اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

نیز ارشاد ہے :

﴿ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (البقرة : ۸۸)

"انہوں نے کہا ہمارے دل پردوں میں محفوظ ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے' لہٰذا وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔"

یہ بھی ارشاد ہے :

﴿ ... وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ﴾ (النِّساء : ۱۵۵)

"اور اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے مہر لگا دی ہے لہٰذا وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔"

اور فرمایا :

﴿ ... فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

(البقرة : ۲۵۸)

"پس کافر ششدر رہ گیا۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اور فرمایا :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (التوبة: ۲۵' ۲۶)

"اور حنین کے دن جب تمہیں اپنی کثرت پر فخر ہوا تو اس کثرتِ تعداد نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا' اور تم پر زمین فراخ ہونے کے باوجود تنگ ہو گئی' پھر تم پیٹھ پھیر کر چل نکلے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مؤمنین پر سکینت نازل کی اور وہ لشکر اتارے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی۔"

جنگ کے فریقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ (الانفال : ۱۲' ۱۳)

"جب آپ کا رب فرشتوں کو وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں' پس تم مؤمنوں کو ثابت قدم رکھو' میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا' لہٰذا تم ان کی گردنوں پر ضرب لگاؤ' اور ان کی انگلیوں کے ہر پور پر ضرب لگاؤ۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔"

نیز ارشاد ہوا :

﴿ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ○﴾ (آل عمران : ۱۵۱)

"ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ان کو شریک کر لیا ہے جن کے متعلق اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے' اور وہ بری جگہ ہے ظالموں کی۔"

ایک اور مقام پر فرمایا :

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ○ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ○﴾ (الحشر: ۲ - ۴)

"وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال دیا۔ تم نہیں سمجھتے تھے کہ وہ نکلیں گے' اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے' تو اللہ (کا عذاب) ان پر وہاں سے آگیا جہاں سے انہیں سان گمان بھی نہ تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا' وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں سے تباہ و برباد کر رہے تھے' لہٰذا اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو انہیں دنیا میں ہی عذاب دے دیتا۔ اور آخرت میں ان کے لئے آگ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو کوئی اللہ کی مخالفت کرے تو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ ﴾ (آل عمران: ۱۱۱، ۱۱۲)

"وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر معمولی تکلیف، اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ وہ جہاں بھی ہوں ان پر ذلّت مسلّط کر دی گئی ہے، اِلّا یہ کہ اللہ کی طرف سے کوئی سہارا مل جائے یا لوگوں کی طرف سے کوئی سہارا مل جائے۔ وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے اور ان پر بے چارگی مسلط کر دی گئی۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کر دیتے تھے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے بڑھتے تھے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خٰلِدُوْنَ○ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ○﴾

(المائدة : ۸۰'۸۱)

"آپ ان میں سے بہت سے افراد کو دیکھیں گے کہ کفار سے دوستی رکھتے ہیں' ان کے لئے ان کی جانوں نے بری چیز پیش کی ہے کہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا' اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔ اگر وہ اللہ پر اور نبی (ﷺ) پر ایمان لے آتے اور جو کچھ اس (نبی) پر نازل ہوا ہے (اس پر ایمان لاتے) تو کفار کو دوست نہ بناتے' لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔"

اور ارشاد ہے :

﴿ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ○﴾ (المائدة : ۸۲)

"اور آپ ان میں سے دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے سب سے زیادہ قریب ان کو پائیں گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں علماء اور راہب موجود ہیں' اور یہ وجہ بھی ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔"

مزید ارشاد ہے :

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْآ اَرْحَامَكُمْ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ○ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدَی ۙ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَھُمْ ۭ وَاَمْلٰی لَھُمْ ○ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ کَرِھُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ سَنُطِیْعُکُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارَھُمْ ○ ﴾ (مُحمَّد : ۲۲-۲۶)

”کیا قریب ہے کہ اگر تم پھر جاؤ تو زمین میں فساد کرنے لگو اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟ جو لوگ پشت کی طرف (الٹے پاؤں) پھر گئے جب کہ ان کے سامنے ہدایت واضح ہو چکی تھی' ان کے لئے شیطان نے (باطل کو) مزین کر دیا اور انہیں ڈھیل دلائی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو ناپسند کرنے والوں سے کہا کہ ہم بعض امور میں تمہاری اطاعت کریں گے' اور اللہ ان کی رازداری سے واقف ہے۔“

اور فرمایا :

﴿ وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَکُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ بَخِلُوْا بِہٖ وَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَہٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوْہُ وَبِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ○ ﴾

(التّوبۃ : ۷۵-۷۷)

”ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نواز دیا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ہم ضرور نیک ہو جائیں گے۔ تو جب اس نے انہیں اپنے فضل سے عنایت فرمایا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اس (مال) کے ساتھ بخل کیا اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا اس دن تک جب وہ اُس سے ملیں گے، کیونکہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی اور وہ جھوٹ بولتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ فَإِن رَّجَعَكَ اللّٰهُ إِلَىٰ طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ ۝ ﴾

(التّوبة : ۸۳)

"پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان میں سے ایک گروہ کے پاس واپس لے جائے، پھر وہ آپ سے (جہاد کے لیے) نکلنے کی اجازت مانگیں تو فرما دیجئے: تم ہرگز میرے ساتھ نہیں نکلو گے، اور میرے ساتھ مل کر دشمن سے ہرگز جنگ نہیں کرو گے، تم پہلی بار بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے تو اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو۔"

اس کے برعکس مؤمنوں کو یوں فرمایا :

﴿ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا۝﴾ (الفتح : ۲۰ ۔ ۲۳)

"اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے ' پس یہ تمہیں جلدی دے دی ' اور تم سے لوگوں کے ہاتھ کو روک دیا تاکہ وہ مؤمنوں کے لئے ایک نشانی بن جائے اور تاکہ تمہیں سیدھی راہ دکھائے۔ اور تمہیں دوسری غنیمتیں بھی دے گا جن کی تمہیں ابھی طاقت نہیں ملی اور اللہ نے انہیں گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر کافر تم سے جنگ کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ' پھر انہیں کوئی دوست یا مددگار نہیں ملے گا۔ یہی اللہ کا طریقہ ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ اللہ کے طریقہ میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔"

ان کا پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا ان کاموں میں سے نہیں تھا جن سے انہیں خاص طور پر منع کیا گیا ہو۔ لیکن یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

اسی قسم کی اور بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳
نفس کی شرارت

چونکہ وہ غلطیاں جو انسان سے سرزد ہوتی ہیں ممکن ہے کہ وہ سابقہ غلطیوں اور گناہوں کا بدلہ ہوں' لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ یہ غلطیاں بھی ایک مصیبت ہیں جو سابقہ گناہوں کی وجہ سے آئی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ انسان جو گناہ کرتا ہے وہ اس کے نفس کی طرف سے ہوتے ہیں (یعنی وہ خود ان کا ذمہ دار ہوتا ہے) اگرچہ یہ تقدیر میں لکھے ہوئے ہیں۔ تو جب جزا' جو غلطیوں کا سبب بنی ہے' اس کا ذمہ وار انسان ہے' تو اس کا عمل بھی' جس کا یہ بدلہ ہے' بطریق اولیٰ خود اس کی طرف سے ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: ((نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا))(۲) "ہم اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے کوئی دعا سکھایئے' تو حضور ﷺ نے فرمایا: یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ' اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى

---

(۲) سنن ابی داؤد' کتاب الصلاۃ' باب ۲۲۳۔ و کتاب النکاح' باب ۳۲۔ سنن الترمذی' کتاب النکاح' باب ۱۷۔ سنن النسائی' کتاب ... باب ۲۴ و کتاب النکاح' باب ۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسِیْ سُوْءً اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ))(۳)

"اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! اے ہر چیز کے مالک اور بادشاہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے' شیطان کے شر اور اس کے جال سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کے لئے کوئی بُرائی کماؤں یا کسی مسلمان کو کوئی بُرائی پہنچاؤں۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ دُعا صبح کو' شام کو اور سوتے وقت پڑھا کرو۔"

اِس حدیث سے واضح ہوا کہ آیہ مبارکہ میں لفظ ﴿مِنْ نَفْسِكَ﴾ میں اعمال کی سزا بھی شامل ہے اور اعمال بھی' اگرچہ ہوتے یہ سب اللہ کی تقدیر سے ہیں۔

---

(۳) سنن الترمذی' کتاب الدعوات' باب ۱۴۔ سنن ابی داوٗد' کتاب الادب' باب مایقول اذا اصبح۔ امام ترمذیؒ نے حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴
قدریہ کی تردید

قدریہ اس آیت سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ اس کی کئی وجوہ ہیں۔

۱۔ وہ کہتے ہیں کہ بندے کا عمل ـــــ اچھا ہو یا بُرا ـــــ بندے کی طرف سے ہوتا ہے' اللہ کی طرف سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو طاقت دی ہے جس سے وہ نیکی بھی کر سکتا ہے اور گناہ بھی۔ اس کے بعد' بقول ان کے' ایک شخص نے نیکی کے ارادہ کو وجود بخشا' دوسرے نے بُرائی کا ارادہ پیدا کر لیا۔ ان کے خیال میں نیکی اور بدی کا یہ ارادہ اللہ نے پیدا نہیں کیا۔

قرآن مجید نے نیکیوں اور برائیوں میں فرق کیا ہے۔ یہ لوگ نیکی اور بدی میں حکم کے لحاظ سے تو فرق کرتے ہیں (کہ نیکی کا اللہ نے حکم دیا ہے' بُرائی کا حکم نہیں دیا) لیکن یہ فرق نہیں کرتے کہ اللہ نے اس شخص میں نیکیاں پیدا کی ہیں بُرائیاں نہیں۔ بلکہ ان کے عقیدے کے مطابق اللہ نے نہ نیکیاں پیدا کی ہیں نہ بُرائیاں۔ البتہ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی کے وہ اعمال پیدا کرتا ہے جو دوسرے اعمال کا بدلہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ اہل سُنّت کا قول ہے' لیکن اسکے باوجود ان کے ہاں تمام نیکیاں اللہ کی طرف سے نہیں' نہ تمام بُرائیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔ بلکہ بعض نیکیاں اور بعض بُرائیاں اس میں شامل ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ﴾ "سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے"۔ یہاں بھلائیوں اور بُرائیوں دونوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ یہ لوگ اعمال کے سلسلہ میں اس بات کے قائل نہیں' جزاء کے سلسلہ میں قائل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اللہ نے جو فرمایا: ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ...مِنْ سَيِّئَةٍ﴾ (تجھے جو بھلائی پہنچے...جو بُرائی پہنچے) —— یہ ایسے ہی ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ﴾ (اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچے) اور ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ﴾ (اگر انہیں کوئی بُرائی پہنچے)

۳۔ آیت میں نعمتیں اور مصیبتیں سبھی شامل ہیں، جیسے کہ پہلے گزرا۔ لہٰذا جبر کے قائلین اس آیت کو ان اعمال کے خارج کرنے کی دلیل نہیں بنا سکتے جن کی وجہ سے وہ سزا کے مستحق ہوتے ہیں، کیونکہ لفظ ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (سب اللہ کی طرف سے ہے) میں "سب" سے مراد نعمتیں اور مصائب ہی ہیں، اور آیت ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ (تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو تجھے بُرائی پہنچے وہ خود تیری طرف سے ہے) ان کے خلاف دلیل بنتی ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ انسان بُرائیوں کا ارتکاب کرتا ہے اور ان کی وجہ سے سزا کا مستحق قرار پاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھلائیاں بطورِ نعمت دیتا ہے، خواہ یہ بھلائیاں عمل کی صورت میں ہوں یا ثواب کی صورت میں۔ جب انسان کو پہنچنے والی ہر بھلائی اللہ کی طرف سے ہے تو تمام نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں، خواہ وہ ابتداءً حاصل ہوں یا جزا کے طور پر۔ اور جب وہ نعمت جو جزا کے طور پر حاصل ہوئی ہے اللہ کی طرف سے ہے تو وہ نیک عمل جو اس جزا کے حصول کا سبب بنا ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے، اور وہ دونوں (نیک عمل اور جزاء) بندے پر اللہ کی ایک نعمت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ورنہ اگر نیک عمل خود بندے کی طرف سے ہوتا جس طرح بُرائیاں بندے کی ذات سے سرزد ہوتی ہیں، پھر تو سبھی کچھ بندے کی طرف سے ہوتا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب و سُنّت میں دونوں قسموں کے درمیان تفریق کی ہے، جیسے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

((يَا عِبَادِي' اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيكُمْ اِيَّاهَا' فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ' وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ)) (۴)

"اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی عمل ہیں جنہیں میں جمع کر کے رکھتا ہوں' پھر میں تمہیں پورے پورے دے دیتا ہوں۔ تو جس کو بھلائیاں حاصل ہوں وہ اللہ کا شکر کرے' اور جسے دوسری صورت پیش آئے وہ اپنے نفس کو ہی ملامت کرے۔"

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :

﴿ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ﴾ (آل عمران : ۱۶۵)

"کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے' جب کہ تم اس سے دوگنی (دشمن کو) پہنچا چکے ہو تم کہتے ہو یہ کہاں سے ہے؟ کہہ دیجئے یہ تمہاری جانوں کی طرف سے ہے۔"

مزید ارشاد ہے :

﴿ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴾ (الرُّوم : ۳۶)

"اور اگر ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے تو اسے دیکھتے ہی وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔"

ایک جگہ ارشاد ہے :

---

(۴) صحیح مسلم' کتاب البر والصلة' باب تحریم الظلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ ﴾ (الرُّوم: ۴۱)

"خشکی اور سمندر میں فساد پھیل گیا ہے اس وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا تاکہ اللہ انہیں ذائقہ چکھائے ان کے بعض عملوں کا، تاکہ وہ رجوع کریں۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ... ﴾ (هُود: ۱۰۱)

"ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔"

ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ○ ﴾

(الزُّخرف: ۷۶)

"ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی ظالم تھے۔"

اور فرمایا:

﴿ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ﴾

(صٓ: ۸۵)

"(اے ابلیس!) میں تجھ سے اور اُن میں سے جو تیری پیروی کریں گے ان سب سے جہنم کو بھروں گا۔"

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے ارشاد فرمایا:

﴿ ... وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ ﴾ (الحُجُرات: ۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"... لیکن اللہ نے تمہیں ایمان محبوب کر دیا' اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا' اور کفر و فسق اور نافرمانی سے تمہیں متنفر کر دیا۔ یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔"

انہیں نماز میں بھی یہی کہنے کا حکم دیا گیا ہے :

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ ﴾

"(اے اللہ!) ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵
آیت میں کوئی اشکال نہیں

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آیت میں ایک اشکال ہے اور بظاہر اس میں تناقض ہے۔ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ "سب اللہ کے ہاں سے ہے" پھر بھلائیوں اور برائیوں میں فرق کر دیا اور فرمایا ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔"

ان کے اس قول کی وجہ ان کی کم فہمی اور عدم تدبر ہے۔ ورنہ آیت میں نہ بظاہر تعارض ہے نہ حقیقت میں، نہ لفظوں میں کوئی تعارض ہے نہ معنیٰ میں۔ اللہ تعالیٰ نے بیمار دل والے اور منافقین کا ذکر کیا ہے جو جہاد سے جی چراتے ہیں۔ پھر فرمایا:

> ﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ﴾ (النسآء : ۷۸)
>
> "تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پا لے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے۔"

یہ بات وہ رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہمیں جو دین کے مختلف احکام دیئے ہیں، اور ہم نے اپنے سابقہ رسم و رواج چھوڑے ہیں اس وجہ سے ہمیں یہ تکلیفیں پہنچی ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے وہ احکام دیئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کا نتیجہ ان مصائب کی صورت میں نکلا۔ لہٰذا اس آیت میں "سیّئات" سے مراد مصائب ہیں' اور وہ اعمال ہیں جو ان کے خیال میں ان مصائب کا باعث ہیں۔ اور وہ اعمال وہی ہیں جن کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے۔ ان کا کہنا "مِنْ عِنْدِكَ" یعنی یہ "آپ کی طرف سے ہیں" ان میں جہاد میں پیش آنے والے مصائب بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے کبھی شکست ہو جایا کرتی ہے' کیونکہ آنحضرت ﷺ نے انہیں جہاد کا حکم دیا تھا' اور ان میں وہ مصائب بھی شامل ہیں جن کا تعلق معاش اور رزق سے ہے۔ یہ انہوں نے بدشگونی کے طور پر کہا' یعنی تمہارے دین کی ہمیں یہ سزا ملی۔ جس طرح قومِ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو نامبارک قرار دیا تھا اور جس طرح بستی والوں نے رسولوں سے کہا تھا: ﴿اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ﴾ (یٰس : ۱۸) "ہم نے تمہیں نامبارک پایا ہے"۔ جس طرح قومِ ثمود کے کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں سے کہا تھا: ﴿اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ﴾ (النمل : ۴۷) "ہم نے آپ سے اور آپ کے ساتھیوں سے بدفالی لی ہے۔"

چنانچہ ان لوگوں کو دشمنوں کے ہاتھوں جو مصائب پیش آتے تھے مثلاً جنگ' زلزلے' قتل ہونا اور زخمی ہونا وہ کہتے تھے کہ اے رسول! یہ آپ کی طرف سے ہیں' کیونکہ آپ نے ہمیں ایسے کاموں کا حکم دیا ہے جس کے نتیجے میں یہ تکالیف جھیلنی پڑ رہی ہیں۔ اسی طرح آسمان سے نازل ہونے والی مشکلات کے بارے میں بھی کہتے کہ یہ آپ کی وجہ سے ہیں۔ یعنی اس وجہ سے ہیں کہ ہم نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کے دین کی پیروی کی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۫ خَسِرَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ﴾ (الحج : ۱۱)

"لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو کنارے پر ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ پھر اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو اس پر مطمئن ہو جاتا ہے' اور اگر اسے کوئی آزمائش آ جائے تو اُلٹا پھر جاتا ہے۔ اس نے دنیا میں بھی خسارہ پایا اور آخرت میں بھی۔"

اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو رسول ﷺ کی اطاعت کو' اور آپ پر نازل ہونے والی شریعت پر عمل کو آنے والی مصیبت کا سبب قرار دیتا ہے' خواہ وہ مصیبت آسمان سے آئے یا کسی انسان کی طرف سے۔ اور ایسے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ وہ جب کہتے تھے "یہ تیری طرف سے ہے" تو ان کا یہ مطلب نہیں ہوتا تھا کہ آپؐ نے یہ مصیبت پیدا کی ہے' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ مصیبت پیدا نہیں کی۔ اور نہ یہ بات تھی کہ "مِنْ عِنْدِكَ" (تیری طرف سے) کا لفظ وہ ایک دوسرے کو کہتے ہوں' بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے یہ لفظ کہتے تھے۔

جس شخص نے یہ مسئلہ سمجھ لیا' اس کے لئے واضح ہو جائے گا کہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کی نفی نہیں کر رہیں۔ یعنی ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "جو تجھے بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے' اور جو تجھے بُرائی پہنچے وہ تیری طرف سے ہے" دوسری آیت کی مخالف نہیں ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ "سب اللہ کی طرف سے ہے"۔ بلکہ سمجھدار آدمی تو ان کی تصدیق کرے گا۔ اس کے برعکس یہ لوگ ـــــ اور قیامت تک پیدا ہونے والے اِس ذہن کے لوگ ـــــ رسول ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کو' اور ان تعلیمات پر عمل کرنے کو' اور قیامت تک آنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے متبعین رسالت کو' اپنے مصائب کا سبب قرار دیتے ہیں۔

بعض اوقات یہ لوگ تعلیماتِ نبوی ؐ کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ احکام اللہ کے نازل کردہ نہیں ہیں' اگر اللہ کی طرف سے ہوتے تو ان کے ماننے والوں کو ان مشکلات و مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

بعض اوقات یہ عمومی تنقید تو نہیں کرتے لیکن کسی خاص مسئلہ پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحیح طرزِ عمل اختیار نہیں کیا۔ جنگِ اُحد کے موقع پر مشہور منافق عبداللہ بن اُبی کا رویّہ اسی قسم کا تھا۔ پہلے رسول اللہ ﷺ کی یہ رائے تھی کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے' شہر سے باہر نہ نکلا جائے اور عبداللہ بن اُبی کی بھی یہی رائے تھی۔ جہاد کا شوق رکھنے والے بعض حضرات نے عرض کیا کہ شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی رائے کو قبول فرمالیا۔ آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور ہتھیار پہن لیے۔ جب آنحضرت ﷺ ہتھیار بند ہو کر تشریف لائے تو ان صحابہ کرام کو اپنی رائے غلط ہونے کا احساس ہوا۔ انہوں نے عرض کیا: حضور! آپ حالات کو بہتر سمجھتے ہیں' اگر آپ کا ارادہ مبارک مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا نہیں ہے تو ہم تعمیل کریں گے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب نبی ہتھیار پہن لے تو پھر اس کے لئے ہتھیار کھولنا مناسب نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اور دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ کردے"۔ مطلب یہ ہے کہ جہاد جب شروع کردیا جائے پھر اس کی تکمیل لازم ہو جاتی ہے' جیسے جب حج کا احرام باندھ لیا جائے پھر اسے درمیان میں چھوڑنا جائز نہیں' اِلاّ یہ کہ کوئی ایسا عذر پیش آجائے جس کی وجہ سے تکمیل ناممکن ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۶
رسولوں کو نامبارک قرار دینا

آیت مبارکہ ﴿وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ﴾ "اگر ان کو کوئی برائی پہنچے تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے" اس آیت کے بارے میں مفسرین کے دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی وغیرہ سے روایت ہے: "وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نامبارک قرار دیتے ہوئے یہ بات کہتے تھے"۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اس کی تفسیریوں کی ہے: "یعنی آپ کی تدبیروں کی غلطی کی وجہ سے یہ مصیبت آئی ہے"۔ جس طرح عبداللہ بن اُبی وغیرہ نے جنگ اُحد کے دن یہ بات کہی تھی۔ یہ وہی ہیں جن کی بات کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ﴿قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا﴾ (آل عمران : ۱۶۸) "جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا ____ جب کہ خود جنگ سے پیچھے بیٹھ رہے ____ کہ اگر یہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ ہوتے۔"

بہرحال ان کا یہ کہنا کہ "یہ آپ کی طرف سے ہے" یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر طعن ہے، یعنی ایمان اور جہاد وغیرہ۔ اور وہ انہی کو ان مصیبتوں کا باعث قرار دیتے ہیں جو اطاعت گزار مؤمنوں کو پیش آتی ہیں، جس طرح اُحد کے دن پیش آیا۔ بعض اوقات دشمنوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو کافر کہنے لگتے ہیں کہ یہ مؤمنوں کی نحوست ہے، جیسے بستی والوں نے رسولوں سے کہا تھا: "ہم تمہیں نامبارک سمجھتے ہیں"۔ قومِ فرعون کا طرزِ عمل بھی اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کا بیان کیا ہے۔ ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ ﴾ (الاعراف : ۱۳۱)

"جب ان کو بھلائی حاصل ہوتی تو کہتے یہ تو ہمارے لئے ہے ہی اور اگر ان کو برائی پہنچتی تو موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کو نامبارک کہتے۔ ان کا شگون اللہ کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔"

صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان ہونے والی گفتگو کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نقل کیا، فرمایا :

﴿ قَالُوا اطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ۝ ﴾ (النمل : ۴۷)

"انہوں نے کہا: ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے بدشگونی لی ہے۔ صالح (علیہ السلام) نے کہا: تمہارا شگون اللہ کے پاس ہے بلکہ تم فتنہ میں مبتلا لوگ ہو۔"

اور جب بستی والوں نے کہا :

﴿ ...اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ ﴾ (یٰس : ۱۸)

"ہم نے تم سے بدفالی لی ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ماردیں گے اور تمہیں ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔"

تو پیغمبروں نے کہا :

﴿ .... طٰٓئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ۝ ﴾ (یٰس : ۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمہارا شگون تمہارے ساتھ ہے۔ کیا یہ باتیں تم اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے؟ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔"

﴿اِنَّمَا طَآئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ "ان کا شگون اللہ کے پاس ہے" اس آیت کی تفسیر میں ضحاک کہتے ہیں: "تمام معاملات اللہ کی طرف سے ہیں، تم کو جو بھی معاملہ پیش آتا ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔"

ابن ابی طلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "طَآئِرُكُم سے مراد تمہارے عیوب ہیں"۔ قتادہ نے کہا: "یعنی تمہارے اعمال اللہ کے پاس ہیں"۔ ایک روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے "تمہارے اعمال اللہ کے پاس ہیں"۔ ﴿وَلٰكِنَّكُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ﴾ یعنی "تمہیں اللہ کی اطاعت اور معصیت کے ساتھ آزمایا جاتا ہے"۔ ابنِ اسحاق نے کہا: رسولوں نے کہا ﴿طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ﴾ "تمہارا شگون تمہارے ساتھ ہے" یعنی "تمہارے اعمال"۔

"الطَّائِر" (شگون) کا مطلب

آیت کریمہ میں لفظ "طائر" کی تفسیر اعمال اور ان کی جزاء سے کی گئی ہے، کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمیں جو مصیبتیں پہنچ رہی ہیں وہ رسولوں اور ان کے متبعین کے گناہوں کی وجہ سے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ ان کی نحوست ـــــ یعنی ان کے عمال اور ان کا بدلہ ـــــ اللہ کے پاس ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے، کیونکہ ان کے بد اعمال اور ان بد اعمالیوں کی جو سزا اللہ نے مقدر کی ہے وہ ان کے ساتھ ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ﴾ (بنی اسرائیل : ۱۳)
"ہم نے ہر انسان کا طائر (نحوست یا بد شگونی یا مقدر) اس کی گردن میں لگا رکھا ہے۔"

اور وہ اللہ کی طرف سے ہے' کیونکہ اللہ نے ان کے اعمال کی وجہ سے یہ مصائب مقدر کیے ہیں۔ لہٰذا مصائب اسی کی طرف سے نازل ہوتے ہیں اور یہ خود ان کے اعمال کا بدلہ ہوتے ہیں' ان مصائب کی وجہ رسول اور مؤمنین نہیں ہوتے۔

یہاں یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ انہیں خود ان کے اعمال کا بدلہ ملتا ہے' دوسروں کے اعمال کا نہیں' اور یہی بات اس آیت میں کہی گئی ہے۔ چونکہ منافق' کفار اور روحانی مریض یہ کہتے تھے کہ ہم پر یہ مصیبتیں محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح کر دیا کہ ان کے مصائب کی وجہ محمد ﷺ کا دین نہیں بلکہ خود ان کے اپنے گناہ ہیں۔

اس سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ انہیں اس طرح کی مصیبتیں نہ پہنچیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ تو رکھتے ہیں لیکن رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کو مصائب کی وجہ قرار دیتے ہیں' اور جنہیں رسول کا انکار کرنے کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اس کی وجہ رسول کی تعلیمات کو قرار دے دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۷

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فتح اور خیر و برکت کا باعث ہے

مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کسی مصیبت کا سبب نہیں ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کسی مصیبت کا سبب بن ہی نہیں سکتی' بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا نتیجہ تو اہل طاعت کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جہان میں بھلائی ہے۔ لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے فرماں برداروں کو کچھ مصیبتیں پیش آجاتی ہیں جن کا سبب خود ان کے گناہ ہوتے ہیں' نہ کہ وہ اعمال جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں انجام دیئے گئے۔ جس طرح جنگِ اُحد کے دن بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی اجتہادی غلطی کی وجہ سے ان کو تکلیف پہنچی' نہ کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی وجہ سے۔

آزمائش

اسی طرح انہیں خوشحالی اور تنگی کے ساتھ آزمایا جاتا ہے اور بعض اوقات سخت آزمائش ہوتی ہے گویا کہ انہیں جھنجوڑ کر رکھ دیا گیا ہو' لیکن اس آزمائش کا سبب ان کے ایمان اور اطاعت کو قرار نہیں دیا جاسکتا' بلکہ ان پر آزمائش اس لئے آتی ہے تاکہ ان میں اگر شر کا کوئی حصہ رہ گیا ہو تو وہ اس سے بھی پاک ہو جائیں۔ جس طرح سونے کو آگ کی بھٹی میں ڈالا جاتا ہے تاکہ خالص سونا کھوٹ سے الگ ہو کر کندن بن جائے۔ اسی طرح نفس انسانی میں شر موجود ہوتا ہے' اس آزمائش کے بعد مؤمن اپنے نفس کے شر سے پاک ہو کر کندن بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○ ﴾

(آل عمران : ۱۴۰، ۱۴۱)

"یہ دن ہیں جو ہم لوگوں کے درمیان پھیرتے ہیں' تاکہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو جان لے (ظاہر کردے) اور تم میں سے گواہ بنالے۔ اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ نیز تاکہ اللہ مؤمنوں کو خالص کردے اور کافروں کو ملیامیٹ کردے۔"

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط ﴾

(آل عمران : ۱۵۴)

"تاکہ اللہ تعالیٰ آزمالے اس چیز کو جو تمہارے سینوں میں ہے اور خالص کردے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے۔"

صالح علیہ السلام نے اسی لئے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ○ ﴾ (النمل : ۴۷)

"تمہارا شگون اللہ کے پاس ہے' بلکہ تم ایسی قوم ہو جس کی آزمائش کی جارہی ہے۔"

مصیبتیں مؤمنوں کے لئے اجر وثواب کا باعث ہیں

اسی وجہ سے مشکلات مؤمنوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں اور ان پر صبر کرنے سے مؤمنوں کے درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ جہاد میں دشمنوں کے ہاتھوں انہیں جو تکلیف پہنچتی ہے اس پر صبر کرنے سے ان کا اجر بڑھ جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے :

((مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ، فَيُسْلَمُوْنَ وَيُغْنَمُوْنَ اِلاَّ تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ اَجْرِهِمْ، وَاِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ)) (۵)

"جب مجاہد اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور انہیں امن و سلامتی سے غنیمت مل جاتی ہے تو انہوں نے اپنا دو تہائی ثواب دنیا میں پالیا' اور اگر (انہیں مصیبت آئے اور وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑے اور) وہ غنیمت حاصل نہ کر سکیں تو وہ پورے ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔"

جہاد کے دوران انہیں بھوک پیاس اور تھکن برداشت کرنا پڑتی ہے' اس کی وجہ سے ان کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ (التوبة : ۱۲۰)

"اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو بھی پیاس' تھکاوٹ یا بھوک پہنچتی ہے اور جب بھی وہ ایسی جگہ سے گزرتے ہیں جس سے کافروں کو غصہ آئے' اور جو بھی وہ دشمنوں سے حاصل کرتے ہیں' اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک اعمال لکھ دیئے جاتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

---

(۵) صحیح مسلم' کتاب الامارۃ' ح ۱۵۳ و ۱۵۴۔ سنن ابی داوٗد' کتاب الجہاد' باب ۱۲۔ سنن النسائی' کتاب الجہاد' باب ۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۸

محمد ﷺ کوئی نعمت یا مصیبت اپنے پاس سے نہیں لاتے

مقصد یہ ہے کہ اللہ نے جو فرمایا ہے: ﴿اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ "اور اگر ان کو بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں (اے محمد) یہ آپ کی طرف سے ہے۔ فرما دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہی ہے"۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ان کو جو مصیبت آتی تھی وہ اس کا سبب محمد ﷺ کے لائے ہوئے احکامات کو قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں جو نعمت ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو مصیبت آتی ہے وہ محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ یعنی آپ ﷺ کے دین اور آپؐ کی تعلیمات کی وجہ سے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے' وہ بھی' محمد ﷺ کی طرف سے نہیں۔ محمد ﷺ کے اختیار میں نہ نعمت ہے نہ مصیبت۔ اسی لئے اس کے بعد فرمایا: ﴿فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا﴾ "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے؟"

سدی اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں یہاں قرآن کی سمجھ مراد ہے' کیونکہ جب وہ قرآن کے ارشادات پر غور کریں گے تو ان کو سمجھ آجائے گی کہ قرآن میں انہیں صرف بھلائی' عدل' سچائی اور توحید کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی ایسی چیز کا حکم نہیں دیا جو مصائب کا سبب ہے' کیونکہ جب وہ قرآن پر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کسی شکل میں شر کا سبب نہیں ہے۔

اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کا حکم دیتے ہیں' تو مجرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دینے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کام اچھا ہے اور اس میں بندوں کے لئے فائدہ اور مصلحت ہے۔ بعض لوگوں کی یہ بات درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ بسا اوقات بندوں کو ایسے کام کا حکم بھی دے دیتے ہیں جس کی تعمیل میں ان کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ نقصان ہو۔ کیونکہ اگر یہ بات درست مان لی جائے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ انبیاء و مؤمنین کو نامبارک کہنے والوں کی بات کا بعض اوقات سچ ہونا بھی ممکن ہے۔

اس کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ ﴾

"جو تجھے بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔"

تو اس کے بعد یہ فرمایا:

﴿ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ ﴾

"ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ بطورِ گواہ کافی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی اس طرح دی ہے کہ آپ ﷺ کے ہاتھ سے بے شمار نشانیاں اور معجزات ظاہر فرمائے' اور جب اللہ تعالیٰ گواہی دے دیں تو پھر کسی اور گواہی کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر ان لوگوں کی طرف سے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار آپ ﷺ کے لیے نقصان کا موجب نہیں۔ اور انکار بھی انہوں نے ایسے شبہات کی وجہ سے کیا ہے جو فی الحقیقت ان کی تردید ہی کرتے ہیں تائید نہیں کرتے۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو' اور ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے حاصل ہونے والی سزاؤں کو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے باطل ہونے کی دلیل بنالیں' اور اللہ تعالیٰ نے (معجزات کے ذریعے) حضور ﷺ کے حق میں گواہی دے دی کہ اسی ذاتِ اقدس نے آنحضرت ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا بات کے آخر میں یہ کہنا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے' یہ تردید ہے ان کے اس دعوے کی کہ مصائب رسول کی طرف سے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے بعد فرمایا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴾ (النّساء : ٨٠)

"جو کوئی رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی' اور جو کوئی پھر جائے تو ہم نے آپ کو ان کا نگران بنا کر نہیں بھیجا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۹
جھمیہ اور جبریہ کی تردید

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں جبر کے قائل جھمیہ وغیرہ کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو بغیر گناہ کے بھی سزا دے سکتا ہے اور بندوں کو ایسے احکام بھی دے سکتا ہے جو انہیں کوئی فائدہ نہ دیں بلکہ الٹا نقصان پہنچائیں۔ پھر اگر بندے اس حکم کی تعمیل کریں گے تو انہیں نقصان ہو گا اور اگر تعمیل نہیں کریں گے تو سزا ملے گی۔ وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

قرآنِ مجید ان لوگوں کی بھی تردید کرتا ہے اور تقدیر کے منکرین کا بھی رد کرتا ہے۔ زیرِ مطالعہ آیت ان دونوں فریقوں کی تردید کرتی ہے جس طرح کہ پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔ اگرچہ دونوں فریق اسے اپنے اپنے قول کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ دونوں کے خلاف دلیل بنتی ہے۔

اگر تقدیر کے منکر یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کے متعلق یہ کہا ہے: "وہ اللہ کی طرف سے ہے" اور برائی کے متعلق فرمایا "وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے" کیونکہ اس نے نیکی کا حکم دیا ہے اور برائی سے منع کیا ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم کہتے ہیں : مشیت' اَمر کے ساتھ لازم ہوتی ہے' جس چیز کا اس نے حکم دیا ہے وہ اس کی مشیت بھی ہے اور جس سے منع فرمایا ہے وہ اس کی مشیت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا حکم اور اس کی مشیت اطاعت پر آمادہ کرنے والے ہیں' معصیت پر نہیں۔ لہٰذا اطاعت اللہ کی طرف سے ہو گی اور معصیت من جانب اللہ نہیں ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آیت کے بارے میں سابقہ بحث سے واضح ہو چکا ہے کہ جنہوں نے یہ کہا تھا کہ "بھلائی اللہ کی طرف سے ہے اور برائی آپ کی طرف سے ہے" ان کا مقصد یہ تھا کہ برائی محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ یعنی ان کے دین کی وجہ سے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو مصائب کا سبب قرار دیا تھا اور یہ چیز مسئلہ تقدیر سے تعلق نہیں رکھتی —— اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ اطاعت اور معصیت کی حیثیت وہ ہے جو اوپر بیان ہوئی ہے تو پھر ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ کے الفاظ تمہارے خلاف دلیل ہوں گے۔

اس کے بعد اللہ کا یہ فرمانا کہ ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "تجھے جو بھلائی حاصل ہو وہ اللہ کی طرف سے ہے' اور تجھے جو برائی پہنچے وہ تیری طرف سے ہے" اس کے منافی نہیں ہو گا۔ بلکہ "بھلائی" اللہ کا انعام ہے' اور اس کا ثواب بھی۔ اور "برائی" انسان کے نفس سے صادر ہوتی ہے' اگرچہ ہوتی اللہ کے فیصلہ اور تقدیر کے مطابق ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہوا :

﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝﴾ (الفلق : ۲)

"ہر اُس چیز کے شر سے (اللہ کی پناہ) جو اس نے پیدا کی ہے۔"

لہٰذا بعض مخلوقات اپنے اندر شر رکھتی ہیں' اگرچہ یہ اللہ کی قضاء کے بعد اور تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور تم کہتے ہو کہ اطاعت اور معصیت انسان صادر کرتا ہے' اللہ تعالیٰ ایک کو اطاعت کرنے والا اور دوسرے کو معصیت کرنے والا نہیں بناتا' اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمن پر خاص نعمت اور رحمت نہیں ہے جس کی وجہ سے اس نے اطاعت کی۔ یہ قول قرآن کے مخالف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۰
حسنات اور سیئات میں فرق

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اطاعت اور معصیت دونوں ہی مقدر ہیں اور نعمتیں اور مصیبتیں بھی مقدر ہیں' پھر حسنات بمعنی نعمت اور سیئات بمعنی مصیبت میں فرق کیا ہے؟ کہ نعمت کو تو اللہ کی طرف سے قرار دیا گیا ہے اور مصیبت کو انسان کی طرف سے؟

ہم کہتے ہیں ان دونوں میں کئی فرق ہیں :

پہلا فرق : اللہ کی نعمت اور احسان بندوں کو ابتداء میں ہی حاصل ہو جاتا ہے اور اس کو لانے میں بندوں کی طرف سے بنیادی طور پر کوئی سبب نہیں ہوتا۔ وہ ایسے آدمی کو بھی عافیت' رزق اور فتح وغیرہ کی نعمتیں دے دیتا ہے جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی۔ اہل جنت کے جنت میں چلے جانے کے بعد اس میں جو خالی جگہ بچ جائے گی وہاں اللہ تعالیٰ نئے افراد کو پیدا کر کے بسا دے گا' حالانکہ انہوں نے پہلے کوئی نیکی نہیں کی ہوگی' وہ تو پیدا ہی عالم آخرت میں ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے بچوں اور ذہنی طور پر معذور افراد کو صرف اپنی رحمت سے ہی جنت میں داخل کر دے گا حالانکہ انہوں نے کوئی عمل نہیں کیا ہو گا۔ لیکن سزا کا مسئلہ مختلف ہے' اللہ تعالیٰ جسے بھی سزا دیتا ہے اس کے عمل کی وجہ سے دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک شخص نے جرم نہ کیا ہو اور اسے سزا مل جائے۔

دُوسرا فرق : جو شخص نیکی کرتا ہے تو اس کا یہ نیک عمل انجام دینا بذاتِ خود اللہ کا ایک احسان ہے' اور اس پر اللہ کا یہ خاص فضل ہے کہ اسے ایمان اور ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ جس طرح اہلِ جنت کہیں گے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ﴾ (الاعراف : ۴۳)

"تعریف اس اللہ کے لیئے ہے جس نے ہمیں اس کی طرف رہنمائی فرمائی اور ہم ہدایت نہیں پا سکتے تھے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔"

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

((یَا عِبَادِیْ، اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِیهَا لَكُمْ، ثُمَّ اُوَفِّیكُمْ اِیَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَلَا یَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ)) (٦)

"اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں، میں انہیں تمہارے لیئے جمع کر کے رکھتا ہوں، پھر تمہیں وہ پورے پورے دے دیتا ہوں۔ للذا جو بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر کرے اور جسے دوسری چیز ملے وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے۔"

اللہ کا بندوں کو پیدا کر کے زندگی بخشنا، انہیں سماعت، بصارت اور فہم و فراست عطا فرمانا، یہ اللہ کی نعمتیں ہیں۔ پھر ان کی طرف رسولوں کو بھیجنا اور انہیں حق کی باتیں پہنچانا جن سے انہیں ہدایت ملی، یہ بھی اللہ کا احسان ہے۔ پھر ان کے دل میں ایمان پیدا کرنا اور ایمان کی طرف ان کی رہنمائی کرنا اور انہیں خاص طور پر یہ نعمت دینا جو کافروں کو حاصل نہیں ہوئی، یہ بھی اللہ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿... وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ

---

(٦) حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ حوالہ کے لیے دیکھیے حاشیہ (۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ﴾ (الحجرات : ۷،۸)

"لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا' اسے تمہارے دلوں میں زینت بخشی اور تمہارے لئے کفر'فسق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ بنادیا۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں' اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کی وجہ سے۔"

لٰہذا جہان میں جو بھی دُنیوی یا اُخروی نعمت حاصل ہوتی ہے وہ خالصتاً اللہ کا انعام ہے' اس کا پہلے سے موجود کوئی سبب نہیں جس کی وجہ سے وہ اس کے مستحق ہو گئے ہوں۔ وہ بذاتِ خود نہ نیکی کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ برائی سے بچنے کی مگر اللہ کی توفیق سے۔ اسی نے ان کی جانوں کو پیدا کیا' وہی ان کے نیک اعمال کا خالق ہے اور وہی جزا اور انعام کا خالق۔

لٰہذا اللہ کا فرمان ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ "تجھے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے" اہل سُنّت کے مذہب کے مطابق ظاہراً اور باطناً ہر لحاظ سے برحق ہے اور "برائی" تو بندے کے گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بندے کے گناہ کا ذمہ دار اس کا نفس ہے۔ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اسے مقدّر نہیں کیا یا میں نے اسے پیدا نہیں کیا' بلکہ لوگوں کو وہ بات بتادی جس سے انہیں فائدہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۱
شکر اور استغفار

جب انسان غور کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جو بھلائیاں حاصل ہیں وہ اللہ کا فضل ہے تو وہ اللہ کا شکر کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اسے اپنے فضل سے مزید اعمالِ صالحہ کی توفیق دیتا ہے اور اسے مزید نعمتیں عطا کرتا ہے۔ اور جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسے جو برائی حاصل ہوتی ہے اس کی وجہ خود اس کے گناہ ہیں تو وہ توبہ و استغفار میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس طرح شر کا سبب ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان جب مسلسل شکر اور استغفار کرتا ہے تو اس کے لئے خیر میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور وہ شر سے محفوظ رہتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ میں فرماتے تھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور یہ اللہ کا شکر ہے۔ پھر فرماتے: "نَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ" یعنی اطاعت کے لئے ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور معصیت سے استغفار کرتے ہیں۔ اس کے بعد فرماتے: "وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا" یعنی اُس شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جو نفس میں ہوتا ہے اور اس عمل کی سزا سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ گویا شر انسان کے نفس کی طرف سے ہوتا ہے اور خود اس کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا نفس کے شر سے پناہ مانگی جاتی ہے کہ اس کی برائی کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ پھر بندہ جب عمل کرتا ہے تو اپنے عمل کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے اور عمل کی سزا سے پناہ مانگتا ہے۔ اس طرح ان الفاظ کے ذریعے اطاعت کے لئے مدد مانگتا ہے اور اطاعت کے اسباب کے لئے بھی مدد مانگتا ہے۔ گناہ سے اور گناہ کی سزا سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ یہی ہے کہ بندے کو معلوم ہے کہ اسے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ خود اس کے نفس کی طرف سے ہے اور دونوں کا انجام الگ الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ان دونوں میں فرق کیا ہے جبکہ اپنے فرمان ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے) میں فرق نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حسنات اور سیئات سے نعمتیں اور مصیبتیں، نیکیاں اور گناہ مراد ہیں۔ یہ اس قول کے مطابق ہے جس کے مطابق یہ سب کچھ "مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" میں شامل ہے۔

پھر وہ فرق واضح فرمایا جس سے انسانوں کو فائدہ ہو۔ وہ یہ کہ خیر اللہ کی نعمت ہے، اس پر شکر کرو، اللہ مزید دے گا، اور شر تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے لہٰذا اللہ سے مغفرت کی دعا کرو، وہ تم سے یہ شر دور کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾ (الانفال: ۳۳)

"اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک کہ آپ ان کے اندر موجود ہیں اور نہ اللہ ان کو عذاب دے گا جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔"

مزید فرمایا:

﴿ الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ﴾ (ھود: ۱ - ۳)

"ا۔ل۔ر۔ یہ کتاب ہے جس کی آیات پختہ ہیں اور واضح کر کے نازل کی گئی ہیں۔ حکمت والے خبر رکھنے والے کی طرف سے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اس کی طرف سے تمہارے لئے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ یہ کہ پہلے اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کی طرف پلٹ جاؤ' وہ تمہیں ایک مقرر مدت تک اچھا فائدہ پہنچائے گا اور ہر فضل والے کو فضل عنایت فرمائے گا۔"

ایک گنہگار آدمی جب اپنے گناہ سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرے تو وہ انبیائے کرام اور نیک لوگوں کی راہ اختیار کرتا ہے جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ جیسے دوسرے لوگ۔ اس کے برعکس جب وہ اپنے گناہ پر اصرار کرے اور تقدیر کا بہانہ بنائے تو وہ ابلیس اور اس کی پیروی کرنے والے بدبختوں کی راہ پر چل رہا ہوتا ہے۔

جب وہ اس بات کی طرف توجہ کرتا ہے کہ برائی خود انسان کے نفس کی طرف سے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے استغفار اور توبہ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے نفس کے شر سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے اور صبح و شام اور سوتے وقت دعا مانگتا ہے' جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے افضل ترین شخص جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعلیم دی تھی کہ یوں کہیں :

"اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ' عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ' اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ' وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِي سُوْءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے' میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کے شر سے' اور شیطان کے شر اور شرک سے' اور اس بات سے کہ اپنی جان پر کوئی برائی کروں' یا کسی مسلمان کے لئے کسی شر کا باعث بنوں۔" (۷)

چنانچہ وہ گزشتہ پر استغفار کرتا ہے اور آئندہ کے شر سے پناہ مانگتا ہے۔ اس طرح خوش نصیب لوگوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی بھلائی اللہ کی طرف سے ہے —— جزا بھی اور عمل بھی —— تو وہ اللہ سے سوال کرتا ہے کہ وہ بھلائیوں کے انجام دینے میں اس کی مدد کرے اور کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ "اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں"۔ اور کہتا ہے: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ "ہمیں سیدھا راستہ دکھا" —— اور کہتا ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾ (آل عمران: ۸) "ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا"۔ اور اس طرح کی دوسری دعائیں کرتا ہے۔

اس کے برعکس جب وہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ —— نیکی اور برائی —— اللہ کی طرف سے ہے اور فرق نہیں کرتا' تو اس مساوات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گنہگار اپنے نفس کو برا نہیں کہتا' اور گناہوں سے توبہ نہیں کرتا اور اپنے نفس کے شر سے اللہ کی پناہ نہیں مانگتا' بلکہ بزعم خویش اللہ کے مقابلے میں تقدیر کی دلیل پیش کرتا ہے' جبکہ یہ بے کار دلیل ہے جس سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا' بلکہ اس کے عذاب اور بدبختی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس طرح ابلیس کا حال ہوا

---

(۷) حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ حوالہ کے لیے دیکھئے حاشیہ (۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اُس نے کہا :

﴿... فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○﴾

(الاعراف : ۱۶)

"اے اللہ! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے لہٰذا میں تیرے بندوں (کو روکنے) کے لئے تیری سیدھی راہ پر (ڈیرہ جما کر) بیٹھ جاؤں گا۔"

اس نے یہ بھی کہا :

﴿... رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○﴾ (الحجر : ۳۹)

"اے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے لہٰذا میں ان کے لئے زمین میں زینت کا سامان کروں گا اور ان سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔"

اسی طرح وہ لوگ جو قیامت کے دن کہیں گے :

﴿... لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○﴾ (الزُّمر : ۵۷)

"اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہو جاتا۔"

اسی طرح بعض لوگوں نے کہا :

﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ﴾

"اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا' نہ ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔" (الانعام : ۱۴۸)

لہٰذا جو شخص اپنے کئے ہوئے گناہوں کے لئے تقدیر کو دلیل بناتا ہے اور اللہ کے دیئے ہوئے حکم یعنی توبہ' استغفار' اللہ سے استعانت' اللہ سے پناہ مانگنا' اللہ سے راہنمائی چاہنا' ان سے اعراض کرتا ہے وہ دنیا و آخرت میں انتہائی خسارے کا سوداگر ہے۔ "اَلْحَسَنَة و السَّيِّئَة" میں فرق سمجھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۲

نیکیوں میں اضافہ

تیسرا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو بڑھاتا ہے' ان کو کئی گنا کر دیتا ہے' اور ان کے ارادہ پر بھی ثواب ملتا ہے' اور گناہ کو کئی گنا نہیں کرتا' اور اس کے ارادہ پر مؤاخذہ بھی نہیں کرتا۔ نیکی کرنے والے کو اس کے عمل سے بڑھ کر جزا دیتا ہے اور برائی کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق ہی بدلہ دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ (الانعام : ۱۶۰)

"جو شخص نیکی لے کر آیا تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے اور جو برائی لے کر آیا تو اسے محض اس کی مثل بدلہ دیا جائے گا' اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

چوتھا فرق یہ ہے کہ بھلائی کی نسبت اللہ کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ ہر لحاظ سے اسی کا احسان ہے' جس طرح پہلے بیان ہو چکا۔ تو بھلائی کا جو بھی پہلو ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی نسبت اللہ کی طرف ہو' لیکن برائی کی کیفیت یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی بنا پر تخلیق کیا ہے۔ اس حکمت کے لحاظ سے یہ اس کا احسان ہے۔ کیونکہ رب کبھی برائی نہیں کرتا بلکہ اس کے تمام افعال خیر ہی خیر ہیں۔

اسی لئے نبی اکرم ﷺ دعائے استفتاح میں کہا کرتے تھے : "وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ' وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ"[8] (خیر تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف

---

(۸) رواہ احمد و مسلم والترمذی وابوداؤد وغیرھم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ شرِ محض پیدا نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ بھی پیدا کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اس حکمت کے اعتبار سے وہ چیز خیر ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس میں کسی شخص کے لئے شر ہو اور یہ جزوی اور اضافی شر ہے۔ جہاں تک شرِ کلی یا شرِ مطلق کا تعلق ہے تو اللہ اس سے پاک ہے۔ یہی وہ شر ہے جو اس کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا۔

اور جو جزوی یا اضافی شر ہے تو وہ اس کی حکمت کے اعتبار سے خیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شر کی نسبت مفرو طور پر اللہ کی طرف نہیں کی جاتی۔ یا تو مخلوقات کے عموم میں شامل ہوتی ہے' مثلاً ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الفرقان: ۲) "اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا"۔ یا سبب کی طرف نسبت کی جاتی ہے' مثلاً ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ (الفلق: ۲) "اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی"۔ یا اس کا فاعل حذف کر دیا جاتا ہے' جس طرح جِنّوں نے کہا تھا ﴿وَاَنَّا لَا نَدْرِيْ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا﴾ (الجن: ۱۰) "اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں سے شر کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے؟"

تقدیر میں غلو کے مرتکب اور تقدیر کی تکذیب کرنے والے

اس مقام پر دو قسم کے لوگ گمراہ ہوتے ہیں جو تقدیر کے متعلق باطل بحث و تمحیص کرتے ہیں۔ ایک فرقہ نے تو تقدیر کو جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اَفعال کا خالق نہیں ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ سب نہیں ہو جاتا' کیونکہ گناہ بُری چیز ہے اور اللہ تعالیٰ بُری چیز کا فاعل نہیں۔ گناہ کا ارادہ کرنا بری بات ہے اور اللہ بری چیز کا ارادہ نہیں فرماتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے فرقہ نے یہ تو مان لیا کہ وہ ان سب کا خالق ہے لیکن یہ نہیں مانا کہ اس نے یہ کسی حکمت کی بنا پر کیا ہے۔ انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ اس چیز کا خالق ہے تو وہ ہر شر پیدا کر سکتا ہے' وہ کسی چیز کو حکمت کی بنا پر پیدا نہیں کرتا' کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی شان کے لائق نہ ہو' بلکہ وہ ہر ممکن کام کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے کفر و معصیت کا حکم دے دے اور ہر قسم کے ایمان اور طاعت سے منع فرما دے۔ وہ چاہے تو انبیاء کو عذاب دے دے اور فرعونوں اور مشرکوں کو نعمتوں سے نواز دے۔ انہوں نے ایک ممکن کام اور دوسرے ممکن کام میں فرق نہیں کیا۔

ان کی یہ بات اسی طرح غلط ہے جس طرح پہلے فرقہ کی بات غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝﴾ (الجاثیة : ۲۱)

"جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا' کیا انہوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ایمان لانے والوں اور نیکیاں کرنے والوں کی طرح کر دیں گے؟ کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے؟ بُرا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں!"

مزید فرمایا :

﴿ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝﴾ (القلم : ۳۵'۳۶)

"کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہو گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' کس طرح فیصلہ کرتے ہو؟"

نیز ارشاد ہوا :

﴿ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ○ ﴾ (صٓ : ۲۸)

"کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو زمین میں فساد کرنے والوں کی طرح بنا دیں گے؟ یا پھر ہم پرہیزگاروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے؟"

اور اس قسم کی دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی میں' اور نیکوکار اور بدکار میں فرق کرتے ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو برابر کر دے گا' اس نے غلط بات کہی ہے اور جھوٹ بولا ہے' جس کی تردید ضروری ہے۔

جانداروں کو تکلیف پہنچنے میں حکمتِ الٰہی

یہ بات درست نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسی چیز پیدا کریں جس سے کسی جاندار کو تکلیف پہنچے تو اس میں کوئی حکمت نہیں ہوتی' بلکہ اس میں بھی حکمت اور رحمت ہوتی ہے' لیکن بعض لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے۔

جب مخلوقات میں ایسی چیز واقع ہو جائے جو جزوی طور پر کسی اعتبار سے شر ہو تو وہ کلی اور عام شر نہیں ہوتا' بلکہ عام اور کلی معاملات بندوں کے لئے سراسر خیر و مصلحت کا باعث ہوتے ہیں۔ جیسے عام بارش اور سب کی طرف آنے والا رسول۔ للذا یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کذاب کی مدد ان معجزات سے کرے جن سے اس نے اپنے سچے انبیاء کی تائید فرمائی ہے۔ اگر ایسا ہو تو یہ لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ایک عمومی شر ہو گا' جس سے وہ گمراہ ہو جائیں گے اور ان کا دین' ان کی دنیا' ان کی آخرت سب کے سب تباہ ہو جائیں گے۔

اس کو ظالم بادشاہ اور دشمن کے وجود پر قیاس نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ ظالم بادشاہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے ظلم سے بڑے شر کو دفع کرتا ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ ظالم امام کی موجودگی کے ساٹھ سال اس ایک رات سے بہتر ہیں جس میں کوئی امام اور حاکم موجود نہ ہو۔

اگر فرض کیا جائے کہ وہ حاکم بہت ظالم ہے تو اس کا نقصان دینی اعتبار سے ہی ہو گا۔ اس کی مثال ان مصیبتوں کی سی ہو گی جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور ثواب کا باعث ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں' اور توبہ و استغفار میں مشغول ہوتے ہیں۔ مسلمانوں پر دشمن کے غلبہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔

اس کے برعکس جو شخص اللہ پر جھوٹ باندھ کر کہتا ہے کہ وہ نبی ہے' اگر اللہ تعالیٰ اس کی بھی اسی طرح تائید کرے جس طرح سچے نبی کی تائید کرتا ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے اور سچے کو برابر کر دیا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ہدایت اور گمراہی' بھلائی اور برائی برابر ہو جائیں گی۔ جنت کی راہ اور جہنم کی راہ میں کوئی پہچان باقی نہیں رہے گی۔ اس طرح لوگوں کے لئے دین' دنیا اور آخرت کی عمومی خرابی لازم آ جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان اہل بدعت سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے جو دین کا غلط روپ پیش کرتے ہیں' مثلاً خوارج' جبکہ حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے' ان سے بغاوت اور جنگ کرنے سے منع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض ظالم بادشاہوں کو ایک مدت تک اقتدار دے دیتا ہے' لیکن نبوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جھوٹے دعوے داروں کو طویل مدت تک مہلت نہیں دیتا' بلکہ انہیں لازماً ہلاک کر دیتا ہے' اس لئے کہ ان کا فساد' دین' دنیا اور آخرت سب پر عام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ○ ﴾ (الحاقة : ۴۴-۴۶)

"اگر وہ ہم پر کچھ باتیں بنا کر کہتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑتے' پھر اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے۔"

دوسری جگہ فرمایا :

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ ﴾ (الشورىٰ : ۲۴)

"کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے؟ اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جھوٹ بولنے والے کو لازماً سزا دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۳

شرِ خاص و شرِ عام اور شرِ نسبی و شرِ عمومی میں فرق

اس مقام پر لوگ پریشان خیالی اور غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ تقدیر کا انکار کرنے والے گروہ (القدریہ) اور جبریہ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو گمراہ کر سکتا ہے تو سب لوگوں کو بھی گمراہ کر سکتا ہے' اور اگر یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک حیوان کو بغیر کسی گناہ کے تکلیف میں مبتلا کر دے تو یہ بھی ممکن ہے کہ تمام زندہ مخلوقات کو بغیر کسی گناہ کے عذاب دے دے۔ جب یہ ممکن ہے کہ ایک فرد کو اپنے احکام کی تعمیل کی توفیق نہ دے تو یہ بھی ممکن ہے کہ تمام مخلوقات کو نیکی کی توفیق سے محروم کر دے۔ ان دونوں گروہوں نے شرِ خاص اور شرِ عام میں فرق نہیں کیا اور نسبی شر اور شرِ مطلق میں فرق کو نہیں سمجھا۔ وہ نہیں سمجھتے کہ شرِ نسبی میں ایک حکمت ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے نتیجتاً وہ خیر بن سکتا ہے۔

اس کے بعد نفی کرنے والوں نے کہا: معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان افعال سے پاک اور منزّہ ہے' کیونکہ اگر ہم ان افعال کو اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن قرار دیں تو ماننا پڑے گا کہ وہ کذّاب کی معجزات سے تائید کر سکتا ہے' انبیاء کو عذاب دے سکتا ہے' اور کافروں کو انعام دے سکتا ہے' اور دوسری طرف اس طرح کی باتیں لازم آئیں گی جن کو کوئی عقل مند اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اثبات کرنے والے جبریہ جھمیہ نے کہا: بلکہ اللہ کے لئے یہ سب کام جائز اور ممکن ہیں جس طرح کہ خیر کے کام اس کے لئے ممکن ہیں' بس اس بات کا پتہ رکھنا چاہئے کہ وہ کونسے کام کرتا ہے اور کونسے نہیں کرتا' اور یہ بات انبیاء کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر دینے سے معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرتا اور فلاں کام نہیں کرتا۔ ورنہ جس کام پر وہ قادر ہے اس کا کرنا ممکن ہے اور نہ کرنا بھی ممکن ہے۔ خود اس کام میں نہ کوئی سبب ہے نہ حکمت، نہ کوئی ایسی صفت ہے جس کا تقاضا یہ ہو کہ اللہ کچھ کام کرتا ہے کچھ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دارومدار محض مشیت پر ہے اور مشیت کی نسبت تمام واقعات سے ایک جیسی ہے۔ دو ایک جیسے کاموں میں سے مشیتِ الٰہی ایک کو ترجیح دے دیتی ہے حالانکہ اس ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔

اس کے جواب میں کہا جائے گا: اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کذّاب کو معجزہ دے کر اس کی تائید کی جاسکتی ہے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ معجزہ انبیاء کے سچا ہونے کی دلیل نہیں رہے گا۔ لہٰذا کسی نبی کی خبر سے بھی فرق معلوم نہیں ہو سکے گا۔ اس کا لازمی نتیجہ انبیاء کے ساتھ کفر کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو گا کہ فرق معلوم نہیں ہو سکے گا۔ نہ عقلی دلائل سے نہ نقلی دلائل سے۔

لہٰذا انہوں نے معجزات اور غیر معجزات میں فرق کرنے کے لئے حیلہ سے کام لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ کذّاب کو معجزات حاصل ہو سکتے ہیں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کام کرنے سے عاجز ہے جس سے جھوٹے اور سچے میں فرق ہو سکے۔ یا یہ کہتے ہیں کہ معجزات کی صدقِ انبیاء پر دلالت دین کے بدیہی مسائل سے ہے۔ اس موضوع پر دوسرے مقامات میں تفصیل سے کلام کیا گیا ہے اور دونوں گروہوں کی غلطی واضح کی گئی ہے۔ ان لوگوں نے جبر کے متعلق جہم کی پیروی کی ہے اور اللہ کی حکمت و رحمت کا' ان اسباب کا جن سے وہ مختلف چیزوں کو وجود بخشتا ہے اور ان قوتوں کا جو اس نے پیدا کی ہیں سب کا انکار کیا ہے۔ یہ لوگ بدعتی ہیں 'کتاب اللہ' سنّت اور اجماع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت کرتے ہیں اور عقلِ صریح کی بھی مخالفت کرتے ہیں، جس طرح نفی کرنے والے قدریہ کتاب و سُنّت اور اجماع کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عقل صریح کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔

فصل ۱۴

اللہ کی طرف شر کی نسبت؟

یہاں مقصود اللہ کے اس فرمان پر کلام کرنا ہے :

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ﴾ (النِّسآء : ۷۹)

"جو تجھے بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔"

اس کا تقاضا ہے کہ بندہ ہمیشہ شکر اور استغفار میں مشغول رہے۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جا سکتی، مگر تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے۔ سورۃ الفاتحہ میں تینوں قسمیں موجود ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ رحمٰن ہے جس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی مروی ہے :

((اَنَّهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنَ الْوَالِدَةِ بِوَلَدِهَا)) (۹)

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ رحمت کرنے والا ہے جس قدر ایک ماں اپنے بچے پر رحم و ترس کرتی ہے۔"

---

(۹) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، ح ۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کی رحمت اُس کے غضب سے بڑھی ہوئی اور اس پر غالب ہے [۱۰]۔ وہ بخشنے والا' محبّت رکھنے والا حلیم ورحیم ہے۔ پس اس کا ارادہ ہر خیر و نعمت کی اصل ہے۔ ہر خیر اور نعمت اس کی طرف سے ہے۔ ارشاد ہے :

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ...﴾ (النّحل : ۵۳)

"تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے اللہ کی طرف سے ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحِجر : ۴۹)

"میرے بندوں کو بتادو کہ میں ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہوں۔"

اس کے بعد فرمایا :

﴿وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ (الحِجر : ۵۰)

"اور یہ کہ میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔"

نیز فرمایا :

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدۃ : ۹۸)

"جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

پس مغفرت اور رحمت اللہ کی صفات میں سے ہیں جن کا ذکر اس کے ناموں سے کیا گیا ہے۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے مقتضی اور لوازم میں سے ہیں ــــ لیکن عذاب اس کی مخلوق ہے جسے اس نے حکمت کے تحت پیدا کیا ہے۔ اس لحاظ سے وہ حکمت اور رحمت ہے۔ پس انسان کو جو بھی بھلائی حاصل ہوتی

---

(۱۰) ملاحظہ ہو صحیح البخاری' کتاب التوحید' باب ۱۵ و ۲۲ و ۲۸ و ۵۵ و کتاب بدء الخلق' باب ۱۔ صحیح مسلم' کتاب التوبۃ' ح ۱۴-۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ اللہ کی طرف سے‘ اس کے احسان اور اس کی عطا سے ہے اور جو برائی آتی ہے وہ خود انسان کے اپنے نفس کی وجہ سے ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے‘ اور جو اسے برائی پہنچتی ہے وہ خود اس کے نفس کی طرف سے ہے۔

قرآن میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب

﴿مَا اَصَابَكَ﴾ (جو تجھے پہنچے) اس میں خطاب کس سے ہے؟ اس میں علماء کے دو قول ہیں :

ایک قول یہ ہے کہ یہاں خطاب رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ جیسے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین حضرات نے کہا ہے‘ اور یہی بات زیادہ واضح ہے‘ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ﴿وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا﴾ (اور ہم نے تجھے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے)۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب ہر انسان سے ہے۔ جس طرح اس آیت کریمہ میں :

﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝﴾ (الانفطار : ٦)

”اے انسان! تجھے تیرے کریم رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا؟“

لیکن یہ قول ضعیف ہے‘ کیونکہ ”وَمَا اَصَابَكَ“ والی آیت میں پہلے انسان کا ذکر نہیں ہوا بلکہ ایک جماعت کا ذکر ہوا ہے جنہوں نے ایک بات کہی تھی۔ اگر ان کا ذکر مقصود ہوتا تو یوں کہا جاتا: ”انہیں جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں جو بُرائی پہنچتی ہے وہ ان کی طرف سے ہے۔“

لیکن یہ بات رسول ﷺ کو مخاطب کر کے کہی گئی ہے‘ کیونکہ وہ بنی آدم کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سردار ہیں۔ جب آپؐ کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو دوسروں کا معاملہ بدرجۂ اولیٰ یہی ہوگا۔ جس طرح اس آیت میں یہ انداز اختیار کیا گیا ہے :

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ﴾
(الاحزاب : ۱)

"اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کرو!"

اور فرمایا :

﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ... ﴾ (الزّمر : ۶۵)

"اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضرور ضائع ہو جائیں گے..."

اور ارشاد ہوا :

﴿ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾ (یونس : ۹۴)

"اگر تجھے شک ہے اس چیز کے بارے میں جو ہم نے تیری طرف نازل کی ہے تو ان سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔"

پھر اس خطاب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ خطاب کا لفظ تو آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے' لیکن دوسرے بطریق اولیٰ اس میں شامل ہو جاتے ہیں' جس طرح فرمانِ الٰہی ہے :

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ﴾ (التّحریم : ۱)

"اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے۔ آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں۔"

پھر فرمایا :

﴿ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ﴾ (التحریم : ۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ نے تمہارے لئے قسموں کی ذمہ داری سے نکلنے کا راستہ مقرر کر دیا ہے۔"

دوسری قسم یہ ہے کہ آپ ﷺ سے خطاب کا مطلب سب لوگوں سے خطاب ہوتا ہے' جس کو مفسرین اس طرح کہتے ہیں کہ خطاب تو حضور ﷺ سے ہے لیکن مراد دوسرے افراد ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ اس خطاب سے خارج ہیں' بلکہ آپ ﷺ سب سے پہلے مخاطب ہیں' اور آپ ﷺ سے خطاب درحقیقت تمام جنس انسانیت سے خطاب ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ سے کسی ممنوع کام کا ارتکاب نہیں ہوتا' نہ کسی ضروری کام کا ترک ہوتا ہے' بلکہ یہ کام دوسروں سے صادر ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے بادشاہ امیر لشکر سے کہتا ہے "کل فلاں مقام کی طرف کوچ کرو"۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم بھی اور تمہارے لشکر کے تمام افراد بھی کوچ کریں۔ اسی طرح بعض اوقات بادشاہ انتہائی معزز شخصیت کو کسی کام سے منع کرتا ہے۔ اس سے دوسرے افراد کے لئے خودبخود ممانعت ہو جاتی ہے اور خطاب میں اس مفہوم سے سب لوگ واقف ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت مبارکہ ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "جو آپ کو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو آپ کو برائی پہنچے وہ آپ کے نفس کی طرف سے ہے" اس میں خطاب رسول اللہ ﷺ سے ہے اور تمام مخلوق بطریق اولیٰ اور لفظ کے عموم کی وجہ سے اس خطاب میں داخل ہے۔ اس کے برعکس فرمانِ الٰہی ﴿وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا﴾ "ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے" یہ آنحضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن جو شخص حضور ﷺ کے احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں تک پہنچائے گا وہ اس خطاب کے مفہوم میں داخل ہو جائے گا۔ جس طرح ارشادِ نبوی ہے ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً))[(۱۱)] "میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہو"۔ اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: ((نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءًا اسَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ اِلٰى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهُ))[(۱۲)] "اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے حدیث سنے پھر اس تک پہنچائے جس نے وہ حدیث نہیں سنی تھی"۔ نیز فرمایا: ((لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ))[(۱۳)] "موجود شخص غیر موجود شخص تک پہنچا دے"۔ اور فرمایا: ((اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ))[(۱۴)] "علماء انبیاء کے وارث ہیں۔"

اور قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا:

﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾

"اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ تمہیں بھی اس کے ساتھ خبردار کروں اور اسے بھی جس تک یہ پہنچے۔" (الانعام: ۱۹)

---

(۱۱) صحیح البخاری' کتاب الانبیاء' باب ۵۰۔ سنن الترمذی' کتاب العلم' باب ۱۳ ودیگر کتب حدیث۔

(۱۲) سنن ابی داؤد' کتاب العلم' باب ۱۰۔ سنن الترمذی' کتاب العلم' باب ۷۔ سنن ابن ماجہ' المقدمة' باب ۱۸ و کتاب المناسك' باب ۷۶۔ ودیگر کتب حدیث۔

(۱۳) صحیح البخاری' کتاب العلم' باب ۹ و ۱۰ و ۳۷' و کتاب الحج' باب ۱۳۲۔ صحیح مسلم' کتاب الحج' ح۴۴۶ و کتاب القسامة' ح۲۹ و ۳۰۔ ودیگر کتب حدیث۔

(۱۴) صحیح البخاری' کتاب العلم' باب ۱۰ (فی الترجمة)۔ سنن ابی داؤد' کتاب العلم' باب ۱۔ سنن ابن ماجہ' المقدمة' باب ۱۷ ودیگر کتب حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۵
اللہ کے افعال "بھلائیاں" ہیں

مقصود یہ ہے کہ "بھلائی" ہر لحاظ سے اللہ کی طرف منسوب ہے' اور "برائی" اللہ کی طرف اس لئے منسوب کی جاتی ہے کہ یہ اس نے پیدا کی ہے جس طرح بھلائی اس نے پیدا کی ہے۔ اس لئے فرمایا: ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے) —— پھر اس نے برائی کو کسی حکمت کے تحت پیدا کیا ہے۔ برائی اللہ کی طرف بحیثیت برائی کے منسوب نہیں کی جاتی بلکہ اس نفس کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس نے بغیر کسی حکمت کے اس کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا نفس ہی اس بات کا مستحق ہے کہ شر اور برائی اس کی طرف منسوب ہو' کیونکہ نفس جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا مقصد کوئی بھلائی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اس کا ارتکاب راجح ہو جائے' بلکہ جو کام اس قسم کا ہو گا وہ نیکی میں شامل ہو گا۔ اس لئے اصول یہ طے پایا کہ اللہ کا فعل ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ اس سے کبھی قبیح یا برائی کا فعل صادر نہیں ہوتا۔

اس میں جزا اور عمل کی برائیاں شامل ہیں۔ لیکن آیتِ کریمہ میں "حَسَنَة" اور "سَيِّئَة" سے مراد نعمتیں اور مصائب ہیں' جیسے کہ بیان ہو چکا۔ لیکن جب مصیبت انسان کے نفس کی طرف سے ہے' کیونکہ وہ کسی گناہ کی وجہ سے آئی ہے' تو گناہ بدرجۂ اولیٰ اس کے نفس کی طرف سے ہے۔ لہٰذا "سیئات" یقیناً انسان کے نفس کی طرف سے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ﴿كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے) میں برائیوں کو بھلائیوں کے ساتھ اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے' کیونکہ اللہ کی طرف اکیلی برائیوں کو منسوب نہیں کیا جاتا' بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموم میں شامل کی جاتی ہیں۔

اسی طرح وہ اسمائے حسنیٰ جن میں شر کا ذکر ہے ان کا ذکر دوسروں سے ملا کر کیا جاتا ہے۔ مثلاً "الضَّار النَّافِع" (نقصان اور نفع پہنچانے والا) "المُعطِی المَانِع" (دینے والا اور روکنے والا) "المُعِزُّ المُذِلُّ" (عزت اور ذلت دینے والا) یا مقید طور پر ذکر کیا جاتا ہے' مثلاً : ﴿اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ○﴾ (السّجدۃ : ۲۲) "ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں"۔ مطلقاً انتقام لینے والے نہیں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے جو بھی ایسی چیز پیدا کی ہے جس میں جزوی یا نسبی طور پر شر موجود ہو اس میں عمومی خیر' حکمت اور رحمت کہیں بڑھ کر موجود ہوتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا۔ اس کی وجہ سے فرعون اور اس کی قوم سے تکذیب کا ظہور ہوا اور وہ ہلاک ہوئے۔ ان کے لئے یہ شر تھا' لیکن اس سے قیامت تک کے لئے مخلوق کو ایک عمومی فائدہ حاصل ہو گیا' یعنی فرعون کے واقعہ سے عبرت کا حصول' اور یہ سراسر خیر ہے۔ اس سے جن لوگوں کو ضرر حاصل ہوا اس سے کہیں زیادہ تعداد میں لوگوں کو فائدہ ہوا۔ جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ○
فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ○ ﴾ (الزُّخرف : ۵۵' ۵۶)

"جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا۔ سو ہم نے انہیں بعد والوں کے لئے پیش رو اور نمونۂ عبرت بنا دیا۔"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۝ ﴾ (النّٰزعٰت : ۲۶)

"اس میں عبرت ہے اُس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے۔"

اسی طرح محمد ﷺ کی رسالت کی وجہ سے کچھ مشرکین عرب کو اور کُفّار اہلِ کتاب کو شقاوت حاصل ہوئی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی تکذیب کی اور اس وجہ سے اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ لیکن اسی رسالت کی وجہ سے ان سے سینکڑوں' ہزاروں گنا زیادہ افراد ایمان وہدایت کی سعادت سے بہرہ ور ہو گئے۔ جو اہل کتاب بعثت نبوی کی وجہ سے بد بختی کا شکار ہو گئے یہ وہی تھے جو بعثت سے پہلے بھی اپنے دین میں تغیر اور کتاب میں تحریف کے مرتکب تھے۔ اللہ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جہاد کے ذریعے ہلاک کر دیا' اور ان سے کہیں زیادہ اہل کتاب کو ہدایت نصیب ہو گئی۔ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن کو مغلوبیت اور ذلت نصیب ہوئی تو ان کی مغلوبیت بھی ان کے لئے رحمت کا باعث تھی' تاکہ ان کا کفر زیادہ شدید نہ ہو جائے اور ان کے شر میں اضافہ نہ ہو جائے۔ پھر ان کے بعد دوسروں کو جس قدر ہدایت اور رحمت نصیب ہوئی ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ ہر دَور میں ان میں سے بہت سے لوگ دلائل اور قوّت کے ذریعہ دین حق کے غلبہ کی وجہ سے ہدایت پاتے رہے ہیں۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی بعثت' نصرت' اور ان کے دین کے غلبہ میں جو مصلحت تھی' اس کی وجہ سے اس قدر رحمت حاصل ہوئی جس کے مقابلہ میں بعض لوگوں کو حاصل ہونے والے جزوی اور یک گونہ شر کی کوئی حیثیت نہیں' کیونکہ اس جزوی شر میں بھی خیر اور حکمت موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز پیدا ہی نہیں کی جو صرف شر پر مشتمل ہو' بلکہ ان میں نسبی شر ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۶

حسنات وجودی چیزیں ہیں

پانچواں فرق یہ ہے کہ انسان کو جو بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں یعنی جو نیکیاں وہ کرتا ہے وہ سب وجودی امور ہیں' جو اللہ نے انسان کو بطورِ نعمت عطا فرمائی ہیں۔ وہ اللہ کی مشیت' رحمت' حکمت' قدرت اور تخلیق سے وجود میں آئی ہیں۔ نیکیوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جو "عدمی" ہو اور جس کی نسبت اللہ کی طرف نہ ہوتی ہو' بلکہ سب کی سب وجودی چیزیں ہیں اور ہر موجود اور حادث کو اللہ ہی وجود بخشنے والا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ نیکی یا تو اس کام کے کرنے کا نام ہے جس کا حکم دیا گیا یا اس کام سے بچنے کا نام ہے جس سے منع کیا گیا۔ اور "ترک" بھی ایک وجودی چیز ہے۔ انسان کا ممنوع کام کو چھوڑ دینا' یہ جاننا کہ یہ گناہ اور برا کام ہے اور عذاب کا باعث ہے' اس سے نفرت کرنا' جب نفس اس کام کی طرف راغب ہو اور اس کا مطالبہ کرے تو نفس کو اس سے روک لینا' یہ سب "وجودی" چیزیں ہیں۔ جس طرح یہ یقین کرنا کہ سچ اور انصاف جیسے کام اچھے کام ہیں' اور پھر سچ اور انصاف پر عمل کرنا سب "وجودی" امور ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب انسان کسی نیکی سے محبّت رکھتے ہوئے' اللہ کی رضا کے لیے' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے نیت اور قصد سے اس نیکی کو انجام دیتا ہے تو وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی طرح جب وہ کسی برائی سے نفرت کرتے ہوئے اور اس سے اجتناب کرتے ہوئے اسے ترک کرتا ہے تو اس گناہ کے ترک پر بھی اسے ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴾

(الحُجُرات : ۷)

"لیکن اللہ نے ایمان تمہارے لئے محبوب کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت بخش دی' اور تمہارے لئے کفر' فسق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ بنا دیا۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"

مزید فرمایا :

﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo ﴾ (النّٰزعٰت : ۴۰'۴۱)

"اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے نفس کو خواہشات سے روک لیا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔"

نیز ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ ﴾

(العنکبوت : ۴۵)

"بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں :

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ : مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا' وَمَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ' وَمَنْ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ)) (۱۵)

---

(۱۵) صحیح البخاری' کتاب الایمان' باب ۹ و ۱۴' کتاب الاکراہ' باب ۱' =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین چیزیں جس شخص میں موجود ہوں اسے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گئی۔ جس کو اللہ اور اس کا رسول باقی سب سے زیادہ محبوب ہوں' اور جو کسی انسان سے محض اللہ کے لئے محبّت کرے' اور جو کفر میں لوٹ جانے کو ناپسند کرے' جبکہ اللہ نے اسے کفر سے نجات دے دی' جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانا ناپسند کرتا ہے"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے :

((اَوْثَقُ عُرَى الْاِيمَانِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) (١٦)

"ایمان کا سب سے مضبوط حلقہ اللہ کے لئے محبّت اور اللہ ہی کے لئے بغض ہے۔"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ' وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ' وَاَعْطٰى لِلّٰهِ' وَمَنَعَ لِلّٰهِ' فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيمَانَ)) (١٧)

"جو شخص اللہ کے لئے محبّت کرتا ہے' اللہ کے لئے نفرت کرتا ہے' اللہ کے لئے دیتا ہے اور اللہ ہی کے لئے روکتا ہے' اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔"

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ' فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ

= کتاب الادب' باب ۴۲۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' ح ۶۶ ودیگر کتب حدیث۔

۱۶) رواہ البیہقی فی شعب الایمان

۱۷) سنن ابی داؤد' کتاب السنۃ' باب الدلیل علٰی زیادۃ الایمان۔ ومسند احمد ۳/۴۳۸و۴۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَبِلِسَانِهٖ ‘فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ ‘ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ)) (۱۸)

”تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے ‘ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے ‘ اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو اپنے دل سے۔ اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کے ناخلف جانشینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

((مَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ‘ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ‘ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ‘ لَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ)) (۱۹)

”جو اُن سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے وہ مؤمن ہے ‘ جو اُن سے زبان کے ساتھ جہاد کرے وہ مؤمن ہے ‘ اور جو اُن سے دل کے ساتھ جہاد کرے وہ مؤمن ہے۔ اور اس کے بعد تو رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ﴾ (الممتحنة : ۴)

---

(۱۸) صحیح مسلم ‘ کتاب الایمان ‘ ح۷۸۔ سنن الترمذی ‘ کتاب الفتن ‘ باب۱۱۔ سنن النسائی ‘ کتاب الایمان ‘ باب۱۷۔ ودیگر کتب حدیث۔

(۱۹) صحیح مسلم ‘ کتاب الایمان ‘ ح۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے بھی بیزار ہیں اور ان سے بھی جن کو تم اللہ کے علاوہ پوجتے ہو' ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا ہے' حتیٰ کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔ سوائے ابراہیم کی اس بات کے جو انہوں نے اپنے والد سے کہی کہ: میں ضرور آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا اور میں آپ کے معاملے میں اللہ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زبان سے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ○ ﴾ (الزّخرف: ۲۶' ۲۷)

"میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم پوجتے ہو' سوائے اُس کے جس نے مجھے پیدا کیا' وہی میری راہنمائی فرمائے گا۔"

ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا:

﴿ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ ﴾ (الشعراء: ۷۵ - ۷۷)

"دیکھو' جن کو تم پوجتے ہو۔ تم بھی اور تمہارے پہلے آباء واجداد بھی' وہ سب میرے دشمن ہیں' سوائے اللہ ربّ العالمین کے۔"

یہ بھی فرمایا:

﴿ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ ﴾ (الانعام: ۷۸' ۷۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب سورج غروب ہو گیا تو ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے قوم! میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم پوجتے ہو۔ میں نے اپنا چہرہ یکسو ہو کر اس اللہ کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے' اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔"

اللہ کے علاوہ پوجی جانے والی چیزوں اور ان کے پجاریوں سے یہ بغض و عداوت' یہ بیزاری' یہ سب امور دل میں' زبان پر اور اعضاء میں موجود ہیں' جس طرح اللہ کی محبت اور اللہ کے دوستوں سے محبت ایسے امور ہیں جو دل میں' زبان پر اور اَعضاء میں موجود ہوتے ہیں۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کو عملی جامہ پہنانے کا یہی مطلب ہے۔ یعنی دل میں اللہ کی سچی محبّت اور اس کے لئے مکمل طور پر خود سپردگی۔ غیراللہ کی محبّت و انابت سے پرہیز' اور غیراللہ سے بغض و کراہت۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے' اس کی عبادت سے محبّت ہو' غیراللہ کی عبادت سے نفرت ہو' اللہ پر توکل' خشیت اور دُعا سے محبّت ہو اور غیراللہ پر توکّل سے' اس کی خشیت سے' اس کی دُعا سے نفرت ہو۔ یہ تمام ایسے امور ہیں جو دل میں موجود ہوتے ہیں اور یہ ایسی نیکیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ثواب دیتا ہے۔

باقی رہا ایک شخص کا برائی نہ کرنا' جبکہ اسے اس کے برائی ہونے کا علم نہیں' نہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے' بلکہ اس نے محض اس لئے یہ برائی نہیں کی کہ اس کے دل میں اس کا خیال نہیں آیا' یا خیال آیا تو اس انداز سے جس طرح کسی پتھر وغیرہ کا خیال آجائے جس کے بارے میں دل میں نہ محبّت کا جذبہ ہے نہ نفرت کا' تو ایسے شخص کو برائی نہ کرنے پر ثواب نہیں ملتا۔ ہاں اسے وہ گناہ بھی نہیں ہوا جو اس برائی کے ارتکاب سے ہوتا۔ اس کے حق میں یہ بُرائی ایسی ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جیسے کسی بچے یا مجنوں یا جانور کے لئے ہوتی ہے' نہ ثواب نہ گناہ۔ لیکن جب اس پر حجت قائم ہو جائے یعنی اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہو جائے پھر اگر وہ اس کے حرام ہونے کا عقیدہ نہیں رکھے گا اور اس سے نفرت نہیں کرے گا تو اسے اس کی حرمت پر ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے سزا ملے گی۔

فصل ۱۷

کیا ترک اَمرِ وجودی ہے یا عدمی؟

علماء کا اس مسئلہ پر اختلاف ہے کہ ترک کو امرِ وجودی قرار دیا جائے یا عدمی؟ اکثر حضرات کا قول یہی ہے کہ وہ وجودی امر ہے۔

کچھ لوگ' مثلاً ابو ہاشم جبائی' کہتے ہیں کہ یہ عدمی ہے' اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اسے محض عدمِ فعل کی وجہ سے سزا ملتی ہے' ترک کی وجہ سے نہیں' جو ایک مستقل عمل مانا جا سکے۔ ان لوگوں کو ذمی کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے محض عدم کی بناء پر مذمت کا مستحق قرار دیا ہے۔

اکثر علماء کا خیال ہے کہ ترک بھی وجودی امر ہے۔ ممنوع کام کو ترک کرنے والا ترک پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے جو ایک مستقل عمل ہے اور مامور کام کو ترک کرنے والا ایک مستقل عمل یعنی ترک کی وجہ سے سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ مثلاً رسول ﷺ اسے ایک کام کا حکم دیتے ہیں اور وہ اس سے اجتناب کرتا ہے تو یہ اجتناب ایک وجودی امر ہے۔ اسی لئے وہ مامور کام چھوڑ کر اس کے برعکس کام میں مشغول ہوتا ہے۔ مثلاً وہ اللہ کی عبادت چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے اور اس بناء پر سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان موحّد ہے یا مشرک؟ یا دونوں طرف؟

یہی وجہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتا' لازماً وہ کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے اور اس طرح وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ بنی آدم میں کوئی تیسری قسم موجود نہیں۔ بلکہ انسان یا موحّد ہو سکتا ہے یا مشرک' یا پھر ان دونوں کے درمیان خلط ملط' جیسے نصاریٰ وغیرہ' مختلف اُمّتوں کے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے احکام کو تبدیل کر دیا ہے' اور یہی حکم اسلام کی طرف منسوب گمراہ فرقوں کا ہوگا۔ ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۝ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۝﴾

(النّحل : ۹۸۔۱۰۰)

"جب آپ قرآن پڑھیں تو شیطانِ رجیم سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ اس کا غلبہ ان لوگوں پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔ اس کا غلبہ تو انہی لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور اسے (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے :

﴿ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِينَ ۝﴾ (الحجر : ۴۲)

"بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں' مگر گمراہوں میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے۔"

جب ابلیس نے کہا تھا :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿... لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○﴾ (الحجر ۳۹'۴۰)

"میں ان کے لئے زمین میں ضرور زینت بخشوں گا اور ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ سوائے ان کے جو ان میں سے تیرے خالص بندے ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں مگر جو کوئی تیری پیروی کرے گمراہوں میں سے"۔ چنانچہ ابلیس مخلص لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکتا' نہ ان پر غالب آ سکتا ہے۔ اس کا زور تو گمراہوں پر چلتا ہے' وہی اس سے دوستی کرتے ہیں' اور وہی اسے شریک کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ○﴾

"جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور جو اسے شریک کرتے ہیں"۔ دونوں صفتیں ایک ہی موصوف کی ہیں۔ جو بھی اس سے دوستی کرتا ہے وہ اسے عبادت میں شریک کرتا ہے' اور جو کوئی اسے شریک کرتا ہے وہ اس کا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○﴾

(یٰسٓ : ۶۰-۶۱)

"اے آدم کے بیٹو! کیا مَیں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا' وہ یقیناً تمہارا واضح دشمن ہے' اور میری عبادت کرنا' یہ سیدھا راستہ ہے۔"

جو کوئی بھی غیراللہ کی عبادت کرتا ہے وہ درحقیقت شیطان کی عبادت کرتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ وہ یہی سمجھتا ہو کہ وہ فرشتوں یا نبیوں کی عبادت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ۝ ﴾

(سبا : ۴۰'۴۱)

"جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا' پھر فرشتوں سے فرمائے گا: کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: تُو پاک ہے' ہمارا تعلق تو آپ سے ہے ان سے نہیں' بلکہ وہ جِنّوں کی عبادت کرتے تھے' ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھتے ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ جو شخص کسی فرشتہ یا نبی یا نیک آدمی کو پوجتا ہے' شیطان اس کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور جب اس سے بات چیت کرتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ اس سے فرشتے نے یا نبی یا ولی نے بات کی ہے' حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو کسی فرشتے کے روپ میں سامنے آتا ہے۔ جس طرح ستارہ پرستوں اور جنتر منتر پڑھنے والوں اور طلسمی عملیات والوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آتا ہے۔ وہ کچھ نام لیتے ہیں' کہتے ہیں یہ فرشتوں کے نام ہیں' مثلاً میططرون وغیرہ۔ درحقیقت وہ جِنّوں کے نام ہیں۔

اسی طرح جو لوگ کسی مخلوق کو ___ مثلاً کسی نبی' ولی یا فرشتے کو ___ پکارتے ہیں' تو بعض اوقات کسی کے سامنے کوئی صورت آجاتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی نبی یا ولی یا فرشتہ ہے جسے میں نے پکارا تھا' حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو نیک آدمی کی شکل میں آجاتا ہے' اور اگر پکارنے والے کو اس نبی یا ولی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت معلوم نہیں ہوتی تو شیطان یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں نبی یا ولی یا فرشتہ ہوں۔ یہ شران لوگوں کو پیش آتا ہے جو کسی مخلوق کو پکارتے ہیں' مثلاً نصاریٰ یا نام نہاد مسلمان۔ وہ ان کی قبروں کے پاس یا ان سے دُور ان کو پکارتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں تو ان کے پاس انسانی صورت میں کوئی سوار یا غیر سوار آکر کہتا ہے: میں ہی وہ شخص ہوں جس کو تو نے پکارا تھا۔ فریادی سمجھتا ہے کہ یہ ظاہر ہونے والا وہی نبی یا ولی ہے یا اس کی روح انسانی شکل اپنا کر آگئی ہے' یا سمجھتا ہے کہ فرشتہ اس نبی یا ولی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے' حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو اسے گمراہ کر رہا ہوتا ہے' کیونکہ پکارنے والے نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو پکارا اور شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ اس شرک کی وجہ سے شیطان کو اس پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ نبی یا ولی یا فرشتہ کو پکارتا ہے اور وہی اس کے لئے شفاعت کرتا ہے یا اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے' حالانکہ شیطان ایسے کام کرتا ہے تاکہ انسان کو مزید کفر و ضلالت میں مبتلا کر دے۔

لہٰذا ہر وہ شخص جو خالصتاً اللہ کی عبادت نہیں کرتا وہ لازماً مشرک ہوتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کا مرتکب ہوتا ہے اور در حقیقت وہ شیطان کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ پس ہر انسان یا تو اللہ کی عبادت کرنے والا ہے یا شیطان کا پجاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ○ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ○ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ○ ﴾ (الزّخرف : ۳۶۔۳۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جو رحمٰن کے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں' سو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ (شیطان) ان لوگوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ حتیٰ کہ جب یہ (مشرک) ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان سے) کہے گا : کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب جتنی دوری ہوتی' تو برا ساتھی ہے۔ چونکہ تم ظالم تھے لہٰذا آج تمہیں اس بات سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ تم عذاب میں باہم شریک ہو۔“

دوسرے مقام پر فرمایا :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؁ ﴾ (الحج : ۱۷)

”جو لوگ ایمان لائے' اور جو یہودی بن گئے اور صابی اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین بنے' ان سب کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔“

پس معلوم ہوا ابنی آدم سب کے سب چھ اقسام میں ہیں۔ اس کی تفصیل کسی اور مقام پر بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۸
ثواب و عقاب بااراده عمل پر ہے

یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ثواب اور عقاب ایک وجودی عمل پر مترتب ہوتے ہیں۔ مثلاً نیکی کرنا یعنی ایک اللہ کی عبادت' اور بُرائی کو ترک کرنا یعنی شرک سے اجتناب' یہ سب وجودی امر ہیں۔ اور بُرائی کرنا مثلاً توحید کو ترک کرنا اور غیر اللہ کی عبادت کرنا' یہ بھی وجودی امر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ﴾

(القصص : ۸۴)

"جو نیکی لے کر آیا تو اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہو گا' اور جو بُرائی لے کر آیا تو بُرائی کرنے والوں کو اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ عمل کرتے تھے۔"

مزید فرمایا :

﴿ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۖ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ ﴾

(بنی اسرائیل : ۷)

"اگر تم نیکی کرو گے تو اپنے لیے نیکی کرو گے' اور اگر بُرائی کرو گے تو بھی اپنے لیے۔"

نیز ارشاد ہے :

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ ﴾

(فُصِّلت : ۴۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو نیک عمل کرے گا تو اپنی جان کے فائدے کے لیے' اور جو بُرائی کرے گا تو اپنے نقصان کے لیے۔"

اور فرمایا :

﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ ﴾

(یونس : ۲۶'۲۷)

"جو نیکی کریں گے ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید بھی۔ اور ان کے چہروں کو نہ سیاہی ڈھانپے گی نہ ذلت۔ یہ جنت والے ہیں' ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور جنہوں نے بُرائیاں کمائیں تو بُرائی کا بدلہ اس کے مثل ہے اور انہیں ذلت ڈھانپ لے گی۔ انہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں ہو گا۔ ان کے چہروں کو گویا رات کے سیاہ ٹکڑوں نے ڈھانپ رکھا ہو گا۔ یہ اہل جہنم ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

مزید ارشاد ہے :

﴿ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ﴾ (الرّوم : ۱۰)

"پھر جنہوں نے بُرائی کی ان کا انجام انتہائی برا ہو گا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔"

باقی نیکی اور گناہ نہ کرنے کا بدلہ ثواب یا سزا نہ ہونا ہے۔ فرض کریں ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی رسول پر مجملاً ایمان لے آیا۔ ایک مدت اس طرح گزری کہ وہ بہت سے حرام کام نہیں کرتا رہا۔ اس نے یہ نہیں سنا تھا کہ یہ حرام ہیں' لہٰذا وہ ان کی حرمت کا عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ مثلاً ایک شخص ایمان لے آیا اور اسے معلوم نہیں تھا کہ اللہ نے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ فلاں فلاں سے نکاح حرام ہے۔ تو وہ ایمان لے آیا اور اس نے یہ حرام کام نہیں کیے' نہ وہ انہیں حرام سمجھتا تھا کیونکہ اس نے یہ سنا ہی نہیں تھا' تو ایسے شخص کو نہ ثواب ہو گا نہ اسے سزا ملے گی۔

لیکن جب اسے ان کے حرام ہونے کا علم ہو گیا اور اس نے انہیں حرام سمجھ لیا' تو اسے یہ عقیدہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔ پھر جب ان کاموں سے پرہیز کیا' اگرچہ نفس ان کی طرف بلائے' تو اُسے ایک اور ثواب حاصل ہو گا۔ جیسے ایک شخص کو اس کا نفس خواہشات کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے نفس کو ان سے روک دیتا ہے' جیسے روزہ دار آدمی جسے اس کا نفس کھانے پینے اور جماع کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس کام سے روک دیتا ہے' یا جسے اُس کا دل شراب اور بدکاری کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے نفس کو روکتا ہے تو اسے ایک اور ثواب حاصل ہو گا۔ جس قدر وہ اپنے آپ کو منع کرے گا اور حرام کاموں سے روکے گا' اور ایسی نیکیوں میں مشغول ہو گا جو ان گناہوں کے برعکس ہیں' اتنا ہی اسے زیادہ ثواب حاصل ہو گا۔ جب وہ یہ نیکیاں کرے گا تو وہ اسے ان حرام کاموں سے بچالیں گی۔

جب یہ مسئلہ واضح ہو گیا تو سمجھنا چاہیئے کہ جن نیکیوں پر ثواب ملتا ہے وہ سب وجودی ہیں اور اللہ کی طرف سے نعمت ہیں۔ نفس جن نیکیوں سے محبت کرتا ہے اور جن بُرائیوں سے نفرت کرتا ہے تو اللہ ہی نے مؤمنوں کے دل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی محبّت ڈالی اور اس کو ان کے دلوں میں مزین کر دیا ہے۔ اور اسی نے ان کے لیے کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔

فصل ۱۹

بُرائیاں جہالت اور نفس پرستی سے پیدا ہوتی ہیں

بُرائیاں جہل اور ظلم کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں، کیونکہ جو شخص بھی کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کے برا ہونے سے ناواقف ہوتا ہے، یا یہ کہ اس کا نفس اس کی طرف میلان رکھتا ہے۔ انسان جو بھی واجب نیکی ترک کرتا ہے اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ اس کے وجوب سے ناواقف ہوتا ہے یا یہ کہ اس کا نفس اسے پسند نہیں کرتا۔

حقیقت میں تمام بُرائیاں جہل (ناواقفی) سے ہی سرزد ہوتی ہیں۔ ورنہ اگر اسے صحیح علم حاصل ہوتا کہ اس کام سے اسے اتنا نقصان ہو گا جو ظاہری فائدہ سے بڑھ کر ہے تو وہ اس کام کا مرتکب نہ ہوتا، کیونکہ یہ عقل کا خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کام کا ضرر زیادہ ہے ـــــ مثلاً اونچی جگہ سے چھلانگ لگا دینا یا نہر میں چھلانگ لگانا جس سے ڈوبنے کا خطرہ ہو، یا گرتی ہوئی دیوار کے پاس سے گزرنا یا بھڑکتی ہوئی آگ میں گھس جانا، یا سمندر میں اپنا مال پھینک دینا ـــــ تو وہ کبھی یہ کام نہیں کرتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کام میں سراسر نقصان ہے اور فائدہ بالکل نہیں۔ اور جس کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کام اس کے لیے نقصان دہ ہے ـــــ مثلاً بچّہ یا مجنون، بے وقوف اور نادان ـــــ وہ شخص ممکن ہے ایسا کام کر گزرے۔

اور جو شخص نقصان دہ کام کرتا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کام نقصان دہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کے خیال میں اس کام میں نقصان سے بڑا فائدہ موجود ہے۔ لیکن جس شخص کو یقین ہے کہ اس کام میں نقصان کم ہے' یا اس کا خیال ہے کہ اس میں فائدہ زیادہ ہے تو یقیناً وہ خیر کو ترجیح دے گا' اگرچہ اس کام میں خیر کا پہلو راجح ہو یا محض اس کا خیال ہی ہو حقیقت نہ ہو' مثلاً جو شخص نفع کے لیے لمبے لمبے سفر کرتا ہے یا سمندر میں سفر کرتا ہے اگر اسے یقین ہو کہ وہ غرق ہو جائے گا یا نقصان اٹھائے گا تو وہ کبھی سفر نہیں کرے گا۔ لیکن اس کے خیال میں راجح سلامتی اور نفع ہوتا ہے' اس لیے وہ سفر کرتا ہے' اگرچہ اس کا یہ خیال غلط بھی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح گناہ کی مثال ہے۔ اگر چور کو یقین ہو کہ وہ پکڑا جائے گا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو وہ چوری نہیں کرے گا۔ اگر بدکار کو یقین ہو کہ اسے رجم کر دیا جائے گا تو وہ بدکاری کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ البتہ شراب خور کی حالت مختلف ہے۔ ممکن ہے وہ چالیس یا اسی کوڑے کھانا برداشت کر لے اور شراب نوشی ترک نہ کرے۔ اس لیے اس مسئلہ میں صحیح قول یہی ہے کہ شراب خور کی حد مقرر نہیں ہے' بلکہ اگر وہ باز نہیں آتا تو سزائے موت تک دی جا سکتی ہے جس طرح بعض احادیث میں وارد ہے۔ یہ مسئلہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح سزاؤں کی کیفیت ہے۔ گناہ کے خواہش مند کو اگر یہ یقین ہو کہ اس گناہ سے اسے زیادہ نقصان پہنچے گا تو وہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ جب وہ گناہ کرتا ہے تو یا تو اسے اس کی حرمت کا یقین کامل نہیں ہوتا یا اس کی سزا کا یقین نہیں ہوتا' بلکہ اسے امید ہوتی ہے کہ دوسری نیکیوں کی وجہ سے یا توبہ کی وجہ سے یا اللہ کی رحمت کی وجہ سے اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ یا پھر وہ ان تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امور سے غافل ہوتا ہے' اس کے ذہن میں حرمت یا وعید کا دھیان نہیں ہوتا۔ اس طرح وہ غافل رہ جاتا ہے اور غفلت علم کے منافی ہے۔

فصل ۲۰

تمام بُرائیوں کی جڑ خواہش نفس اور غفلت ہے

غفلت اور خواہش نفس تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○﴾ (الکھف : ۲۸)

"اُس شخص کی پیروی نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا معاملہ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے۔"

اور اکیلی خواہش پرستی سے بھی بُرائی کا ارتکاب نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ جہل نہیں آملتا۔ ورنہ خواہش پرستوں کو جب یقینی علم حاصل ہو کہ اس کام سے انہیں ایسا نقصان ہوگا جو وقتی لذت وفائدہ سے بڑھ کر ہے تو فطری طور پر ان کا میلان ادھر سے ہٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نفس میں اس چیز کی محبت رکھی ہے جس سے اسے فائدہ ہو' اور اس چیز سے نفرت رکھی ہے جس سے نقصان پہنچے۔ اس لیے نفس وہ کام نہیں کرتا جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ اس سے نقصان زیادہ حاصل ہوگا۔ جب وہ اس کام کا ارتکاب کرے گا تو اس کی وجہ عقل کی کمزوری ہوگی۔ اور ایسی ہی چیزوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فلاں آدمی عقل مند ہے اور اس میں فراست اور سمجھداری موجود ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کو بڑی مصیبت شیطان کے ہاتھوں پہنچتی ہے' صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفس کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ شیطان نفس کے سامنے بُرائیوں کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے' اسے ان کا حکم دیتا ہے اور ان کی خوبیاں پیش کرتا ہے جو فائدہ کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں نقصان کی نہیں ـــــ جس طرح ابلیس نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام سے کیا۔ اُس نے کہا :

﴿... يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ○ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا...﴾ (طٰہٰ : ۱۲۰'۱۲۱)

"...اے آدم! میں تجھے ہیشگی کا درخت اور لازوال بادشاہت کا پتہ نہ بتاؤں؟ تو دونوں نے اس درخت میں سے کھالیا' پھر ان کے لیے ان کے ستر ظاہر ہو گئے..."

شیطان نے یہ بھی کہا :

﴿... مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ○﴾ (الاعراف : ۲۰)

"... تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے محض اس لیے منع کیا ہے کہ تم کہیں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔"

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○﴾

(الزُّخرف : ۳۶'۳۷)

"اور جو رحمٰن کے ذکر کو نظرانداز کرتا ہے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ ان کو (سیدھی) راہ سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا :

﴿ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ ﴾ (فاطر : ۸)

"کیا وہ شخص جس کے لیے اس کے برے اعمال مزیّن کردیئے گئے اور وہ انہیں اچھے سمجھتا ہے؟" (اس کی گمراہی کا کچھ ٹھکانا ہے؟)

اور فرمایا :

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام : ۱۰۸)

"اور انہیں گالی نہ دو جو اللہ کے سوا پکارتے ہیں' ورنہ وہ زیادتی کرتے ہوئے بے علمی کی وجہ سے اللہ کو گالی دیں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر قوم کے لیے ان کے اعمال کو مزین کردیا ہے۔ پھر ان کی واپسی ان کے رب کی طرف ہے' پھر وہ ان کو خبر دے گا جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ﴿ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ﴾ "ہم نے ہر قوم کے لیے اس کے اعمال کو مزین کردیا ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے' انبیاء اور مؤمن بھلائی کو مزین کرکے پیش کرتے ہیں اور شیاطین الانس والجن شر کو مزیّن کرتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ ﴾

(الانعام : ۱۳۷)

"اسی طرح بہت سے مشرکین کے لیے ان کے شریکوں نے اولاد کو قتل کرنا خوبصورت بنادیا تاکہ وہ ان کو تباہ کردیں اور تاکہ ان کا دین ان پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلط ملط کر دیں۔"

لہٰذا انسان کو بُرائی میں جو چیز مبتلا کرتی ہے وہ بنیادی طور پر جہالت ہے' یعنی اس بات کا علم نہ ہونا کہ اس سے اس کو نفع کی نسبت نقصان زیادہ ہو گا' یا یہ گمان کہ اس سے نقصان کی نسبت فائدہ زیادہ ہو گا۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ "جو شخص بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہے"۔ مندرجہ ذیل آیتِ مبارکہ کی تشریح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی کی ہے :

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ ... ﴾ (النساء : ۱۷)

"اللہ کے ذمہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا ہے جو ناواقفی سے بُرائی کر لیتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔"

جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

(الانعام : ۵۴)

"جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو فرمائیے : تم پر سلامتی ہو' تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کرنا لکھ دیا ہے کہ تم میں سے جو شخص جہالت کی وجہ سے بُرائی کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کر لے گا اور اصلاح کر لے گا تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

اسی لیے بُرائی کرنے والوں کا حال "جاہلیت" کہلاتا ہے' کیونکہ گناہ کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت کی کوئی نہ کوئی حالت ضرور موجود ہوتی ہے۔

ابو العالیہؒ کہتے ہیں: میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس آیت کے متعلق پوچھا: ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ...﴾ تو انہوں نے کہا: جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہے اور جس نے موت سے پہلے توبہ کرلی تو اس نے جلدی توبہ کرلی۔

قتادہؒ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص بھی رب کی نافرمانی کرتا ہے وہ جہالت میں مبتلا ہے خواہ اس کا گناہ عمداً ہو یا بلا ارادہ ہو۔ اور جس نے بھی اللہ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے"۔ تابعینِ کرامؒ اور ان کے بعد کے بزرگوں کا بھی یہی ارشاد ہے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں: "جو بھی گناہ کرتا ہے، بوڑھا ہو یا جوان، وہ جہالت کی وجہ سے کرتا ہے"۔ انہی کا قول ہے "جو شخص رب کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہے جب تک گناہ سے باز نہ آجائے"۔ مجاہدؒ ہی کا قول ہے: "جو شخص غلطی سے بُرا کام کرے یا جان بوجھ کر گناہ کرے وہ جاہل ہے جب تک اس سے باز نہ آجائے"۔ یہ سب اقوال ابنِ ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں بیان کئے ہیں۔ قتادہ، عمرو بن مرہ اور ثوری وغیرہ رحمہم اللہ سے بھی اسی قسم کے اقوال مروی ہیں کہ خواہ یہ گناہ غلطی سے ہو یا جان بوجھ کر۔

مجاہدؒ اور ضحاکؒ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "جہالت یہ نہیں ہے کہ اسے حلال و حرام کا علم نہ ہو، جہالت یہ ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرے۔"

عکرمہؒ کہتے ہیں: "دنیا سب کی سب جہالت ہی ہے۔"

حسن بصریؒ سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا: "یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے فائدہ اور نقصان کا علم نہیں"۔ پوچھا گیا: "اگر انہیں علم ہو تو؟" انہوں نے کہا: "تو اسے چھوڑ دیں۔ یہی تو جہالت ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم خدا خوفی کا نام ہے

اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے :

﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ (فاطر : ۲۸)

"اللہ سے صرف اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔"

جو شخص بھی اللہ سے ڈرتا ہے' اس کا حکم مانتا ہے اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کرتا ہے وہ عالم ہے۔ جس طرح ارشاد ہے :

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِداً وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ (الزمر : ۹)

"بھلا جو شخص رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عاجزی کرتا ہے اور آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے' کہہ دیجئے کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے؟"

ایک آدمی نے امام شعبی سے کہا "اے عالم صاحب" انہوں نے جواباً کہا:

"صحیح عالم تو وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔"

﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی اللہ سے ڈرے وہ عالم ہے کیونکہ اس سے صرف عالم ہی ڈرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم وہی ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ جس طرح کہ سلف نے فرمایا ہے۔

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عالم ہونے کے لیے خوفِ خدا کافی ہے اور جہالت کے لیے انسان کا دھوکے میں پڑے رہنا کافی ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کے کلام میں حصرو طرفہ ہوتا ہے۔ پہلی چیز کا دوسری میں محصور ہونا تو عام معروف ہے' البتہ دوسری چیز کے پہلی میں محصور ہونے کی مثال یہ فرمانِ الٰہی ہے :

﴿ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ﴾

(یٰسٓ : ۱۱)

"آپ تو صرف اسی کو تنبیہہ کرتے ہیں جو ذکر کی پیروی کرتا ہے اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا ہے۔"

اور فرمانِ الٰہی :

﴿ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴾ (النّٰزعٰت : ۴۵)

"آپ تو صرف اسی کو تنبیہہ کرتے ہیں جو اُس سے ڈرتا ہے۔"

اور فرمانِ الٰہی :

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ... ﴾ (السّجدۃ : ۱۵'۱۶)

"ہماری آیتوں پر صرف وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں جب ان کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں..."

اور پھر یہ بات بھی ہے کہ اس نے علماء کے لیے خشیت کا اثبات کیا ہے اور دوسروں سے اس کی نفی کی ہے اور یہ استثناء کی طرح ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک نفی میں سے استثناء اثبات ہوتا ہے' جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معبود نہیں)۔ اور فرمانِ الٰہی ﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی﴾ (الانبیاء : ۲۸) "اور وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اُس کی جس پر اللہ راضی ہو"۔ اور فرمانِ الٰہی : ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ (سبا : ۲۳) "اُس کے ہاں شفاعت فائدہ نہیں دیتی مگر جس کیلئے وہ اجازت دے دے"۔ اور فرمایا : ﴿وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا﴾ (الفرقان : ۳۳) "اور وہ آپ کے پاس کوئی مثال نہیں لاتے مگر ہم حق لے آتے ہیں اور اس سے بہتر وضاحت لے آتے ہیں۔"

بعض علماء کہتے ہیں مستثنٰی مسکوت عنہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے مذکورہ حکم ثابت نہیں ہوتا' نہ اس حکم کی نفی ہوتی ہے۔ صیغۂ حصر میں بدرجۂ اولٰی ان کا یہی قول ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے غیر علماء سے خشیت کی نفی کی ہے اور علماء کے لیے خشیت کا اثبات نہیں کیا۔

صحیح قول جمہور علماء کا ہی ہے۔ اس کی مثال یہ فرمانِ الٰہی ہے :

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ...﴾ (الاعراف : ۳۳)

"کہہ دیجئے میرے رب نے تو تمام ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کے کام حرام کردیئے ہیں اور گناہ اور ناحق زیادتی بھی..."

اس آیت میں مذکور اعمال کو چھوڑ کر باقی اعمال سے تحریم کی نفی کی ہے اور مذکورہ اعمال کے لیے تحریم کا اثبات کیا ہے۔ لیکن کیا یہ اثبات جنس کے لیے ہے یا ہر فرد کے لیے؟ جس طرح کہتے ہیں : حج تو مسلمان ہی کرتے ہیں' یا مسلمانوں کے سوا کوئی حج نہیں کرتا۔ یعنی مستثنٰی کیا مقتضٰی ہے یا شرط؟ تو اس آیت میں اور اس جیسی دیگر آیات میں وہ مقتضٰی ہے۔ اس لیے وہ عام ہے۔ کیونکہ رسولوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن چیزوں سے ڈرایا ہے ان کا علم خوف کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ علم خشیت کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ سے نیکیاں کی جاتی ہیں اور برائیاں چھوڑی جاتی ہیں۔ اور ہر نافرمان جاہل ہے، مکمل علم سے محروم ہے۔ ان امور سے ثابت ہوا کہ برائیوں کی اصل بنیاد جہالت اور عدمِ علم ہے۔ جب بات یوں ہے تو عدمِ علم کوئی موجود شے نہیں، بلکہ وہ دوسری چیزوں کے عدم کی طرح ہے، مثلاً عدمِ قدرت، عدمِ سمع، عدمِ بصر وغیرہ۔

اور عدم کا کوئی فاعل نہیں ہوتا، نہ وہ کوئی شے ہوتی ہے۔ شے تو موجود ہی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے، اس لیے عدم محض کو اللہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔ البتہ بعض اوقات موجود کے ساتھ ملا کر ذکر کیا جاتا ہے۔ جب وہ اللہ کا علم نہیں رکھتا تو اس کی لاعلمی اسے نیکیوں کی ادائیگی اور برائیوں سے اجتناب کی دعوت نہیں دیتی۔

اور نفس انسانی فطری طور پر ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھرنے والا ہے، کیونکہ وہ زندہ ہے اور ارادہ اور ارادی حرکت زندگی کا لازمہ ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا ہے: "سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے"[(۲۰)] کیونکہ ہر آدمی حارث ہے یعنی عمل کرنے والا اور کمائی کرنے والا ہے اور ہر آدمی ہمام ہے، یعنی قصد کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے، چنانچہ وہ متحرک بالارادہ ہے۔

---

(۲۰) مکمل حدیث اس طرح ہے:

عن ابی وھب الجشمی رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((تَسَمَّوا بِاَسْمَاءِ الانبیاءِ، وَاَحَبُّ الاسماءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَاَصْدَقُھَا حَارِث وَھمام، وَاَقْبَحُھَا حَرْب وَمُرَّۃ))

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب تغییر الاسماء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں آیا ہے : "دل کی مثال اُس پر کی سی ہے جو چٹیل میدان میں پڑا ہوا ہو۔ اور دل اس ہنڈیا سے بھی زیادہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے والا ہے جو پوری طرح اُبل رہی ہو"۔ (۲۱)

چونکہ ارادہ اور عمل زندگی کے بنیادی لوازم میں سے ہیں' تو جب اللہ انسان کو ہدایت دیتا ہے تو اسے فائدہ مند اور نقصان دہ امور کا علم دے دیتا ہے' چنانچہ وہ مفید کاموں کا ارادہ کرتا ہے' اور نقصان دہ کاموں سے اجتناب کرتا ہے۔

فصل ۲۱

انسانیت پر اللہ کا احسان

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اپنے فضل سے دو چیزیں عنایت فرمائی ہیں جو سعادت کی بنیاد ہیں۔

① فطرت پر تخلیق

ان دو امور میں سے ایک فطرت ہے کہ ہر پیدا ہونے والا فطرتِ سلیم پر پیدا ہوتا ہے' جس طرح کہ صحیحین میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ' فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ' اَوْ يُنَصِّرَانِهِ' اَوْ يُمَجِّسَانِهِ' كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ' هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟)) ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُو هُرَيْرَةَ: اِقْرَءُوا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾ . . . قَالَ

(۲۱) مسند احمد بن حنبل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالٰی : ﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ... ﴾

"ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح ایک مادہ جانور مکمل اعضاء والے بچہ کو جنم دیتی ہے۔ کیا اس میں کوئی کان کٹا ہوتا ہے؟"

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾

پوری آیت اِس طرح ہے :

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ ... ﴾

(الرُّوم : ۳۰)

"یک سُو ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا کر لیجیے۔ اللہ کی فطرت (اختیار کیجیے) جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ سیدھا دین ہے"۔ (۲۲)

صحیح مسلم میں حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : خَلَقْتُ عِبَادِىْ حُنَفَاءَ' فَاجْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ' وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ' وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُّشْرِكُوْا بِىْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا)) (۲۳)

---

(۲۲) صحیح البخاری' کتاب الجنائز' باب ۸۰ و ۹۳' و کتاب القدر' باب ۳۔ صحیح مسلم' کتاب القدر' ح ۲۲۔۲۵ ودیگر کتب حدیث۔

(۲۳) صحیح مسلم' کتاب الجنة' ح ۶۳۔ مسند احمد ۴/۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَیں نے اپنے بندوں کو یک سُو پیدا کیا۔ پھر ان کو شیطانوں نے بہکا دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے حلال کی تھیں اور انہیں حکم دیا کہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک کریں جن کے بارے میں مَیں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔"

نفس انسانی کو جب اپنی فطرت پر آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ اللہ کی الوہیت کا اقرار کرنے والا' اور اس سے محبّت رکھنے والا ہو جاتا ہے' وہ اُس ذات کی عبادت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ لیکن انسان اور جن شیطان جو جھوٹی باتیں ایک دوسرے کی طرف وحی کرتے ہیں اور اسے مزیّن کر کے پیش کرتے ہیں' یہ باتیں اسے خراب کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۚ قَالُوْا بَلٰى ۛ شَهِدْنَا ۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۤؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ۱۷۲'۱۷۳)

"جب تیرے رب نے بنی آدم سے 'ان کی پشتوں سے ان کی اولاد نکالی' اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا' (ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں' ہم گواہی دیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم کہنے لگو کہ ہم تو اس (عہد و پیمان) سے ناواقف تھے۔ یا کہو کہ ہم سے پہلے ہمارے آباء واجداد نے شرک کیا اور ہم ان کی اولاد تھے' کیا تُو ہمیں باطل پرستوں کے اعمال کی وجہ سے ہلاک کرے گا؟"

اِس آیت کی تفسیر کسی دوسرے مقام پر تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② اللہ کی طرف سے راہنمائی کا اہتمام

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عمومی راہنمائی عطا فرمائی ہے کہ ان میں فطری طور پر علم کے اسباب رکھ دیئے اور ان کی طرف کتابیں نازل کیں اور رسول بھیجے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○ ﴾ (العلق : ۱-۵)

"اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب عزت والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم دیا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔"

نیز فرمایا :

﴿ اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ○ ﴾

(الرَّحمٰن : ۱-۴)

"رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ انسان کو پیدا کیا۔ اسے بیان کرنا سکھایا۔"

نیز ارشاد فرمایا :

﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَی ○ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ○ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ○ ﴾ (الاعلیٰ : ۱-۳)

"اپنے بالاتر رب کے نام کی پاکیزگی بیان کر، جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک بنایا، اور جس نے اندازہ کیا پھر راہنمائی فرمائی۔"

اور فرمایا :

﴿ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ○ ﴾ (البلد : ۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور ہم نے اسے دو واضح چیزیں دکھادیں۔"

ہر انسان میں وہ چیز پائی جاتی ہے جس کا تقاضا حق کی معرفت اور حق سے محبّت ہے۔ اور رب تعالیٰ نے مختلف علوم کی طرف اس کی راہنمائی کی ہے' ان کے ذریعے وہ دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور اس کی فطرت میں اس کی محبّت رکھ دی ہے۔ لیکن بعض اوقات انسان اپنی جہالت اور غفلت کی وجہ سے ایسے علم سے اعراض کرتا ہے جس سے اس کو فائدہ ہوتا ہے اور اس کا ایسے علم کو نہ چاہنا اور طلب نہ کرنا عدمی امر ہے۔ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جا سکتی۔ پس اللہ کی طرف نہ انسان کے حق ناشناسی کی نسبت کی جا سکتی ہے نہ بھلائی کا ارادہ نہ کرنے کی نسبت کی جا سکتی ہے۔

نفس کی طبیعت

جس طرح پہلے بیان ہوا' ارادہ اور حرکت نفس کے لوازم ہیں' کیونکہ اسے طبعی حیات حاصل ہے' لیکن اس کی سعادت اور نجات کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اسے مکمل اور فائدہ مند حیات حاصل ہو' ورنہ اس کی طبعی حیات اس کے لیے باعث عذاب بن جائے گی' کہ نہ تو اس انداز سے زندہ ہے کہ اسے زندگی سے راحت حاصل ہو' نہ وہ مُردہ ہے کہ عذاب سے جان چھوٹ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى○ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى○ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى○ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى○ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى○ ﴾ (الاعلیٰ : ۹۔۱۳)

"پس نصیحت کیجئے اگر نصیحت سے فائدہ ہو' جو ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لے گا' اور بد نصیب اس نصیحت سے دُور رہے گا' جو بڑی آگ میں جلے گا' پھر وہ اُس میں نہ جیئے گا نہ مرے گا۔"

پس بدلہ عمل کی جنس سے ہی ملتا ہے۔ چونکہ وہ دنیا میں نفع بخش زندگی نہیں گزارتا تھا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا تھا' بلکہ اس کی زندگی چوپایوں کی زندگی کے قبیل سے تھی' نہ وہ مردہ تھا کہ اسے احساس ہی نہ ہو' نتیجتاً آخرت میں بھی وہ ایسا ہی ہو گا' کیونکہ حیات کا مقصود یہ ہے کہ وہ چیزیں حاصل ہوں جن سے زندہ کو نفع ولذّت حاصل ہوتی ہے۔ اور زندہ فرد کو راحت یا دُکھ کا پہنچنا لازمی ہے۔ جب اسے راحت ولذّت حاصل نہیں ہوگی تو وہ مقصودِ حیات سے محروم رہے گا۔ پس تکلیف مقصود بالذّات نہیں ہے۔ مثلاً ایک آدمی دنیا میں زندہ ہے اور اسے بڑے بڑے مرض لگے ہوئے ہیں جو اسے کسی چیز سے لطف اندوز نہیں ہونے دیتے' جس سے عام زندہ انسان لطف اندوز ہوتے ہیں' تو ایسا آدمی زندگی بھر موت کی تمنا کرتا رہتا ہے اور اسے موت نہیں آتی۔

چونکہ نفس کی طبیعت میں لازمی طور پر ارادہ وعمل کا وجود پایا جاتا ہے لہٰذا اگر وہ حق کو پہچان لے اور اسے پسند کرے' اس سے محبّت کرے اور اللہ کی عبادت کرے تو یہ اس پر اللہ کا احسان ہے۔ ورنہ خوامخواہ وہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود تلاش کر لے گا اور ایسے برے کاموں کا ارادہ کرے گا جن سے اسے نقصان ہو۔ تو یہ خوفناک انجام اس وجہ سے ہے کہ نہ اُس نے اللہ کو پہچانا' نہ اُس کی عبادت کی۔ اور یہ عدمی چیز ہے' جس کا تعلق کسی فاعل سے نہیں ہوتا۔ چونکہ نفس فطری طور پر کسی معبود کو چاہتا ہے لہٰذا اس نے غیر اللہ کی عبادت کی۔ یہ وہ شر ہے جس کی وجہ سے اسے عذاب ہوتا ہے اور یہ ہدایت نہ ملنے کی صورت میں اس کی فطرت کا تقاضا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے ''ارادہ'' کے بارے میں قدریہ کی غلطی

قدریہ ان سب امور کا اعتراف کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ کرنے والا بنا کر پیدا کیا ہے۔ لیکن وہ مخلوق کو صاحب ارادہ بالقوۃ مانتے ہیں۔ یعنی وہ اس قابل ہے کہ یا اِس چیز کا ارادہ کرے یا اُس کا۔ لیکن کسی خاص معین کا ارادہ کرنے والا ہونا' ان کے خیال میں یہ اللہ کی پیدا کردہ چیز نہیں ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ میں فاش غلطی کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کا خالق ہے۔ اور نفس کا کسی گناہ کا ارادہ کرنا اور اس کا ارتکاب کرنا' یہ بھی اللہ کے تخلیق کردہ امور میں سے ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ اسی نے نفس کو ٹھیک ٹھاک بنایا اور اسی نے نفس کو نیکی بدی کا الہام کیا۔

نبی ﷺ دعا میں فرمایا کرتے تھے :

((اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا' وَزَكِّهَا' اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا' اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلاَهَا)) (۲۴)

''اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ نصیب فرما اور اسے پاک فرما۔ تو اس کے لیے بہترین پاک فرمانے والا ہے' تُو اس کا مددگار اور آقا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہی نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو راہنما بنایا کہ اُس کے حکم سے لوگوں کی راہنمائی کرتے تھے۔ اسی نے فرعون اور اس کی آل کو جہنم کی طرف دعوت دینے والے لیڈر بنایا اور ان کی قیامت کے دن کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ لیکن اس کی نسبت مفرد طور پر اللہ کی طرف نہیں کی جاتی۔ ایک تو اس کی علّتِ غائیہ کی وجہ سے' دوسرے اس کے سبب اور علّتِ فاعلہ کی وجہ سے۔

---

(۲۴) صحیح مسلم' کتاب الذکر' ح ۷۳۔ سنن النسائی' کتاب الاستعاذۃ' باب ۱۳ و ۶۵۔ مسند احمد ۴/ ۳۷۱' ۶/ ۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علّتِ غائیہ کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ نے اسے کسی حکمت کی بناء پر پیدا کیا ہے۔ اس حکمت کی رو سے وہ خیر ہے' شر نہیں۔ اگرچہ نسبی طور پر اسے شر کہا جا سکتا ہے۔ اگر اسے مفرد طور پر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے تو اس سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس سے جہم کے مذہب کے مطابق عقیدہ مقصود ہے' یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ خالص شر پیدا کرتا ہے جس میں کسی کے لیے بھلائی نہیں ہوتی' نہ اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے نہ رحمت۔ احادیث و سُنّت اور عقلی دلائل کی روشنی میں یہ مذہب غلط ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ محمد ﷺ اور ان کی اُمّت خونریزی کرنے والے اور فساد پھیلانے والے ہیں' تو اس میں آنحضرت ﷺ کی مذمت ہوگی اور یہ بات غلط قرار دی جائے گی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے فی سبیل اللہ جہاد کرتے ہیں اور جو کوئی اس کام میں رکاوٹ بنے اسے قتل کر دیتے ہیں تو یہ بات سچی ہے اور اس میں ان کی تعریف ہوگی۔

جب یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ حکمت والا' رحمت کرنے والا ہے' اس نے ہر چیز کی تخلیق احسن انداز سے کی' وہ ارحم الراحمین ہے' وہ اتنا زیادہ رحیم ہے کہ ماں بھی اپنے بیٹے پر اتنی مہربان نہیں ہوتی' بھلائی سب کی سب اس کے ہاتھ میں ہے اور شر اس کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ خیر ہی ہوتا ہے' اس نے بعض حیوانات کے لیے جو تکلیف پیدا کی یا انسانوں کے بُرے اعمال پیدا کیے' ان میں بھی اس کی عظیم حکمت کارفرما ہے اور اس میں بہت بڑی نعمتیں ہیں' تو یہ بات درست ہوگی اور اس میں اللہ کی تعریف ہوگی۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ اللہ اس طرح کا شر پیدا کرتا ہے جس میں کسی قسم کی خیر نہیں ہوتی' نہ اس میں کسی کے لیے کوئی فائدہ ہوتا ہے' نہ اس شر کی تخلیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی حکمت یا رحمت ہوتی ہے' وہ لوگوں کو بغیر کسی گناہ کے عذاب دے دیتا ہے' تو یہ سب باتیں اللہ کی تعریف اور ثناء شمار نہیں کی جائیں گی بلکہ اس کے برعکس سمجھی جائیں گی۔

ایسے ہی لوگوں میں سے کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے ابلیس سے بڑھ کر ضرر رساں ہے۔ ان کے اس قول کی تردید دوسرے مقام پر کی گئی ہے اور ہم نے واضح کیا ہے کہ جہم اور ابلیس جیسی بُرائیوں کے پیدا کرنے میں بھی حکمت اور رحمت موجود ہے۔ اس میں جو حکمت ہماری سمجھ میں آ گئی ہے اس سے کہیں زیادہ وہ حکمت ہے جو ہمیں معلوم نہیں۔

برکتوں والا ہے اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے' سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے' سب سے بہتر مغفرت کرنے والا ہے' بدلہ کے دن کا مالک ہے' اکیلا بے نیاز' جو نہ کسی کا والد ہے نہ کسی کا بیٹا' نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ بندے اس کی حمد و ثناء کا حق ادا نہیں کر سکتے' وہ ویسا ہی ہے جس طرح اس نے اپنی ثناء خود فرمائی۔ اوّل و آخر وہی حمد کا مستحق ہے' فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے' اسی کی طرف سب لوگوں نے پلٹ کر جانا ہے۔ وہ بذاتہ حمد کا اور محبّت کا اور رضا جوئی کا مستحق ہے' اور بندوں پر احسان کی وجہ سے بھی حمد و محبّت کا مستحق ہے۔ بندوں پر وہ جو احسان کرتا ہے اس کی وجہ سے وہ حمد کا مستحق ہے' یہ حمد شکر ہے' اور خود اس کی ذات میں جو خوبیاں اور اوصاف ہیں ان کی وجہ سے وہ حمد کے لائق ہے اور یہ مطلق حمد ہے۔

اللہ کی ہر تخلیق مؤمنین کیلئے نعمت ہے

ہم نے دوسرے مقام پر کسی بزرگ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ مؤمن بندوں کے لیے ایک نعمت ہے' انہیں اس پر اللہ کی حمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی چاہیئے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور ہر مخلوق اللہ کی نشانی ہے۔ اس لیے سورۃ النجم کے آخر میں ارشاد ہوا ہے: ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ○﴾ (النجم: ۵۵) "تُو اپنے رب کی کس کس نعمت میں شک کر سکتا ہے؟"۔ اور سورۃ الرحمٰن میں فرمایا: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○﴾ (الرحمٰن: ۲۶) "زمین پر جو بھی ہے فنا ہونے والا ہے"۔ اس کے بعد فرمایا: ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○﴾ "تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے؟"۔ یعنی مذکورہ اشیاء میں کس نعمت کا انکار کرسکتے ہو؟ کیونکہ یہ سب تمہارے لیے احسان ہیں۔ اس لیے کہ یہ اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں اور اس نے تمہاری ضرورت کی اشیاء عطا فرمائی ہیں۔ زجاج اور ابن الجوزی نے یہ تشریح کی ہے۔ سورۃ الرحمٰن کے بارے میں علماء نے یہ باتیں بیان فرمائی ہیں۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی﴾ کی شرح میں علماء نے فرمایا: "یعنی تیرے رب کی جو نعمتیں اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے کس نعمت کے بارے میں شک کرتے ہو؟ بعض نے کہا: شک اور جھگڑا کرتے ہو۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا: یعنی تکذیب کرتے ہو۔

مَیں کہتا ہوں "تَتَمَارٰی" میں ضمنی طور پر "تُكَذِّبُ" کا معنی موجود ہے۔ اسی لیے اس کو باء کے ساتھ متعدی کیا ہے' کیونکہ تماری مِراء سے بابِ تفاعل ہے۔ عربی میں کہتے ہیں: تمارینا فی الھلال (ہم نے چاند ہونے میں شک کیا) اور کہتے ہیں "اَلْمِرَاءُ فِی الْقُرْآنِ كُفْرٌ" (قرآن میں مراء کفر ہے) یہاں یہ لفظ تکذیب اور شک کے معنی میں ہے۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ خطاب ان لوگوں سے ہے اس لیے "تَتَمَارٰی"۔ مطلب یہ کہ وہ شک کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہا "تمیرک" کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاعل دو افراد کے درمیان معاملہ ہوتا ہے (یعنی باہم اختلاف کرنا یا ایک دوسرے کی بات پر شک کرنا) علماء کہتے ہیں کہ خطاب انسان سے ہے۔ بعض نے کہا خطاب ولید بن مغیرہ سے ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ○ وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی ○ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ○ ﴾ (النّجم : ۳۶-۳۸)

"کیا اسے بتایا نہیں گیا جو کچھ موسیٰ کے صحیفوں میں ہے؟ اور ابراہیم کے صحیفوں میں' جس نے (احکام کی تعمیل کو) پورا پورا ادا کیا' کہ کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا؟"

پھر اس کی طرف التفات کیا اور کہا ﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی؟ ﴾ "تو اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلا سکتا ہے؟" جس طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ○ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ ﴾

(الرَّحمٰن : ۱۴-۱۶)

"اس نے انسان کو کنکر کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور اس نے جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس میں اس کا بندوں پر احسان ہے' جس پر اس کی حمد بطور شکر کی جاتی ہے اور اس میں کوئی حکمت بھی ہے جو اس نے رکھی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ مستحق ہے کہ اس کی حمد کی جائے' ایسی حمد جس کا وہ فی نفسہٖ مستحق ہے۔

لہٰذا تمام مخلوقات میں انسان کے لیے نعمت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ جس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو مخاطب کر کے فرمایا: ''تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟'' یہ اس لحاظ سے بھی نعمت ہے کہ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے ہدایت اور ایمان نصیب ہوتا ہے اور اس سے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ گویا کہ ہر مخلوق اللہ تعالیٰ پر بھی دلالت کرتی ہے اور اس کی وحدانیت' قدرت' علم' حکمت اور رحمت پر بھی دلالت کرتی ہے۔

وہ نشانیاں (اور معجزات) جو اللہ نے انبیاء کو دے کر مبعوث فرمایا اور ان سے ان کی تائید و نصرت فرمائی' اسی طرح ان کے دشمنوں کی ہلاکت جس طرح سورۃ النجم میں مذکور ہے:

﴿ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ○ وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ○ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ○ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ○ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ○ ﴾ (النّجم : ۵۰۔۵۴)

''اور اس نے پہلی قومِ عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی' پس باقی نہ چھوڑا' اور اس سے پہلے قومِ نوح کو بھی۔ بے شک وہی انتہائی ظالم و سرکش تھے۔ اور اُلٹائی ہوئی بستیوں کو دے مارا۔ پھر ان کو ڈھانپ لیا جس (عذاب) نے ڈھانپ لیا۔''

یہ سب چیزیں ثابت کرتی ہیں کہ پیغمبروں نے جو امر و نہی' وعد و وعید' خوشخبری اور تنبیہہ بیان فرمائی ہے وہ سب سچ ہے۔ اسی لیے اس کے متصل بعد فرمایا:

﴿ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ○ ﴾

''یہ بھی پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے۔''

ایک قول کے مطابق ڈرانے والے سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو بشیر اور نذیر کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے یاد فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا :

﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ ﴾ (الفتح : ۸)

"(اے نبی) ہم نے یقیناً آپ کو گواہی دینے والا' خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

نیز فرمایا :

﴿ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف : ۱۸۸)

"میں (محمد) تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔"

قرآن مجید کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ ﴾ (فُصِّلت : ۳ ' ۴)

"یہ کتاب ہے جس کی آیتیں الگ الگ (واضح) کی گئی ہیں' عربی قرآن ہے علم والے لوگوں کیلئے۔ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔"

قرآن اور پیغمبر آپس میں لازم و ملزوم ہیں اور آیت مبارکہ ﴿ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴾ میں دونوں مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ڈرانے والا اسی چیز سے ڈراتا ہے جس سے سابقہ رسولوں اور پہلی کتابوں نے ڈرایا ہے۔ "مِنَ النُّذُرِ" (ڈرانے والوں میں سے) کا مطلب ہے کہ ان کی جنس سے ہے' یعنی رسولوں میں سے ایک رسول ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مخلوقات اس لحاظ سے نعمت ہیں کہ ان سے ہدایت' ایمان' عبرت اور نصیحت حاصل ہوتی ہے' اور یہ افضل ترین نعمت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی نعمت افضل ترین نعمت ہے

پس سب سے افضل نعمت' ایمان کی نعمت ہے اور ہر مخلوق بھی نعمت ہے کیونکہ وہ ان "آیات" (نشانیوں) میں شامل ہے جس سے اس نعمت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ ﴾

(یوسف : ۱۱۱)

"ان کے قصہ میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔"

اور فرمایا :

﴿ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ ﴾ (ق : ۸)

"اپنی قدرت دکھلانے کے لیے' اور ہر رجوع کرنے والے بندے کو یاددہانی کرانے کے لیے۔"

انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں اگر وہ اچھے ہیں تو یہ واضح طور پر نعمت ہے۔ اگر وہ ناخوشگوار ہیں تو یہ بھی ایک نعمت ہے اس لحاظ سے کہ اس سے بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس پر صبر کرنے سے بندے کو ثواب ملتا ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ اس میں ایسی حکمت و رحمت پائی جاتی ہے جس سے ہم ناواقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

(البقرۃ : ۲۱۶)

---

(۲۵) صحیح مسلم' کتاب الزھد' ح ۶۴۔ مسند احمد ۴/۳۳۱ و ۳۳۲' ۶/۱۵ اور ۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو' اور ممکن ہے تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

حدیث میں ارشاد ہوا ہے :

((وَاللّٰهُ لَا يَقْضِي لِلْمُؤْمِنِ قَضَاءً إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ' فَكَانَ خَيْرًا لَهُ' وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ' فَكَانَ خَيْرًا لَهُ)) (۲۵)

"اللہ تعالیٰ مؤمن کے لیے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اگر اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے لہٰذا یہ اس کے لیے بہتر ہو جاتی ہے' اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔"

لہٰذا راحت اور مصیبت سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲۲

راحت و مصیبت پر شکر و صبر

راحت اور مصیبت دونوں نعمتوں پر بیک وقت صبر اور شکر دونوں ضروری ہیں۔ مصیبت کی نعمت میں صبر کی ضرورت تو واضح ہے۔ راحت کی نعمت میں اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا (اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت پر قائم رکھنا) ضروری ہے' کیونکہ راحت کی آزمائش مصیبت کی آزمائش سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے: "ہماری آزمائش مصیبت کے ساتھ ہوئی تو ہم نے صبر کر لیا' اور ہماری آزمائش راحت کے ساتھ ہوئی تو ہم صبر نہ کر سکے۔"

حدیث میں ہے :

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی)) (۲۶)

"اے اللہ! میں فقر کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور غنا کے فتنہ کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔"

فقر کی حالت میں بہت سے لوگ ٹھیک رہتے ہیں۔ خوشحالی کی حالت میں کم افراد صحیح رہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے اکثر مسکین لوگ ہوں گے' کیونکہ فقر کی آزمائش نسبتاً نرم ہے۔ اور دونوں میں صبر کی بھی ضرورت ہے اور شکر کی بھی۔ لیکن چونکہ خوشحالی میں ایک لذت ہوتی ہے اور مصیبت میں الم اور تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے خوشحالی میں شکر اور مصیبت میں صبر زیادہ مشہور ہو گیا ہے۔

---

(۲۶) صحیح البخاری' کتاب الدعوات' باب ۳۹ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶۔ صحیح مسلم' کتاب الذکر' ح ۴۸ و ۴۹ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ○ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ ﴾

(هُود : ۹۔۱۱)

"اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھائیں' پھر اس سے وہ چھین لیں تو وہ مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسے تنگی پہنچنے کے بعد ہم نعمت کا ذائقہ چکھائیں تو ضرور کہتا ہے: میرے دُکھ درد مجھ سے دور ہو گئے۔ اور وہ خوش ہونے والا فخر کرنے والا بن جاتا ہے۔ مگر جنہوں نے صبر کیا اور نیک کام کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔"

خوشحالی والے کو شکر کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور تکلیف والے کو صبر کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا شکر اور اس کا صبر واجب ہے' جس کے ترک سے وہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

البتہ نعمت والے کا صبر بعض اوقات مستحب ہوتا ہے' جب وہ زائد از ضرورت خواہشات سے صبر کرلے اور بعض اوقات واجب ہوتا ہے۔ لیکن اس کے شکر ادا کرنے کی وجہ سے' جو خود ایک نیکی ہے' اس کے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح صاحب مصیبت ہے کہ اس کے لیے بعض اوقات شکر مستحب ہوتا ہے' جب وہ شکر اس قسم کا ہو کہ وہ اس کی وجہ سے سابقین مقربین کا مقام حاصل کرلے۔ اور بعض اوقات شکر میں اس کی کوتاہی اس کے صبر کی وجہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف ہو جاتی ہے' کیونکہ صبر اور شکر کے اجتماع سے نفس کو دکھ اور لذت دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ وہ تکلیف پر صبر کرتا ہے اور نعمت پر شکر کرتا ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے اس کیفیت کا حصول مشکل ہوتا ہے۔ اور اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔

یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں' اگرچہ بہت سے لوگوں کو ابتداء میں نعمت کا احساس نہیں ہوتا' کیونکہ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اس کی طرف سے نعمت ہی ہوتی ہے۔

انسان کے گناہ

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہو گیا کہ انسان کے گناہ خود اس کی طرف سے سرزد ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود ـــــ اگر انسان کی عاقبت اچھی ہو ـــــ تو یہی گناہ اس کے لیے نعمت بن جاتے ہیں' اور دوسروں کے لیے بھی نعمت بن جاتے ہیں کیونکہ ان سے عبرت' ہدایت اور ایمان حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دعا کو بہترین دعاؤں میں شمار کیا گیا ہے: "اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ عِبْرَۃً لِغَیْرِیْ' وَلَا تَجْعَلْ اَحَدًا اَسْعَدَ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ مِنِّیْ" (اے اللہ مجھے دوسروں کے لیے عبرت نہ بنانا۔ اور مجھے تو نے جو علم دیا ہے اس کے ساتھ مجھ سے زیادہ کسی اور کو خوش قسمت نہ بنانا۔ یعنی میرے علم سے سب سے زیادہ فائدہ مجھ ہی کو حاصل ہو۔)

قرآن مجید میں یہ دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (یونس: ۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا دینا۔"

ایک اور دعا ہے :

﴿ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ... ﴾ (المُمتحنة : ۵)

"ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنانا..."

اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی ہے :

﴿ ...وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا ۝ ﴾ (الفرقان : ۷۴)

"...اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔"

یعنی جو کوئی ہماری پیروی کرے اس کے لیے ہمیں راہنما بنا دے اور ہمیں کسی کے لیے آزمائش نہ بنا کہ وہ ہماری وجہ سے گمراہ ہو جائے اور خوش قسمتی سے محروم ہو جائے۔

سورۃ الرحمٰن میں جو لفظ "آلاء" آیا ہے' لغت میں اس کا معنی نعمت ہے اور اس میں ضمنی طور پر قدرت کا مفہوم بھی شامل ہے۔

ابنِ قتیبہؒ کہتے ہیں : جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی نعمتیں گنوائی ہیں' اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلائی ہیں اور انہیں اپنی قدرت سے آگاہ کیا ہے' اس لیے ہر دو نعمتوں کے درمیان اس آیت کو ذکر کیا ہے' تاکہ ہر نعمت کی اچھی طرح سمجھ آجائے اور وہ اس نعمت کا اقرار کریں۔

امام حاکمؒ اور ترمذیؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورۃ الرحمٰن شروع سے آخر تک پڑھ کر سنائی۔ پھر فرمایا : کیا وجہ ہے کہ تم خاموش رہے؟ جِنّوں نے تم سے بہتر جواب دیا تھا۔ ان کے سامنے میں نے جب بھی یہ آیت پڑھی ﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ﴾ (اے انسانو اور جِنّو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کر سکتے ہو؟" تو انہوں نے کہا "لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ" (اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے' تیری ہی تعریف ہے۔)

قرآن سب کا سب اللہ کی نعمتوں کے ذریعے نصیحت پر مشتمل ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان نشانیوں کے ذریعے نصیحت کرتا ہے جو اس کی قدرت و ربوبیت کو ظاہر کرتی ہیں اور ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کرتا ہے جن میں اس کی نعمتوں اور بندوں پر اس کے احسانات کا بیان ہے۔ اور ان آیات کے ذریعے بھی نصیحت کرتا ہے جو اس کی حکمت کو واضح کرتی ہیں۔ اور یہ سب امور لازم وملزوم ہیں۔

جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اُس کی نعمت ہے اور اُس کی قدرت و حکمت کی دلیل بھی ہے۔ لیکن رزق کی نعمت' اور کھانے' پینے' پہننے اور رہائش کی نعمتیں سب کے سامنے واضح ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں سے استدلال کیا ہے۔ سورۃ النحل میں بھی یہی کیفیت ہے۔ اسی لیے قتادہؒ اور دیگر علماء نے اس سورت کو "سُوْرَةُ النِّعَم" (نعمتوں والی سورت) کہا ہے۔

"حمد" اور "شکر" میں فرق

اکثر حضرات کا کہنا ہے کہ: حمد اسباب کے لحاظ سے شکر کی نسبت عام ہے' کیونکہ حمد نعمت پر بھی ہوتی ہے اور غیر نعمت پر بھی جبکہ شکر صرف نعمت پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس شکر اپنی انواع کے لحاظ سے عام ہے کہ شکر دل سے بھی ہوتا ہے' زبان سے بھی اور ہاتھ سے بھی' جبکہ حمد صرف زبان سے ہوتی ہے۔

چونکہ ہر مخلوق میں نعمت کا پہلو پایا جاتا ہے اور حمد صرف نعمت پر ہوتی ہے لہٰذا ہر حال میں اللہ کی حمد ہے' کیونکہ اللہ بندے کے لیے جس حال کا بھی فیصلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے وہ بندے کے لیے نعمت ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کی سمجھ اسے نصیب ہوتی ہے جو مخلوقات میں موجود نعمتوں کا ادراک رکھتا ہے۔ جھمیہ اور جبریہ وغیرہ کو اس بات کی سمجھ نہیں آسکتی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی پیدا فرماتا ہے اس میں اس کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اس حکمت کے لحاظ سے اس مخلوق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے۔ جھمیہ اس سے بھی محروم ہیں۔

یہی حال قدریہ کا ہے جو کہتے ہیں کہ اس سے حکمت کا تعلق نہیں ہے' بلکہ ہر چیز میں مخلوق کا فائدہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کے ہاں صرف "شکر" ہی سب کچھ ہے' جب کہ جھمیہ کے ہاں "قدرت" ہی سب کچھ ہے۔ حالانکہ قدرت جب نعمت و حکمت سے خالی ہو تو اس سے حمد کا وصف ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ایسا کام کرنے پر قادر ہے جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے اور وہ اس کام کے ذریعے کسی کو نفع نہیں پہنچاتا' تو ایسے شخص کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔

اس طرح جہم کی پیروی کرنے والے فرقہ جھمیہ کے قول کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حمد کا مستحق نہیں۔ ان کے خیال میں اسے اقتدار تو حاصل ہے حمد نہیں۔ درحقیقت وہ اس کے حکومت واقتدار کی معرفت سے ہی قاصر ہیں۔

اسی طرح معتزلہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کو ایک نوع کی حمد تو حاصل ہے' لیکن اس کی حکومت واقتدار ناقص ہے' کیونکہ ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ جو کام کرنا چاہتا ہے بعض اوقات وہ نہیں ہوتا اور جو نہیں چاہتا وہ ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں جو اس کے دائرہ قدرت سے باہر ہوتے ہیں۔

اور سلف صالحین کا مذہب یہ ہے کہ اسے مکمل حمد اور مکمل اقتدار حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ اپنی حکمت کی وجہ سے بھی قابل تعریف ہے اور اپنی قدرت و رحمت کی وجہ سے بھی تعریف کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (آل عمران: ۱۸)

"اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' فرشتے اور علماء بھی گواہی دیتے ہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

لہٰذا اسے الوہیت میں وحدانیت حاصل ہے اور وہ عدل' غلبہ اور حکومت سے متصف ہے۔ سلف صالحین اور ان کے متبعین اللہ تعالیٰ کی ان چاروں صفات کا اقرار کرتے ہیں اور جو کوئی سُنّت کی معرفت سے قاصر رہتا ہے وہ اللہ کا حق مکمل طور پر ادا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔

جہمیہ جبریہ مذہب کا پیرو در حقیقت عدل' حکمت اور توحید الوہیت حتیٰ کہ توحید ربوبیت کا بھی انکار کرتا ہے' اور معتزلہ کے مذہب کا پیرو بھی صحیح طور پر نہ توحید الوہیت کو مانتا ہے' نہ حسنات و سیئات میں عدل کو' نہ غلبہ و قدرت کو' نہ حکمت کو' اگرچہ وہ کہے کہ میں حکمت کو مانتا ہوں' اور اس کا مفہوم کسی اور کی طرف راجع ہے۔ یہ کام حکمت نہیں ہو سکتا۔

چونکہ حمد صرف نعمت پر ہی واقع ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ وہ شکر کا اہم ترین جزو بلکہ شکر کی ابتداء ہے۔ حمد اگر نعمت اور حکمت پر ہو تو عملی شکر اللہ کی نعمت پر اور اس کی عبادت پر ہوتا ہے' اور عبادت اس کی الوہیت کی وجہ سے ہے' جو اس کی حکمت کو متضمن ہے۔ اس طرح سب امور شکر میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید نے شکر کو اس قدر اہمیت دی ہے جتنی خالی حمد کو نہیں دی' جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شکر کی ایک قسم کے طور پر مذکور ہو۔

اور حمد ـــــ یعنی زبانی شکر ـــــ کو ہر خطاب سے پہلے توحید کے ساتھ شروع کیا ہے۔ مثلاً سورۃ الفاتحہ میں شکر اور توحید ہے اور شرعی خطبوں میں شکر اور توحید لازمی ہیں۔ اور الباقیات الصالحات (باقی رہنے والی نیکیاں) دو قسم کی ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ میں شکر' تنزیہ اور تعظیم ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ میں توحید اور تکبیر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ﴾

(المُؤْمن : ٦٥)

"اس کو پکارو' اس کے لیے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔ تعریف سب اللہ رب العالمین ہی کی ہے۔"

اللہ کی طرف سے برائیوں کا مقدّر کرنا

کیا "حمد" ہر اس چیز پر ہو سکتی ہے جس سے کسی کی مدح ہو سکے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو؟ یا "حمد" کا لفظ صرف اختیاری امور پر بولا جا سکتا ہے جس طرح "ذم" کا لفظ بولا جاتا ہے؟ یہ ایک تفصیلی بحث کے لائق موضوع ہے جس کا یہ موقع نہیں۔

صحیح میں ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ' مِلْءَ السَّمَاءِ' وَمِلْءَ الْاَرْضِ' وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ' اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ' اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ' وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ' لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ' وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) (٢٧)

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لیے ہے‘ آسمان بھر‘ زمین بھر اور اس کے بعد جو تو چاہے اس کو بھرنے کے برابر۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق! بندہ جو (تعریفی کلمات) بھی کہے اے ان کے سب سے زیادہ حق رکھنے والے! اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں‘ جو کچھ تو عطا فرمائے اس کو کوئی روک نہیں سکتا‘ اور جسے تُو روک لے وہ کوئی عطا نہیں کر سکتا‘ اور کسی مقام و مرتبہ والے کو تیرے (غضب) سے (بچانے کے لیے) اس کا مقام و مرتبہ فائدہ نہیں دے سکتا۔“

اِس حدیث میں اسم تفضیل کے صیغہ سے لفظ ”اَحَقُّ“ (سب سے زیادہ حق رکھنے والا) وارد ہوا ہے۔

بعض کتابوں کے مصنفین نے اس حدیث میں غلطی کی ہے اور کہا ہے ((حَقٌّ مَا قَالَ الْعَبْدُ)) ”بندہ جو کچھ بھی کہے وہ حق ہے“۔ یہ رسول ﷺ کے فرمائے ہوئے الفاظ نہیں ہیں۔ نہ یہ بات ویسے ہی درست ہے‘ کیونکہ بندہ تو صحیح بات بھی کہتا ہے اور غلط بات بھی کہتا ہے‘ بلکہ حق صرف وہی ہے جو رب فرمائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ﴾ (صٓ : ۸۴) ”پس حق یہ ہے‘ اور مَیں صرف حق ہی کہا کرتا ہوں۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بندوں کی کہی ہوئی باتوں میں سے سب سے زیادہ حق اور سچی بات اللہ کی حمد ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر نماز میں اس حمد کو واجب قرار دیا ہے اور سورۃ الفاتحہ کی ابتدا اس سے کی ہے اور ہر خطبہ میں اور

---

(۲۷) صحیح مسلم‘ کتاب الصلاۃ‘ ح ۱۹۳ و ۲۰۶۔ سنن النسائی‘ کتاب التطبیق ۳۵۔ سنن الدارمی‘ کتاب الصلاۃ‘ باب ۷۱۔ مسند احمد ۸۷/۳‘ ۲۸۵/۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر اہم موقعہ پر اسے لازم قرار دیا ہے۔

حمد مذمت کی ضد ہے۔ حمد ممدوح کی خوبیوں پر اور اس سے محبّت کی وجہ سے کی جاتی ہے' مذمت کسی کی برائیوں کی وجہ سے' اور اس سے بغض و نفرت کی بناء پر کی جاتی ہے۔

جب یہ کہا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھلائی صادر فرماتا ہے اور وہ حکمت والا ہے' اپنے بندوں پر مہربان ہے' اپنے بندوں پر اتنی شفقت کرتا ہے جتنی کوئی ماں بھی اپنی اولاد پر نہیں کر سکتی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بندوں کو بھی اس سے محبّت کرنی چاہیئے اور اس کی حمد و تعریف کرنی چاہیئے۔

لیکن اس کے برعکس جب (جهمیہ جیسے گمراہ فرقوں کی طرح) یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جو خالص شر ہیں' ان میں نہ کوئی فائدہ ہے نہ رحمت کا کوئی پہلو نہ کوئی حکمت' بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے ارادہ کا مالک ہے جس سے وہ ایک جیسی چیزوں میں سے ایک کو ترجیح دے دیتا ہے' اس کے نزدیک رحم کرنے اور عذاب دینے میں کوئی فرق نہیں' اس کا ارادہ مخلوق پر احسان کے پہلو کو ترجیح نہیں دیتا بلکہ اس کے نزدیک بندوں کو نعمت دینے اور عذاب دینے میں کوئی فرق نہیں' اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی مخلوق کو محض شر اور عذاب کے لیے بھی پیدا کر دیتا ہے اور بغیر حکمت کے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے' تو گمراہ فرقوں کے اس قول کا یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ بندے اللہ تعالیٰ سے محبّت کریں اور اس کی تعریف کریں۔ بلکہ اس کے برعکس نتیجہ نکلے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بہت سے افراد اللہ تعالیٰ کی مذمت' طعن اور زبان درازی کی جسارت کرتے ہیں اور نظم و نثر میں یہ گندے خیالات پیش کرتے ہیں۔ ان کے بہت سے بڑے اور لیڈر بھی اپنے کلام میں ایسی باتیں کہہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں جن کا نتیجہ یہی نکلتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی زبان سے ایسی بات نہیں کہتا تو اس کا دل بہرحال اسی قسم کے جذبات سے پُر ہوتا ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ اس کے اظہار سے کوئی فائدہ نہیں یا وہ عام مسلمانوں کے خوف سے زبان بند رکھتا ہے۔

یہ لوگ اللہ کے خلاف ابلیس اور اس کے پیرو کاروں کے حق میں دلیلیں قائم کرتے ہیں اور رب کو ظالم قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف اس کے برعکس اس طرح بیان کیا ہے:

﴿ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

(الزُّخرف: ۷۶)

"ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی ظالم تھے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ... ﴾ (ھود: ۱۰۱)

"ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ ﴾ (فُصِّلت: ۴۶)

"اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کو کیسے ظالم قرار دیا جا سکتا ہے حالانکہ خود ان لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ یہ برتاؤ ہے کہ ان میں سے اگر کوئی دوسرے پر زیادتی کرے یا اس کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کرے تو وہ اس کی گرفت کرے گا' اسے سزا دے گا یا اس سے بدلہ لے گا۔ اور اس کے اس مواخذے کو حق اور انصاف ہی قرار دیا جائے گا بشرطیکہ وہ بدلہ لینے یا سزا دینے میں حد سے نہ بڑھ جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر زیادتی کرنے والا یہ عذر پیش کرے کہ میں نے جو غلطی کی ہے یہ میری قسمت میں لکھی ہوئی تھی لہٰذا اس میں میرا کوئی قصور نہیں تو اس کا عذر تمام اہل عقل کے نزدیک ناقابل قبول ہو گا۔

جب اہل عقل و فہم اس بات پر متفق ہیں کہ تقدیر کو دلیل بنا کر کسی مخلوق کی حق تلفی کرنا درست نہیں ہے تو اسی تقدیر کو دلیل بنا کر خالق کا حق ادا کرنے سے انکار کر دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ انصاف کرنے والا اور فیصلہ کرنے والا ہے جو ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی نیکی کرے تو اسے کئی گنا زیادہ بدلہ دیتا ہے اور اس کے علاوہ اپنے پاس سے مزید ثواب عنایت فرماتا ہے۔ اس نکتہ کی وضاحت دوسرے مقام پر کی جا چکی ہے۔

تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد: ((اَحَقَّ مَا قَالَ الْعَبْدُ)) یہ ثابت کرتا ہے کہ بندہ جو بھی باتیں کرتا ہے ان میں سب سے سچی اور برحق بات اللہ کی حمد و ثناء ہے اور ہر حال میں وہی حمد کا مستحق ہے کیونکہ وہ محض بھلائی اور احسان ہی کرتا ہے اور اس پر وہ حمد و شکر کا مستحق ہے' اگرچہ بندوں کو یہ بات سمجھ نہ بھی آئے۔

انسان کی تخلیق میں اللہ کی حکمت

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے نفس کو فطری طور پر حرکت کرنے والا بنایا' اور اس حرکت میں لازماً شر کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ اس میں اللہ کی عظیم حکمت اور رحمت پوشیدہ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اللہ نے نفس انسانی کو کسی اور ڈھنگ کا کیوں نہیں پیدا فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں وہ مخلوق انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہوتی اور اس سے وہ حکمت حاصل نہ ہوتی جو انسان کی تخلیق سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصود ہے۔ فرشتوں نے یہی سوال کیا تھا جب انہوں نے عرض کیا :

﴿... اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ﴾

(البقرۃ : ۳۰)

"(اے اللہ!) کیا تو زمین میں ایسی مخلوق بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خون بہائے؟"

جس بات کو فرشتے نہیں جان سکے اس کا علم کچھ انسانوں کو کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟

اور نفس انسانی کی خلقت اس انداز کی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ :

﴿ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ○ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ○ ﴾ (المعارج : ۱۹-۲۱)

"بے شک انسان تھڑولا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اسے برائی پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے والا بن جاتا ہے۔ اور جب اسے بھلائی حاصل ہوتی ہے تو روکنے والا (بخیل) بن جاتا ہے۔"

نیز فرمایا :

﴿ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ﴾ (الانبیاء : ۳۷)

"انسان جلد بازی کا بنا ہوا ہے۔"

یعنی نفس انسانی کی تخلیق اس انداز سے ہوئی ہے کہ اس میں مذکورہ صفات لازماً پائی جاتی ہیں اور اس میں اللہ کی حکمت ہے' لہٰذا یہ خیر اور رحمت ہے۔ اگر نسبی طور پر اس میں شر موجود ہے تو وہ ــــــ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ــــــ غایت اور انجام کے لحاظ سے ہے۔ علاوہ ازیں شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سبب کی جہت سے بات کی جائے تو انسان کے نفس میں یہ شر علم کی غیر موجودگی اور اُس ارادہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہے جو نفس کے لئے بہتر ہو۔ اس کی فطرت میں اللہ کی معرفت اور محبّت رکھی گئی ہے' اور اسے ایسے علوم واعمال کی طرف رہنمائی کی گئی ہے جو اس مقصد کے حصول کے لئے اس کی مدد کریں' اور یہ سب کچھ اللہ کا فضل واحسان ہے۔ لیکن گنہگار نفس کو جب اس کی تکمیل کے اسباب مہیا نہ ہوئے بلکہ شیاطین جن وانس نے اس کے لئے گناہوں کو مزیّن کرکے پیش کر دیا تو وہ ان کی طرف مائل ہو گیا اور غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھا۔ ان بُرائیوں کے ارتکاب کا سبب دو چیزیں ہیں۔ ایک تو اس کو فائدہ پہنچانے والے امور کا نہ ہونا' دوسرے ان لوگوں کی موجودگی جنھوں نے اسے اعمال کے غلط انتخاب پر آمادہ کیا ـــــ اور عدم کی اضافت اللہ کی طرف نہیں کی جاتی۔

ان کے بارے میں وہی سابقہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ نے ان کو کسی حکمت کی بناء پر پیدا کیا ہے۔ چونکہ عدمِ عمل اور عدمِ اصلاح ایک سبب ہے اور خالص شر جس میں خیر کا کوئی پہلو نہ ہو' وہ عدمِ محض ہے' اور عدم کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا' کیونکہ عدم "شے" نہیں ہے اور اللہ ہر "شے" کا خالق ہے' لہٰذا اس سے صادر ہونے والی بُرائی فی نفسہٖ اس کی ذات کے اعتبار سے اس کی ارادی حرکت کو مستلزم ہے جو اُس سے حاصل ہوتی ہے' اور اس سے ان بُرائیوں کی اصلاح کرنے والی کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔

اور بندہ جب یہ اعتراف کرے کہ اللہ ہی اس کے تمام افعال کا خالق ہے تو اس اعتراف کی دو صورتیں ہیں: اگر اس کے اعتراف میں یہ چیز شامل ہے کہ اللہ ہی اپنی قدرت اور مشیت کے نفوذ کی وجہ سے ہر چیز کا خالق ہے' اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ تعالیٰ کے کامل و اکمل کلمات کا اقرار ہے جن سے کسی نیک و بد کو مفر نہیں' اور اللہ کے حضور عجز و احتیاج کا اقرار ہے کہ اگر اللہ اسے ہدایت نہ دے تو وہ گمراہ ہو جائے گا' اگر اللہ اس کی توبہ قبول نہ کرے اور مغفرت نہ فرمائے تو وہ تباہ ہو جائے گا' تو اس صورت میں بندہ اللہ کی حکمت اور قدرت کے حضور جھک جاتا ہے۔ مؤمنوں کی کیفیت یہی ہوتی ہے جن پر اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے' انہیں ہدایت دیتا ہے اور انہیں اپنی اطاعت کی توفیق دیتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بندہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے خلاف دلیل کے طور پر اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرتے ہوئے اور اللہ کے امر و نہی سے جان چھڑانے کے لئے کہتا ہے۔ اس صورت میں یہ پہلے سے بھی بڑا گناہ بن جائے گا۔ یہ طریقہ شیطان کے پیروکاروں کا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے انہیں مزید شر حاصل ہوتا ہے۔ ہم سابقہ سطور میں بیان کر چکے ہیں کہ اللہ عزوجل فی نفسہ بھی قابل تعریف ہے اور مخلوق پر احسان کرنے کی وجہ سے بھی تعریف کا مستحق ہے۔ اس لئے وہ فی نفسہ بھی اس قابل ہے کہ اس سے محبّت کی جائے اور بندوں پر اس کے احسانات کی بناء پر بھی اس سے محبت کی جانی چاہیے۔ وہ حق رکھتا ہے کہ بندہ اس کے فیصلہ پر راضی رہے' کیونکہ اس کا فیصلہ سراسر انصاف ہے' اس کا ہر کام خیر اور عدل پر مبنی ہے' اور اس لئے بھی کہ وہ مؤمن کے لئے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اگر مؤمن کو راحت و نعمت حاصل ہوتی ہے تو وہ اللہ کا شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے' اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔

مؤمن اللہ کی قضاء اور تقدیر پر راضی رہتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ بذاتہٖ بھی حمد و ثناء کا مستحق ہے اور اس لئے بھی کہ وہ بندوں پر احسان کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیر بد

بعض افراد سوال کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

((لَا يَقْضِي اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِ قَضَاءً اِلَّا كَانَ خَيْرًا لَّهُ)) (۲۸)

"اللہ تعالیٰ بندے کے لئے جس چیز کا بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کے لئے بہتر ہی ہوتی ہے۔"

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کی قسمت میں برائیاں بھی لکھ دی ہیں جن کی وجہ سے بندے کو سزا ملتی ہے۔ یہ چیز کس طرح خیر اور بہتر ہو سکتی ہے؟ اس سوال کے دو جواب ہیں :

پہلا جواب تو یہ ہے کہ حدیث میں بندوں کے اعمال کا ذکر نہیں' بلکہ نعمتوں اور مصیبتوں کا ذکر ہے۔ جس طرح آیت مبارکہ میں ہے :

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ﴾ (النساء : ۷۹)

"تجھے جو بھی بھلائی حاصل ہو وہ اللہ کی طرف سے ہے' اور تجھے جو بھی برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔"

اسی لئے اس حدیث میں فرمایا : "اگر اسے بھلائی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے۔"

یعنی قضاء سے مراد راحت و مصیبت ہے' حدیث کے الفاظ کا ظاہری مفہوم یہی ہے اور اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ اعمال بھی اس میں داخل

---

(۲۸) حوالہ گزر چکا ہے۔ دیکھئے حاشیہ (۲۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) (۲۹)

"جسے اپنی نیکی اچھی لگے اور اپنی خطا اور غلطی بری لگے وہ مؤمن ہے"

جب اللہ اس کی قسمت میں اچھائی لکھ دیتا ہے تو اسے اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ اللہ کا شکر کرتا ہے اور جب اللہ اس کی قسمت میں بُرائی لکھ دیتا ہے تو یہ بُرائی اس وقت سزا کا مستحق بناتی ہے جب بندہ اس سے توبہ نہ کرے۔ اگر وہ توبہ کرلے تو یہ بُرائی نیکی میں بدل دی جاتی ہے اور بندہ اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کردیتا ہے جو اس کے لئے اس گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔ بندہ اس پر صبر کرتا ہے' لہٰذا وہ اس کے لئے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہوجاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے (متذکرہ بالا حدیث میں) یوں فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ مؤمن کے لئے جو فیصلہ کرتا ہے (یا مؤمن کی تقدیر میں جو کچھ لکھ دیتا ہے)" اور مؤمن وہ ہوتا ہے جو گناہ پر اصرار نہ کرے بلکہ توبہ کرلے۔ لہٰذا وہ گناہ نیکی بن جاتا ہے' جس طرح کئی آیات کا مفہوم اس مسئلہ کو ثابت کرتا ہے۔ مؤمن گناہ کرتا ہے اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ یعنی وہ اس گناہ سے توبہ و استغفار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس توبہ کی وجہ سے وہ جنتی بن جاتا ہے۔

مؤمن سے جب گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتا ہے' اللہ سے دعا اور استغفار کرتا ہے' اُسے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا محتاج ہے اور اللہ کے سوا کوئی گناہ نہیں

---

(۲۹) سنن الترمذی' کتاب الفتن' باب ۷۔ مسند احمد ۱۸/۱ و ۲۶' ۳/۴۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخش سکتا۔ لہٰذا مؤمن کو اس گناہ کے نتیجہ میں ایسی نیکیاں حاصل ہو جاتی ہیں جو دوسری صورت میں حاصل نہ ہوتیں۔ اس لحاظ سے یہ قضا بندے کے لئے خیر کا باعث ہو جاتی ہے۔

بات یہ ہے کہ بندہ جب بھی کوئی گناہ کرتا ہے' اس کے بعد اس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں: یا تو وہ توبہ کر لے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے۔ اس طرح وہ توبہ کرنے والوں میں شامل ہو جائے جن سے اللہ تعالیٰ محبّت فرماتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس پر کوئی مصیبت آئے تو وہ صبر کرے اور یہ مصیبت اس گناہ کا کفارہ بن جائے' اور صبر کی وجہ سے اس کے درجات بلند ہو جائیں۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میرا ذکر کرنے والے میرے ہم مجلس ہیں اور میرا شکر کرنے والے اہلِ زیارت ہیں' اور میری اطاعت کرنے والے میری طرف سے عزّت افزائی کے مستحق ہیں' اور میری نافرمانی کرنے والے جو ہیں ان کو میں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا۔ اگر وہ توبہ کرلیں تو میں ان کا حبیب ــــ یعنی ان سے محبّت رکھنے والا ــــ ہوں (کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبّت کرتا ہے) اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں۔ ان کو مصائب میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ ان کے گناہ ختم کردوں"۔

فرمانِ الٰہی ﴿مِنْ نَفْسِكَ﴾ میں نکات و فوائد

اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے: "تجھے جو بُرائی پہنچے وہ خود تیرے نفس کی طرف سے ہے" اس میں کئی فوائد ہیں: ایک یہ کہ بندے کو اپنے نفس کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مائل نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ شر اسی طرف سے آتا ہے' اور اگر لوگ اس سے بُرائی کریں تو ان کی مذمت و ملامت میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ان "سیئات" میں سے ہے جو مصیبت کے طور پر انسان کو پہنچتی ہیں اور مصیبت گناہ کی وجہ سے آتی ہے۔ لہٰذا گناہ کا احساس کرے اور اس پر اللہ سے معافی مانگے۔ اپنے نفس کے شر سے اور اپنی بد اعمالیوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے' اللہ سے اُس کی اطاعت کی توفیق مانگے۔ اس طرح اسے مکمل خیر حاصل ہو جائے گی اور وہ شر سے مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ سب سے مفید' سب سے عظیم اور سب سے پختہ دعا وہ ہے جو سورۃ الفاتحہ میں شامل ہے ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○﴾ "ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان کی راہ جن پر تُو نے انعام فرمایا' جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں"۔ اللہ تعالیٰ جب بندے کو یہ راستہ دکھا دیتا ہے تو نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے میں اس کی مدد فرماتا ہے۔ اس طرح اسے نہ دنیا میں شر پہنچتا ہے نہ آخرت میں۔

لیکن گناہ نفسِ انسانی کے لوازم میں سے ہے' لہٰذا انسان کو ہر لحظہ ہدایت و رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے' بلکہ اسے کھانے پینے سے بھی زیادہ رہنمائی اور ہدایت کی ضرورت ہے۔

وہ بات درست نہیں جو بعض مفسرین نے کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمن کو ہدایت دے تو دی ہے' اب ہدایت کا سوال کیوں کرے؟ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس دعا میں مراد ثابت قدمی یا مزید ہدایت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کا محتاج ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بتائے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیلی حالات میں یا روز مرہ کے معاملات کی تفصیل سے جو امور پیدا ہوتے ہیں ان میں وہ کیا کرے' اور وہ محتاج ہے کہ اللہ اسے اس کام کے انجام دینے کی نیت وارادہ نصیب فرمائے۔ اس لیے کہ محض اس کام کا علم ہونا کافی نہیں اگر اللہ تعالیٰ اسے اس علم پر عمل کرنے کا ارادہ نصیب نہ فرمائے۔ ورنہ علم تو اس کے خلاف حجت بن جائے گا اور وہ ہدایت یافتہ نہیں بنے گا۔ بندہ اس بات کا بھی محتاج ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس نیک راہ پر عمل کرنے کی قدرت عطا فرمائے۔ وہ صراطِ مستقیم کی ہدایت پانے والا اسی وقت بن سکتا ہے جب اسے یہ علم' یہ ارادہ اور یہ قدرت حاصل ہو۔

اس میں اتنی انواع واقسام کی حاجتیں داخل ہیں کہ ان کا شمار ہی ممکن نہیں۔ اسی لئے لوگوں کو ہر نماز میں اس دعا کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ انہیں اس چیز کی انتہائی ضرورت ہے۔ انہیں اس دعا سے زیادہ کسی چیز کی حاجت نہیں۔

اس دعاء کی قدر و منزلت کو کسی حد تک وہ آدمی سمجھ سکتا ہے جو اپنے نفس' اور جنّوں اور انسانوں کے نفوس کے حالات کو پرکھے ـــــ جنہیں یہ دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے ـــــ اور وہ دیکھے کہ نفس میں کس قدر ظلم اور جہل موجود ہے' جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں شقاوت ملتی ہے۔ تب اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے اس دعا کو خیر کے حصول اور شر سے بچاؤ کا ایک عظیم ترین سبب بنا دیا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات میں عبرت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس کسی کا قصہ بیان کیا ہے اس سے مقصود یہی ہے کہ ہم اس سے عبرت حاصل کریں' کیونکہ ہماری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتیاج و مصلحت کا تقاضا عبرت پذیری ہے۔

عبرت تب ہی حاصل ہوتی ہے جب ہم پہلی چیز پر دوسری کو قیاس کریں اور وہ دونوں چیزیں (پہلی اور دوسری چیز) باہم مشترک ہوں۔ پس اگر موجودہ لوگوں کے دلوں میں وہ کیفیات نہ ہوتیں جو سابقہ رسولوں کی تکذیب کرنے والے لوگوں ـــــ مثلاً فرعون اور اس سے پہلے افراد ـــــ کے دلوں میں پائی جاتی تھیں' تو کوئی ضرورت نہ تھی کہ ہم ان لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں جن سے ہم قطعاً مشابہت نہیں رکھتے' لیکن بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ :

﴿ مَا يُقَالُ لَكَ اِلاَّ مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ﴾

(فُصِّلَت : ۴۳)

"(اے نبی!) آپ سے وہی کچھ کہا جائے گا جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہا جا چکا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا :

﴿ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلاَّ قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ ﴾ (الذّٰريٰت : ۵۲)

"اسی طرح ان سے پہلے جو بھی رسول آیا' انہوں نے کہا جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔"

اور فرمایا :

﴿ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ (البقرة : ۱۱۸)

"اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی انہی کی بات جیسی بات کی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے دل باہم متشابہ ہیں۔"

نیز فرمایا :

﴿ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ﴾ (التَّوبة : ۳۰)

"یہ ان لوگوں کی بات سے مشابہت اختیار کر رہے ہیں، جنہوں نے پہلے کفر کیا تھا۔"

سابقہ اقوام کے طور طریقے

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

((لَتَسْلُكُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ)) قَالُوْا: اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ : ((فَمَنْ؟)) (۳۰)

"تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر اس طرح چلو گے جس طرح تیر کا ایک پر دوسرے کے برابر ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں گھس جائیں تو تم بھی گھس جاؤ گے"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہود ونصاریٰ کے طریقے؟ ارشاد ہوا: "اور کن کے؟"

نیز فرمایا :

((لَتَأْخُذَنَّ أُمَّتِي مَاخَذَ الْأُمَمِ قَبْلَهَا: شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ)) قِيلَ: . يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَارِس وَالرُّوْم؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟)) (۳۱)

"میری اُمّت پہلی اُمّت کے انداز اختیار کرے گی جس طرح بالشت

---

(۳۰) و (۳۱) صحيح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ۵۰، کتاب الاعتصام، باب ۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب العلم، ح ۶۔ ودیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالشت اور ہاتھ ہاتھ سے مشابہ ہوتا ہے"۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! (آپ کی مراد ہے) اہلِ فارس اور روم کے؟ فرمایا: "اور کن کے؟" یہ دونوں حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں۔

غزوۂ حنین کا ذکر ہے کہ مشرکین نے ایک درخت مقرر کر رکھا تھا جسے "ذاتِ انواط" کہتے تھے' اس پر اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اور اس کے سایہ میں بیٹھتے تھے کہ ان کے خیال میں اس طرح برکت حاصل ہوتی ہے۔ کسی نے کہہ دیا: "یا رسول اللہ! جس طرح ان کا یہ درخت ذاتِ انواط ہے اسی طرح ایک ذاتِ انواط ہمارے لئے بھی مقرر کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اکبر! تم نے تو ویسی ہی بات کی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: "ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جس طرح ان کفار کے معبود ہیں۔ یہی تو طور طریقے ہیں۔ تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طور طریقوں پر چلو گے"۔ (۳۲)

قرآن مجید نے واضح کیا ہے کہ بُرائیاں نفس سے سرزد ہوتی ہیں۔ اگرچہ یہ اللہ کی تقدیر سے ہوتی ہیں۔

سب سے بڑی بُرائی

سب سے بڑی بُرائی خالق کا انکار' اس کے ساتھ شرک اور نفس کی یہ خواہش کہ وہ اللہ کا شریک و ہمسر بن جائے یا اللہ کے سوا وہ خود معبود بن جائے ——— اور نفس کی دونوں خواہشیں بعض افراد نے پوری کی ہیں۔ فرعون نے یہ چاہا تھا کہ وہ معبود بن جائے اور اللہ کو چھوڑ کر اسے پوجا جائے۔ اُس نے کہا تھا:

(۳۲) سنن الترمذی' کتاب الفتن' باب ۱۸۔ مسند احمد ۵/ ۲۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿...مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۚ﴾ (القصص : ۳۸)

"میرے سوا کوئی تمہارا معبود میرے علم میں تو موجود نہیں۔"

اور اس نے یہ بھی کہا :

﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝﴾ (النّٰازعات : ۲۴)

"اس نے کہا: میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔"

اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا :

﴿لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝﴾

(الشّعراء : ۲۹)

"اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود اختیار کیا تو میں تجھے ضرور قیدیوں میں شامل کردوں گا۔"

اور فرعون کا یہ کردار بھی نقل کیا :

﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ﴾ (الزّخرف : ۵۴)

"اس نے اپنی قوم کو بے عقل اور بے قدر بنا دیا تو انہوں نے اس کی اطاعت کی۔"

ابلیس بھی یہی چاہتا ہے کہ اللہ کے سوا اُس کی عبادت و اطاعت کی جائے' بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسی کی عبادت و اطاعت کی جائے' اللہ کی عبادت نہ کی جائے' نہ اللہ کی اطاعت کی جائے۔ فرعون اور ابلیس میں موجود یہ کیفیت انتہائی درجہ کا ظلم و جہالت ہے۔

دوسرے انسانوں اور جِنّوں کے دلوں میں کچھ حصہ اِس کا' کچھ اُس کا موجود ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کی مدد نہ کرے اور اسے ہدایت نہ دے تو وہ جہاں تک ہو سکے اسی بیماری میں مبتلا ہونے کی کوشش کرتا ہے جس میں ابلیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرعون مبتلا ہوئے۔ کسی عارف کا قول ہے: ہر نفس میں فرعونیت ہوتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ فرعون کو اقتدار حاصل ہو گیا' اس نے اس کا اظہار کر دیا' دوسرے عاجز ہوتے ہیں اس لئے اظہار نہیں کر سکتے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اگر نظر عبرت سے اپنے اور دوسروں کے نفس کا مشاہدہ کرے اور ان کے حالات سنے' تو وہ دیکھ لے گا کہ ہر شخص کا نفس جہاں تک ممکن ہو یہی چاہتا ہے کہ اس کی بات مانی جائے اور اسے علو حاصل ہو۔

اقتدار اور برتری کی خواہش

نفس انسانی' حسب امکان برتری اور اقتدار کی محبّت سے بھرپور ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ان سے دوستی رکھتا ہے جو خواہش نفس میں اس کی موافقت کریں' اور ان سے دشمنی رکھتا ہے جو خواہش نفس میں اس کی مخالفت کریں۔ اس کی خواہش و مقصد ہی اس کا معبود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝﴾ (الفرقان: ۴۳)

"کیا آپ نے وہ شخص دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟ کیا تُو اس کا ذمہ دار بن سکتا ہے؟"

ان کے نزدیک لوگوں کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو تاتار وغیرہ کافر اور مشرک بادشاہوں کے نزدیک ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں "یار یا باغی" یعنی "دوست اور دشمن"۔ جو ان کی خواہشات نفس کے موافق ہو وہ ان کا دوست ہوتا ہے اگرچہ وہ کافر مشرک ہی ہو' اور جو ان کی خواہش نفس سے موافقت نہ رکھتا ہو وہ دشمن ہوتا ہے اگرچہ وہ اللہ کا متقی ولی ہو' اور یہی حال فرعون کا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسی کا حکم مانا جائے۔ البتہ اسے فرعون کی طرح اتنی طاقت حاصل نہیں ہوتی کہ الوہیت کا دعویٰ کر سکے اور خالق کا انکار کر سکے۔ یہ لوگ اگرچہ خالق کے وجود کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص آ کر انہیں اس بات کی دعوت دے کہ وہ اللہ کی عبادت و اطاعت کریں، جس سے ان کی اطاعت ترک ہوتی ہو، تو وہ ایسے شخص سے دشمنی رکھیں گے، جس طرح فرعون موسیٰ علیہ السلام کا دشمن بن گیا تھا۔

بہت سے لوگ جن میں کچھ عقل اور ایمان موجود ہوتا ہے وہ اس حد تک مطالبہ نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کے لئے اتنا ہی مطالبہ کرتے ہیں جس کو پورا کرنے کی گنجائش موجود ہو۔ اگر ایسا شخص مسلم ہے اور اس کی اطاعت کی جاتی ہے، تو وہ یہ مطالبہ کرے گا کہ اس کی ذاتی اغراض کے لئے اس کی اطاعت کی جائے اگرچہ اس میں اللہ کی نافرمانی اور گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی ناجائز خواہش پورا کرنے میں جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے وہ اس کو زیادہ پیارا اور معزز سمجھتا ہے بہ نسبت اس کے جو اللہ کی اطاعت کرے اور اس کی خواہش کی مخالفت کرے۔ یہ کیفیت فرعون اور رسولوں کے دوسرے نافرمانوں کی حالت کا ایک شعبہ ہے۔

اگر وہ عالم ـــــ یا استاد ہے ـــــ تو وہ اپنی تعظیم کرنے والوں سے زیادہ محبّت رکھے گا بہ نسبت اس کے جو اس کے ہم مرتبہ دوسرے عالم یا معلّم کی تعظیم کرے، اگرچہ دونوں عالم ایک ہی کتاب ـــــ مثلاً قرآن ـــــ پڑھتے ہوں یا ایک جیسی ہی عبادت کرتے ہوں اور وہ دونوں اس عبادت میں برابر ہوں، مثلاً دونوں نماز پنجگانہ کے پابند ہوں۔ تو ایسا شخص اپنی بات ماننے والے اور اپنی اقتداء کرنے والے اور اپنی تعظیم کرنے والے سے دوسروں کی نسبت زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبّت رکھتا ہے۔ اور بعض اوقات اپنے ہم مرتبہ شخص سے اور اس کی اقتداء کرنے والے سے محض حسد اور سرکشی کی بنیاد پر نفرت کرنے لگتا ہے۔ جس طرح یہود نے طرزِ عمل اختیار کیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور آنحضرت ﷺ نے اسی طرح کی تعلیمات کی دعوت دینا شروع کی جس طرح کی تعلیمات جناب موسیٰ علیہ السلام کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَاوَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ﴾

(البقرۃ : ۹۱)

”جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اُس چیز پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسی چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی‘ اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کا انکار کرتے ہیں‘ حالانکہ وہ حق ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہے یہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا :

﴿ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ ﴾ (البیّنۃ : ۴)

”جنہیں کتاب دی گئی تھی‘ انہوں نے اپنے پاس دلائل آجانے کے بعد ہی اختلاف کیا۔“

اور فرمایا :

﴿ وَمَا تَفَرَّقُوْآ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ﴾

(الشُّوریٰ : ۱۴)

”انہوں نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہوئے فرقہ بندی اختیار کی۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کا عمل فرعون کے عمل سے ملتا جلتا ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بھی ویسے ہی ارشادات فرمائے جیسے فرعون کے متعلق فرمائے تھے اور ان پر انتقام لینے والوں کو مسلط کر دیا۔ فرعون کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ (القصص : ۴)

”بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی' اور اس کے رہنے والوں کو مختلف حصوں میں بانٹ دیا۔ وہ ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کرنا چاہتا تھا' ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ یقیناً وہ فساد پھیلانے والوں میں سے تھا۔“

اور بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا :

﴿ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل : ۴)

”ہم نے بنی اسرائیل کے متعلق کتاب میں یہ فیصلہ کر دیا کہ تم ضرور دو بار زمین میں فساد کرو گے اور تم ضرور بہت زیادہ سرکشی کرو گے۔“

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ ﴾ (القصص : ۸۳)

”آخرت کا یہ گھر ہم ان لوگوں کے لئے بنا دیں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد نہیں چاہتے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ سب اس کی عبادت کریں' اس کو یاد کریں' اس کا شکر کریں۔ اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتابیں نازل کیں تاکہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور دین سب کا سب اللہ کا ہو جائے اور اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے۔ ہر رسول کو یہی کچھ دے کر مبعوث فرمایا۔

ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝ ﴾ (الانبیاء : ۲۵)

"ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میری عبادت کرو۔"

اور فرمایا :

﴿ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۚ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ۝ ﴾ (الزُّخرف : ۴۵)

"ہم نے آپ سے پہلے جو اپنے رسول بھیجے ہیں ان سے پوچھئے کیا ہم نے ان کے لئے رحمٰن کے علاوہ کوئی دوسرے معبود مقرر کئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے؟"

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اسی چیز کا حکم دیا تھا اور انہیں کہا تھا کہ اس مسئلہ میں اختلاف نہ کریں۔ فرمایا :

﴿ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ۝ ﴾

(الانبیاء : ۹۲)

"یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں' پس میری عبادت کرو۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا :

﴿ يَآاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ﴾ (المؤمنون : ۵۱ - ۵۳)

"اے رسولو! پاک چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کا علم رکھتا ہوں۔ اور یہ تمہاری اُمّت ہے ایک ہی اُمّت اور میں تمہارا رب ہوں' پس مجھ سے ڈرو۔ تو انہوں نے آپس میں اپنے دین کو الگ الگ ٹکڑے بنالیا۔ ہر گروہ اُس چیز پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔"

قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں : "یعنی تمہارا دین ایک ہی ہے اور تمہارا رب ایک ہی ہے اور شریعت مختلف ہے"۔ ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا : "یہ تمہاری اُمّت ہے ایک ہی اُمّت' اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا دین ایک ہی ہے"۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں : سعید بن جبیر' قتادہ اور عبدالرحمٰن بن زید سے اسی قسم کے قول مروی ہیں۔ حسن فرماتے ہیں : پہلے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اس چیز سے بچنا ہے اور یہ کام کرنا ہے۔ پھر فرمایا: "یہ تمہارا طریقہ ہے ایک ہی طریقہ"۔ عام مفسرین نے اسی طرح فرمایا ہے۔

"اُمّت" کا مطلب

"اُمت" کے معنی ہیں ملّت اور طریقہ ـــــ جس طرح کہ ارشاد ہے :

﴿ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝......مُّقْتَدُوْنَ ۝ ﴾ (الزّخرف : ۲۲' ۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلکہ ہم نے اپنے آباء کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نشانِ قدم پر ہدایت پاتے ہیں...... ہم ان کے نشانِ قدم کی پیروی کرتے ہیں۔"

یہاں "اُمت" کا لفظ راستہ اور طریقہ کے معنی میں آیا ہے۔ راستے کو "اِمام" بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ مسافر اس کی اقتداء کرتا ہے۔ اسی طرح مسافر اس کا قصد کرتا ہے۔ اور اُمَّۃ کا لفظ اَمَّ (قصد کرنا) سے ماخوذ ہے۔

"اُمَّۃ" کا مطلب "بھلائی کی تعلیم دینے والا" بھی ہوتا ہے کیونکہ لوگ اس کی اقتداء کرتے ہیں۔ جس طرح "امام" اس شخص کو کہتے ہیں جس کی لوگ اقتداء اور اتباع کریں۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے "امام" بنایا تھا اور ان کے متعلق فرمایا: ﴿كَانَ اُمَّةً﴾ (النّحل: ۱۲۰) "وہ ایک اُمت ـــ یعنی پیشوا ـــ تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو حکم دیا ہے کہ ان کی ملت اور ان کا دین ایک ہونا چاہیئے اور اس میں اختلاف نہ کریں' جس طرح صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّا مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ دِيْنُنَا وَاحِدٌ)) (۴۳) "ہم انبیاءِ کرام کا دین ایک ہی ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ﴾ (الشورٰی: ۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی وصیت اس نے نوح کو کی تھی' اور جسے ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے' اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی کہ:

---

(۴۳) امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو متفق علیہ قرار دیا ہے' لیکن ہمیں اس کی تخریج میں کامیابی نہیں ہوئی۔ (ناشر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کو قائم رکھو اور اس میں جدا جدا نہ ہو جاؤ۔"

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے تمام نبی اور رسول ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں' باہم اختلاف نہیں کرتے' حالانکہ ان کی شریعتیں مختلف ہیں۔

رسولوں کے مخلص پیرو کار

علماء' مشائخ' سرداروں اور بادشاہوں وغیرہ ایسے افراد جن کی اطاعت کی جاتی ہے' ان میں سے جو رسول کی اتباع کرنے والا ہوتا ہے' وہ خود کو ان احکام کا پابند سمجھتا ہے جن کا حکم انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا ہوتا ہے۔ وہ اسی چیز کی دعوت دیتا ہے جس کی دعوت انبیاء و رُسل علیہم السلام دیتے رہے ہیں۔ اسے ان لوگوں سے محبّت ہوتی ہے جو اس دین کی طرف آتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ ان امور سے محبّت رکھتا ہے' لہٰذا وہ اسی چیز سے محبّت کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے۔ فی الواقع اس کا مقصود یہی ہوتا ہے کہ عبادت محض اللہ کی ہی کی جائے اور اللہ کا دین مکمل طور پر غالب ہو جائے۔ لیکن جو شخص اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی اور شخص اس جیسا ہو جائے اور اسی کی طرح دعوت الی اللہ کا کام کرے تو یہ شخص دراصل خود مُطاع اور معبود بننا چاہتا ہے۔ جس قدر اس میں یہ کیفیت موجود ہو گی اسی قدر وہ فرعون اور اس قسم کے ہم نوا افراد سے مشابہ ہو گا۔

پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی اطاعت کی جائے تو اس کا حال فرعون کا سا ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ اس کی بھی اطاعت کی جائے یہ لوگوں سے اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا دوسرے شریک بنا لیں اور ان سے اللہ کی سی محبّت کرنے لگیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ عبادت صرف اسی کی ہو' دین صرف اسی کا ہو' محبّت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفرت صرف اسی کے لئے ہو' توکّل اسی پر کیا جائے اور مدد اسی سے مانگی جائے۔

یعنی رسولوں کی پیروی کرنے والا مؤمن لوگوں کو اسی کام کا حکم دیتا ہے جس کا حکم رسولوں نے دیا ہے۔ وہ یہ کہ دین اور اطاعت مکمل طور پر اللہ کی ہو نہ کہ اس کی اپنی۔ اگر کوئی دوسرا آدمی اس کام کی دعوت دیتا ہے تو یہ مؤمن اُس شخص سے محبّت کرتا ہے' اس کی مدد کرتا ہے اور اس کا مقصد حاصل ہونے پر خوش ہوتا ہے۔ یہ مؤمن جب لوگوں پر احسان کرتا ہے تو اس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اسے دوسروں پر احسان کرنے والا بنایا ہے' ان سے بُرائی کرنے والا نہیں بنایا۔ وہ جانتا ہے کہ اس کا عمل اللہ کی رضا کیلئے ہے اور اللہ کی توفیق سے ہے۔

یہ سب کچھ سورۃ الفاتحہ میں بیان کیا گیا ہے جیسے کہ ہم نے ذکر کیا' کہ تمام مخلوق کو اس سورت کی اس قدر ضرورت ہے کہ کسی اور چیز کی اتنی ضرورت نہیں۔ اسی لئے نماز میں تمام سورتوں کو چھوڑ کر صرف اسی سورت کا پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔ اس جیسی سورت نہ توراۃ میں نازل ہوئی' نہ انجیل میں' نہ زبور میں اور نہ قرآن میں۔ اس سورت میں یہ عظیم الفاظ موجود ہیں: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ ﴾ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔"

مؤمن کا عمل اللہ کے لئے اور اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے

مؤمن جانتا ہے کہ اس کا عمل اللہ کے لئے ہے کیونکہ وہ اسی کی عبادت کرتا ہے اور یہ کہ اللہ کی توفیق سے ہی ہے کیونکہ وہ اسی سے مدد مانگتا ہے۔ اس لئے وہ جس شخص پر احسان کرتا ہے اس سے بدلہ یا شکریہ کا مطالبہ نہیں کرتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے جو کچھ کیا ہو اللہ کے لئے کیا ہوتا ہے۔ جس طرح نیک لوگ کہتے ہیں :

﴿ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴾ (الدّهر : ۹)

"ہم تمہیں محض اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں' ہم تم سے نہ جزا چاہتے ہیں نہ شکریہ۔"

مؤمن جس سے نیکی کرتا ہے اسے احسان نہیں جتلاتا' نہ تنگ کرتا ہے' کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اصل احسان تو اللہ کا اس پر ہے کہ اس نے احسان کی توفیق دی۔ اللہ کا احسان اِس پر بھی ہے (جس نے دوسرے انسان سے نیکی کی) اور اُس پر بھی (جس پر دوسرے نے احسان کیا) احسان کرنے والے کا فرض ہے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اس کے لئے نیک کام آسان کر دیا۔ اور جس پر اس شخص نے احسان کیا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے ذریعے اس کو رزق' علم' فتح یا کوئی دوسری فائدہ کی چیز مہیّا فرما دی۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے شخص پر احسان کرتے ہیں اور ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اسے احسان جتلائیں گے' یا وہ جواب میں ان کی اطاعت یا تعظیم کرے گا یا کسی دوسرے انداز سے فائدہ پہنچائے گا اور بعض اوقات سچ مچ اسے احسان جتلانے لگتے ہیں اور اس پر کئے ہوئے احسان یاد دلانے لگتے ہیں۔ اس قسم کا احسان کرنے والا شخص حقیقت میں نہ اللہ کی عبادت کرتا ہے' نہ اس سے مدد مانگتا ہے' نہ وہ اللہ کے لئے عمل کرتا ہے۔ یہ ریا کار شخص ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احسان جتلانے والے اور ریا کاری کرنے والے کا صدقہ کالعدم قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ ﴾ (البقرة : ۲۶۴، ۲۶۵)

"اے مومنو! احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر اپنے صدقات کو باطل نہ کر لو، جیسے وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو اس کی مثال اُس پتھر کی مثال کی سی ہے جس پر مٹی تھی، اس پر زور کی بارش آئی اور اسے صاف پتھر بنا گئی۔ وہ اپنی کمائی میں سے کچھ بھی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور خود کو (راہِ حق پر) ثابت قدم رکھنے کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے بلند جگہ پر ایک باغ ہو، اسے بارش پہنچے، پس وہ دوگنا پھل لائے، اور اگر اسے بارش نہ پہنچے تو شبنم (کافی ہے) اور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔"

قتادہؒ کہتے ہیں: ﴿ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ کا معنی ہے دلوں سے ثواب کی نیت رکھتے ہوئے۔ شعبیؒ کہتے ہیں "یعنی دلوں میں یقین رکھتے ہوئے اور تصدیق کرتے ہوئے"۔ کلبیؒ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ ایک قول کے مطابق اس آیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مطلب یہ ہے: وہ دل کی خوشی سے صدقہ نکالتے ہیں' اللہ کے وعدہ کو سچ مانتے اور ثواب کا یقین رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہے اس کا فائدہ زیادہ ہے اس سے جو ان کے پاس موجود ہے۔

مصنف کہتا ہے: جب دینے والا اللہ سے ثواب کی امید رکھتا ہو اور اللہ کے وعدہ کے سچ ہونے پر یقین رکھتا ہو' تو وہ اللہ سے مانگتا ہے' اس سے نہیں جسے صدقہ دیا ہے' لہٰذا وہ احسان نہیں جتلاتا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی دوسرے کو کہتا ہے: "اپنے غلاموں کو یہ کھانا دے دو اور میں تمہیں اس کی قیمت دے دوں گا"۔ اور وہ غلاموں کو کھانا دے دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ غلاموں کو احسان نہیں جتلا سکتا۔ خصوصاً جب اسے یہ احساس ہو کہ اللہ کا اس پر احسان ہے کہ اس نے غلاموں کو کھانا کھلانے کی توفیق بخشی۔

فصل ۲۳
گناہ آزمائش ہے

نعمت اور مصیبت میں چھٹا فرق [۳۴] (جس کی وجہ سے نعمت کی نسبت اللہ کی طرف کی جاتی ہے اور مصیبت کی نسبت بندے کی طرف)

بندہ جن وجودی گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے ـــــ اگر انہیں اللہ کی تخلیق قرار دیا جائے ـــــ تو یہ بندے کے لئے سزا ہوتے ہیں' کیونکہ بندے نے وہ کام نہیں کئے جن کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو صرف اپنی

---

(۳۴) اس فرق کی بحث فصل ۱۰ (حسنات اور سیئات میں فرق) سے شروع ہوئی ہے۔ وہاں پہلا اور دوسرا فرق ذکر کیا گیا ہے' جبکہ تیسرا اور چوتھا فرق فصل ۱۲ میں بیان ہوا ہے اور پانچواں فرق فصل ۱۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور فطرت کی طرف اس کی رہنمائی کی ہے۔ جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا : ((كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ)) (۳۵) "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (الرُّوم : ۳۰)

"اور یک طرفہ ہو کر دین کیلئے اپنا چہرہ راست کر لیجئے۔ اللہ کی فطرت (اختیار کیجئے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں' یہی سیدھا دین ہے' لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔"

جب بندہ وہ کام نہیں کرتا جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا' جو اس کی فطرت میں رکھا گیا اور جس کا اسے حکم دیا گیا' یعنی ایک اللہ کی معرفت کا حصول اور صرف اسی کی عبادت' تب اسے اس کی سزا ملتی ہے کہ شیطان اس کے لئے شرک اور گناہوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور وہ ان کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا تھا :

﴿ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ ﴾ (بنی اسرائیل : ۶۳ ۔ ۶۵)

"اللہ نے کہا : جا' ان میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا تو جہنم تمہارا

---

(۳۵) حوالہ گزر چکا ہے' دیکھئے حاشیہ (۲۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورا پورا بدلہ ہے۔ ان میں سے جسے تو بہکا سکتا ہے اپنی آواز سے بہکا لے' ان کے خلاف اپنے سوار اور پیادے جمع کر لے' ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو جا اور ان سے وعدے کر لے۔ شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے وہ فریب ہی ہوتا ہے۔ بے شک میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں۔"

نیز فرمایا :

﴿ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ○ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ○ ﴾ (النحل : ۹۹' ۱۰۰)

"اس کو کوئی غلبہ حاصل نہیں ان پر جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔ اس کا غلبہ ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔"

مزید فرمایا :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ○ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ○ ﴾ (الاعراف : ۲۰۱' ۲۰۲)

"بیشک جو اللہ سے ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان کا کوئی وسوسہ پیش آتا ہے تو وہ (اللہ کو) یاد کرتے ہیں' اور فوراً وہ (حقیقت کو) دیکھنے لگتے ہیں۔ اور ان کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں اور کمی نہیں کرتے۔"

شیطانی غلبے کا علاج "اخلاص" ہے

اس سے واضح ہو گیا کہ اللہ کی خالص اطاعت شیطان کے تسلط سے محفوظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتی ہے اور شیطان کی دوستی سے بچاتی ہے۔ اس دوستی کا نتیجہ عذاب ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ﴾ (یوسف : ٢٤)

اسی طرح ہوا تا کہ ہم اس (یوسف علیہ السلام) سے بُرائی اور بے حیائی کو دُور ہٹا دیں۔ بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔"

جب انسان اپنے رب کی اطاعت میں اخلاص پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اخلاص اسے اس کے برعکس کام کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور شیطان بھی اسے خلافِ اخلاص کام میں مشغول نہیں کر سکتا۔ اور جب وہ اپنے رب کی اطاعت میں مخلص نہیں ہوتا اور وہ کام نہیں کرتا جن کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اور جو اس کی فطرت میں رکھے گئے ہیں' تو اسے سزا ملتی ہے' اور سزا کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ شیطان اس پر مسلّط ہو جاتا ہے۔ پھر وہ بُرائیوں کو سجا کر اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اس کے دل میں بُرائی کا ارادہ پیدا ہونا اس بات کی سزا ہوتا ہے کہ وہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔

اور انسان کا نیکی نہ کرنا وجودی شے نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے اللہ نے پیدا کیا ہے' بلکہ وہ عدمی شے ہے' لیکن اس کی سزا ملتی ہے' کیونکہ اس نے وہ کام نہیں کئے جن کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا اور جن کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ اس میں عدمی شے پر سزا کا وجود پایا جاتا ہے' لیکن یہ سزا گناہوں کے ارتکاب کی صورت میں ملتی ہے(٣٦) اسے جہنم وغیرہ کی وہ سزا نہیں ملتی جس کا مستحق وہ اُس وقت ہو گا جب کہ اس پر حجت قائم ہو چکی ہو۔

---

(٣٦) یعنی اس سے گناہوں کا سرزد ہونا اس کی کوتاہی کی سزا ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ماموربہٖ کام انجام نہ دینے سے سزا ہوتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں دو رائے ہیں :

اکثر حضرات کہتے ہیں کام نہ کرنے پر اسے سزا نہیں ملتی کیونکہ یہ عدمی شے ہے' سزا اسے ترک کی ملے گی اور ترک امرِ وجودی ہے۔

ابو ہاشم اور ان کے ہم خیال کہتے ہیں کہ اسے اس عدم پر بھی سزا ملے گی یعنی جہنم کی وہی سزا جو گناہوں کے ارتکاب پر ملتی ہے۔

اور ہم نے اس مسئلہ میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ ان دونوں کے درمیان کی صورت ہے' یعنی اللہ تعالیٰ اسے اس عدم (ماموربہ کام نہ کرنے) پر یہ سزا دیتا ہے کہ وہ شخص گناہوں کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ اسے جہنم وغیرہ کی سزا نہیں دیتا جب تک اس کی طرف رسول نہ بھیجے۔ جب وہ رسول کی حکم عدولی کرتا ہے تب وہ مکمل سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اسے پہلے جو سزا ملی تھی اس سے بچنا ممکن ہے' مثلاً اس طرح کہ وہ توبہ کر لے یا اس لئے کہ اس پر حجت قائم نہیں ہوئی۔ اس کی مثال اس بچے کی سی ہے جو کسی مفید کام میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ کسی ضرر رساں کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اسے نقصان تو پہنچے گا لیکن اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے۔ جب بالغ ہو جائے گا تب (گناہ کے ارتکاب پر) سزا پائے گا۔

پھر یہ بھی ممکن ہے کہ جن غلط کاموں کا وہ عادی ہو چکا ہے' وہ بالغ ہونے کے بعد گناہوں کے ارتکاب کے باعث بن جائیں۔ اور اسے سزا سکے گناہوں پر ہی ملے گی' لیکن معروف سزا کا مستحق وہ اسی وقت ہو گا جب اس پر حجت قائم ہو جائے۔ باقی اس کا غلط کاموں میں مشغول ہونا نیکیاں نہ کرنے کی سزا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں ہوتی

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ شر کی نسبت کسی لحاظ سے بھی اللہ کی طرف نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اگرچہ بندوں کے افعال کا خالق ہے' لیکن اس نے انسان کو کچھ نیکیوں کے لئے پیدا کیا ہے ــــ اور اس میں اس کا احسان اور رحمت کار فرما ہے' اور کچھ برائیوں کے لئے پیدا کیا ہے ــــ اور اس میں اللہ کی حکمت اور رحمت پوشیدہ ہے۔ اس کے باوجود یہ اللہ کی طرف سے ظلم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بالکل ظلم نہیں کیا' البتہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

اور بندوں کے اپنے آپ پر ظلم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو ان کا نیکیوں کو انجام نہ دینا' اور اس کی نسبت اللہ کی طرف نہیں ہوتی۔ دوسرے ان کا برائیوں کا ارتکاب کرنا۔ ان کے یہ عمل اللہ تعالیٰ نے نیک عمل ترک کرنے کی سزا کے طور پر پیدا کئے ہیں۔ حالانکہ انہیں نیکیاں انجام دینے کے لئے پیدا کیا گیا تھا اور انہیں ان کا حکم دیا گیا تھا۔ لہٰذا اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والی ہر نعمت اسی کا فضل ہے اور اس کی طرف سے آنے والی ہر سزا بالکل انصاف ہے۔

جو شخص قرآن مجید میں غور کرے گا اس کے لئے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ جب کفر اور معصیت کی تخلیق کا ذکر کرتا ہے تو عام طور پر اسے اس عمل کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام : ۱۲۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح پلیدی مسلّط کر دیتا ہے ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔"

نیز فرمایا :

﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ﴾ (الصّف : ۵)

"جب وہ کج رو ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔"

اور فرمایا :

﴿وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝﴾ (الّیل : ۸ ـ ۱۰)

"اور جس نے بخل کیا اور لاپروائی اختیار کی' اور بھلی بات کو جھٹلایا' تو ہم اسے تنگی تک پہنچا دیں گے۔"

اس قسم کی دیگر آیات میں بھی ایسے اعمال کا ذکر موجود ہے جو ان سے کسی ممنوع کام کے ارتکاب یا حکم کی عدم تعمیل کی سزا کے طور پر سرزد ہوئے۔

یہ کام ان سے ہوئے اور ان میں پیدا کئے گئے' کیونکہ انہوں نے وہ کام نہیں کئے تھے جن کے لئے انہیں پیدا کیا گیا۔ حرکت و ارادہ تو انسان کے لئے لازم ہے ہی۔ جب انہوں نے نیکیوں کی ادائیگی کے لئے حرکت نہیں کی' تو انہیں گناہوں کے ساتھ متحرک ہونے میں مبتلا کر دیا گیا۔ یہ اللہ کی طرف سے انصاف ہے کہ اس نے ایک چیز کو اسی جگہ رکھا جو اس چیز کے قابل تھی اور وہ جگہ دل ہے جو ہمیشہ کام کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ نیکی کا کام نہیں کرے گا تو اسے برائی کے کام میں مشغول کر دیا جائے گا' جس طرح کہ کہاوت ہے: اگر تم اپنے نفس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغول نہیں کرو گے تو وہ تمہیں مشغول کر دے گا۔

اس نکتہ کو اگر اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو اس سے تقدیر کا انکار کرنے والے قدریہ فرقہ کی تمام قیل و قال کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور جبریہ کے کلام کا بھی رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال اللہ کی مخلوق نہیں ہیں اور کہتے ہیں اگر اللہ ان افعال کا خالق ہے تو پھر ان کے ارتکاب پر بندے کو سزا دینا ظلم ہے۔ اور ان لوگوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ کافروں کے کفر اور معصیت کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور پھر انہیں ان کے ارتکاب کی سزا دیتا ہے' نہ اس کا کوئی سبب ہے نہ اس میں کوئی حکمت ہے۔

جب انہیں یہ بتایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان گناہوں میں مبتلا کیا اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور یہ سزا تھی کیونکہ انہوں نے مامور کام نہیں کیا تو اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

عربی میں "ظلم" کا لغوی معنی ہے "کسی کو اس کا پورا حق نہ دینا"۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا...﴾

(الکہف : ۳۳)

"دونوں باغ اپنا پھل دیتے تھے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتے تھے"

اس آیت میں لفظ "ظلم" کم کرنے کے معنی میں آیا ہے۔

ان میں سے بہت سے لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے بعض عمل ایسے بھی پیدا کیے ہیں جو بندے کے سابقہ اعمال کا بدلہ ہوتے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں: مطیع کی اطاعت اللہ نے پیدا کی ہے۔ گویا بنیادی طور پر وہ بندوں کے اعمال کی تخلیق کے مسئلہ میں اختلاف نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی گناہ کو ابتداءً پیدا نہیں کیا' بلکہ جزا کے طور پر پیدا کیا تھا۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت نہ ہو۔ یعنی اللہ ظالم نہیں ہے۔

گناہ کو بندہ واقع کرتا ہے

ہم کہتے ہیں: بندہ جو پہلا گناہ کرتا ہے' وہ اس کو واقع کرتا ہے' اللہ نہیں کرتا۔ پھر اس کا جو بدلہ ملتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا اختلاف خلق افعال کے مسئلہ میں اسی جہت سے ہے۔ اور جو بات ہم نے ذکر کی ہے وہ اس کی تائید کرتے ہیں' لیکن وہ کہتے ہیں کہ پہلے گناہ کا وجود بخشنے والا اللہ نہیں' بندہ ہے۔ اس طرح اس گناہ کا بدلہ ظلم نہیں رہتا۔

ہم نے جو موقف اختیار کیا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ ہر شے کا خالق ہے۔ جو شے بھی وجود میں آتی ہے وہ اس کی مشیت اور قدرت سے ہوتی ہے' لیکن وجودی گناہوں میں سے پہلا گناہ مخلوق ہے اور وہ سزا ہے بندہ کے اس کام کی عدم ادائیگی کی جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے اور اسے چاہیئے تھا کہ وہ یہ کام کرتا۔ اس عدم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ اور وہ "شے" بھی نہیں ہے کہ اسے "اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ" میں شامل کیا جائے۔ اور جن وجودی گناہوں کا ارتکاب کیا گیا ہے ان میں سے پہلا اس عدم ادائیگی پر اللہ کی طرف سے بندے کو سزا ہے اور دوسرے گناہ ممکن ہے اس کے کئے ہوئے گناہوں کی سزا ہوں اور ممکن ہے نیکی کی عدم ادائیگی کے تسلسل پر اللہ کی طرف سے سزا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک وہ خالصتاً اللہ کے لئے عمل نہیں کرتا اس وقت تک وہ شرک کا مرتکب رہتا ہے اور شیطان اس پر مسلط رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جسے ہدایت کے لئے خاص کر لیتا ہے اس کو شروع سے وہ کام کرنے کی توفیق دیتا ہے جس کیلئے اسے پیدا کیا' اور دوسرے کو یہ توفیق نہیں دیتا' تو یہ تخصیص اللہ کی طرف سے محض اس کے فضل اور رحمت کی بناء پر ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝ ﴾ (البقرۃ : ۱۰۵)

"اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

اس میں جو حکمت و رحمت ہے اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بعض بدنوں کو وہ قوت دی ہے جو دوسرے بدنوں کو نہیں دی۔ اس قوت کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اللہ کی حکمت کے مطابق بعض وجودی امراض وغیرہ لاحق ہو سکتے ہیں۔

اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لینے سے اس موضوع پر ذہن میں آنے والے شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔ واللہ أعلم!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲۴

عدمِ ایمان کی سزا

عدمِ ایمان پر سزا کا ذکر متعدد آیات میں ہے۔ مثلاً فرمایا :

﴿ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ (الانعام : ۱۱۱)

"ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے جس طرح پہلی بار وہ اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتے چھوڑ دیں گے۔"

اس سے پہلے یہ آیت ہے :

﴿ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ... ﴾ (الانعام : ۱۱۰، ۱۱۱)

"تمہیں کیا معلوم کہ جب اللہ کی نشانی آئے گی تو یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو اُلٹ دیں گے..."

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں کے الٹ جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے ایمان نہیں لائے تھے' اور یہ عدمِ ایمان ہے' جس کی سزا یہاں مذکور ہے۔

یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ چیز رسول کی طرف سے ایمان کی دعوت کے بعد ہوئی۔ انہوں نے ایمان ترک کیا اور رسول کی تکذیب کی اور یہ وجودی امور ہیں۔ لیکن عذاب کا موجب ان کا عدمِ ایمان ہے۔ اور مذکورہ چیزیں عذاب کی شرط ہیں' جس طرح رسول کا مبعوث ہونا عذاب کی شرط ہوتا ہے۔ ممکن ہے ایک شخص اس لئے ایمان نہیں لایا کہ وہ ایسے کاموں میں مشغول رہا جو فی نفسہ مباح ہیں۔ مثلاً کھانا پینا' خرید و فروخت' سفر وغیرہ اور اس قسم کی چیزیں سزا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحق نہیں بناتیں۔ لیکن یہ شخص ان چیزوں میں اس قدر مشغول ہوا کہ ایمان کی طرف توجّہ نہیں ہوئی حالانکہ ایمان لانا اس پر فرض تھا۔

بعض علماء اس طرح فرماتے ہیں: ایمان کی ضد ترکِ ایمان ہے' اور وہ وجودی چیز ہے' اس کی اور کوئی ضد نہیں۔ اس وجودی عمل ترکِ ایمان کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

فصل ۲۵

نعمتیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اور شر نفس کی طرف سے

ساتواں فرق : بھلائیوں اور برائیوں (بشمول اعمال اور جزائے اعمال) میں اس لحاظ سے کہ برائیاں نفس کی طرف منسوب ہوتی ہیں اور بھلائیاں اللہ کی طرف۔

وہ فرق یہ ہے کہ انسان کو جو برائیاں یعنی دنیا اور آخرت کی مصیبتیں آتی ہیں اس کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے گناہ۔ اور گناہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے۔ لہٰذا تمام برائیاں انسان کے نفس میں محصور ہیں۔ لیکن جو بھلائی اور نعمت انسان کو حاصل ہوتی ہے اس کے اسباب بے شمار ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کے فضل اور احسان کا نتیجہ ہے۔ یہ عمل کی وجہ سے بھی حاصل ہوتی ہیں اور بغیر عمل کے بھی۔ اور پھر اس کا عمل بھی اللہ کا انعام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عمل کے مطابق ہی ثواب نہیں دیتا بلکہ اسے بہت بڑھا دیتا ہے۔ بندہ ان اسباب کو شمار نہیں کر سکتا' لیکن وہ جانتا ہے کہ یہ اللہ کے فضل و احسان سے ہیں' لہٰذا ان کے بارے میں اس کی توجہ اللہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ وہ صرف اللہ سے امید رکھتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر توکل کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ سب کی سب نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں اور اس نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ نعمت ہے' جس طرح کہ تفصیل سے بیان ہو چکا۔ لہٰذا وہ شکر مطلق اور شکر عام کا مستحق ہے۔ کوئی اور اُس کا مستحق نہیں۔

شکر کی ایک صورت اس بھلائی کی جزا ہوتی ہے جو اللہ نے اس کے ہاتھوں انجام دلوائی۔ مثلاً والدین کا شکر اور کسی دوسرے محسن کا شکر کیونکہ ((مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللّٰهَ))(۳۷) "جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر نہیں کرتا"۔ لیکن مخلوق میں کسی کا احسان اور اس کا حق اتنا نہیں ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اللہ کی نافرمانی اختیار کرلی جائے یا اللہ کی نافرمانی کے کام میں بندے کی اطاعت کو شکر سمجھا جائے' کیونکہ اللہ نے اس قدر عظیم نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں اور مخلوق سے حاصل ہونے والی نعمت بھی دراصل اللہ ہی کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ...﴾ (النحل : ۵۳)

"تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔"

اور فرمایا :

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴾

(الجاثية : ۱۳)

"اور اُس نے ارض و سماوات میں موجود تمام چیزوں کو اپنی طرف سے تمہارے فائدے کے لئے مسخر (خدمت کے لئے مقرر) کر دیا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ اطاعت پر جو جزا دیتا ہے اور کفر و معصیت پر جو سزا دیتا ہے کوئی اور

---

(۳۷) سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب ۱۱۔ سنن الترمذی' کتاب البر' باب ۳۵۔ مزید برآں مسند احمد میں متعدد مقامات پر یہ حدیث موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویسی جزا و سزا نہیں دے سکتا۔

خالق کی نافرمانی کے کام میں مخلوق کی اطاعت نہیں

اس لئے خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ ﴾ (العنکبوت : ۸)

"ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اگر وہ تجھ سے پوری شدت سے یہ مطالبہ کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک بنا جس کے شریک ہونے کا تجھے علم نہیں، تو ان کی اطاعت نہ کر۔"

اور دوسری آیت میں فرمایا :

﴿ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ﴾ (لقمان : ۱۵)

"اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی کو شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کر اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کا ساتھ دے اور اس شخص کی راہ چل جو میری طرف رجوع کرے۔"

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ: فِي عُسْرِهِ وَيُسْرِهِ، وَمَنْشَطِهِ وَمَكْرَهِهِ، مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ))(۳۸)

"مسلمان مرد کا فرض ہے کہ وہ تنگی اور آسانی میں خوشی اور کراہت میں (امیر کا حکم) سنے اور مانے جب تک اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے پھر کوئی سمع وطاعت نہیں۔"

صحیحین میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ))(۳۹) "اطاعت تو بھلائی میں ہوتی ہے"۔ اور فرمایا: ((مَنْ اَمَرَكُمْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلاَ تُطِيْعُوْهُ))(۴۰) "جو کوئی تمہیں اللہ کی معصیت کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو"۔ اور فرمایا: ((لاَ طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ))(۴۱) "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔"

اس مسئلہ کی تفصیل کسی دوسرے مقام پر موجود ہے۔ یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جب بندے کو یقین ہو جائے کہ نعمتیں سب کی سب اللہ کی طرف سے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے، بھلائیاں وہی لاتا ہے، بُرائیاں اور مصائب وہی دُور کرتا ہے اور اس کی یہ شان ہے کہ:

﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلاَ مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا

---

(۳۸) صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ۴، کتاب الجهاد، باب ۱۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ح ۳۸۔ ودیگر کتب حدیث۔

(۳۹) صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ۴، کتاب المغازی، باب ۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ح ۳۹ و ۴۰۔ ودیگر کتب حدیث۔

(۴۰) سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب ۴۰۔ مسند احمد ۳/ ۶۸

(۴۱) صحیح البخاری، کتاب الاحاد، باب ۱۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ح ۳۹ ودیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ﴾ (فاطر : ۲)

"اللہ تعالیٰ لوگوں کو جو رحمت مہیا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے وہ روک لے اس کے بعد وہ رحمت کوئی اور دے نہیں سکتا۔"

تو اس یقین کے بعد وہ صرف خالق پر توکّل کرے گا' صرف اسی سے امید رکھے گا اور اسی سے دعا کرے گا۔ جب بندے کو سمجھ آجائے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر شکر کا مستحق ہے ــــ اور کوئی اور اس کا مستحق نہیں ــــ تو نیکیوں کے اللہ کی طرف سے ہونے کا علم اسے اللہ کا سچا شکر گزار اور سچا متوکل بنا دے گا۔

اگر کوئی کہے کہ بھلائیاں خود انسان کی طرف سے ہیں تو یہ بات غلط ہو گی' کیونکہ ان میں سے بہت سی بھلائیاں ایسی ہیں جن میں اس کے عمل کا کوئی حصہ نہیں اور جن بھلائیوں میں انسان کے عمل کو دخل حاصل ہے وہ بھی اللہ کا انعام ہیں۔ کیونکہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَا وَلَا مَنْجٰى مِنْهُ اِلَّا اِلَيْهِ "اللہ کی مدد کے بغیر نہ برائی سے بچاؤ ممکن ہے نہ نیکی کی طاقت۔ اور اس سے بھاگ کر پناہ یا نجات حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں' سوائے اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔"

جب بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ شر کے تمام اسباب اس کے نفس ہی میں ہیں تو وہ اس کا خیال رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اسے کس طرف سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے جو گناہ سرزد ہوئے ہوتے ہیں ان سے توبہ و استغفار کرتا ہے اور جو گناہ اس نے نہیں کئے ان سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ سے مدد اور پناہ کا طلبگار رہوتا ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے: "بندے کو اُمید صرف اپنے رب سے اور خوف صرف اپنے گناہ سے رکھنا چاہیئے۔"

یہ بات جہمیہ اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ہے' جو کہتے ہیں کہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ بغیر گناہ کے بھی سزا دے سکتا ہے اور کفار کے بچپن میں فوت ہو جانے والے بچوں کو بغیر کسی گناہ کے دائمی عذاب دے گا۔

یہ کہتے ہیں کہ بندے کو اللہ سے مطلقاً ڈرنا چاہیے 'خواہ کوئی گناہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ وہ خوفِ خدا کو شیر کے خوف سے اور اُس زبردست بادشاہ کے خوف سے تشبیہ دیتے ہیں جس کے افعال کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ وہ رعیت میں سے بے گناہ شخص پر بھی ناراض ہو سکتا ہے اور اسے سزا دے سکتا ہے۔

جب بندہ اللہ کے اس فرمان کو سچا مان لے ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "تجھے جو بُرائی پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے" تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جہمیہ وغیرہ کی یہ بات غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب اور سزا نہیں دیتا مگر اس کے گناہوں کی وجہ سے 'حتیٰ کہ بندے کو جو مصائب آتے ہیں وہ بھی سب اس کے گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر بزرگوں کا یہ فرمان پیچھے گزر چکا ہے کہ مسلمانوں کو جنگ اُحد کے دن جو غم اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ ان کے گناہوں کی وجہ سے تھا۔ ان میں سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ یہ خطاب کی تخصیص کا فائدہ ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ عام مخصوص ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنُ مِنْ وَصَبٍ وَلَا نَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) (۴۲)

---

(۴۲) صحیح البخاری' کتاب المرضٰی' باب ا۔ صحیح مسلم' کتاب البِر' ح ۵۲۔ ودیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلمان کو جو بھی مصیبت' تکلیف' فکر' غم پیش آتا ہے' حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چُبھ جاتا ہے تو اللہ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

فصل ۲۶

گناہوں کی بُرائی

آٹھواں فرق یہ ہے کہ بُرائی چونکہ نفس کی طرف سے ہوتی ہے اور بُرائی خبیث اور مذموم ہے' اس لئے مختلف آیات میں اسے خبیث کے وصف سے یاد کیا گیا ہے' مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ ﴾ (النّور : ۲۶)

"بُری چیزیں بُرے افراد کے لئے ہیں اور بُرے افراد بُری چیزوں کیلئے ہیں۔"

اکثر اہل علم نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے : یعنی بُرے اقوال بُرے لوگوں کے لئے ہیں۔ بعض نے فرمایا : بُرے اقوال و افعال بُرے لوگوں کے لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ ...ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً ... وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ... ﴾

(ابرٰهیم : ۲۴' ۲۶)

"...اللہ نے اچھے کلمہ کی مثال اس طرح بیان فرمائی ...اور بُری بات کی مثال اِس طرح ہے..."

نیز فرمایا :

﴿ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ ﴾

(فاطر : ۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کی طرف بلند ہوتے ہیں اچھے کلمات اور اچھا عمل اس کو بلند کرتا ہے۔"

اور اقوال و افعال کہنے والے اور کرنے والے کی صفت ہوتے ہیں۔

جب نفس برائی اور خباثت سے متصف ہو گا تو اس کا مقام وہی ہو گا جو اس سے مناسبت رکھتا ہو۔ جو کوئی یہ خواہش کرے کہ سانپ اور بچھو اس طرح انسانوں کے ساتھ رہیں جس طرح بلیاں رہتی ہیں تو یہ غلط خواہش ہو گی۔ اور اگر کوئی جھوٹ کے عادی کو لوگوں پر گواہ بنانا چاہے تو یہ درست نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر کوئی یہ چاہے کہ جاہل کو لوگوں کا استاد یا مفتی مقرر کر دے یا کسی نکمے بزدل کو لوگوں کے دفاع کا ذمہ دار بنا دے' یا کچھ نہ جاننے والے احمق کو انسانوں یا جانوروں کا انتظام کرنے کے لئے مقرر کر دے تو اس سے جہان میں خرابی ہی پیدا ہو گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ کام اتنا ہی ناممکن ہو جس قدر یہ کوشش کہ پتھر پانی کی سطح پر کشتی کی طرح تیرنے لگے یا ہوا کی طرح آسمان کی طرف بلند ہو جائے۔

اس طرح خبیث نفس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ پاک جنت میں رہے جس میں خبث اور خرابی کا وجود ہی نہیں۔ اس کا وہاں داخل ہونا یا تو ممکن ہی نہیں ہو گا یا خرابیوں کا باعث ہو گا۔ بلکہ اگر نفس میں ناپاکی اور خبث موجود ہے تو پہلے اسے پاک کیا جائے گا تاکہ وہ جنت میں رہائش کے قابل ہو سکے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا :

((إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا نَجَوْا مِنَ النَّارِ — أَيْ عَبَرُوا الصِّرَاطَ — وُقِفُوْا عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ' فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا' فَإِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا اُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ))

"مؤمن جب جہنم سے چھوٹ جائیں گے' یعنی پل صراط پار کر چکیں گے' تو انہیں جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام پر ٹھہرایا جائے گا۔ دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے پر جو زیادتیاں کی تھیں وہاں وہ ایک دوسرے سے بدلہ لے لیں گے۔ پھر جب وہ بالکل پاک صاف ہو جائیں گے تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔"

((يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ' فَيُحْبَسُونَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ' فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا' حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا: اُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ' فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ' لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا)) (۴۳)

"مؤمن جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے تو انہیں جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام پر ٹھہرایا جائے گا۔ دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے پر جو زیادتیاں کی تھیں وہاں وہ ایک دوسرے سے بدلہ لے لیں گے' حتیٰ کہ جب وہ بالکل پاک صاف ہو جائیں گے تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے' ہر شخص جنت میں اپنے گھر سے دنیا کے گھر سے بھی زیادہ واقف ہو گا۔"

---

(۴۳) صحیح البخاری' کتاب الرِّقاق' باب ۴۸' و کتاب المظالم' باب ۱۔ مسند احمد ۳/ ۱۳ او ۶۳ و ۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس حدیث میں لفظ ہے "هُذِّبُوا" یعنی انہیں پاک کیا جائے گا۔ اس لفظ کا لغوی معنی خالص کرنا ہے' جس طرح سونے کو کھوٹ سے صاف کر کے خالص کر لیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں مؤمن بھی اُس وقت جائیں گے جب وہ گناہوں کے باقی ماندہ اثرات سے پاک صاف ہو چکے ہوں گے۔ پھر اس شخص کا کیا حال ہو گا جس کے پاس اس قدر نیکیاں بھی نہ ہوں جن کی مدد سے وہ پُل صراط سے پار گزر سکے؟

جب تک سزا کا سبب (گناہ) موجود رہیں گے اس کی جزا (عذاب) بھی باقی رہے گی۔ اس کے برعکس نیکی اللہ حیّ و قیوم کا انعام و احسان ہے۔ چونکہ اس کا سبب دائمی ہے لہٰذا اس کا بدلہ (ثواب) بھی ہمیشہ رہے گا۔

جب انسان کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ بُرائی خود اس کی طرف سے ہے تو وہ اپنے اندر شر کی موجودگی میں مکمل سعادت کی طمع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اللہ کا یہ فرمان بالکل سچ ہے: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً يُّجْزَ بِهٖ﴾ (النِّساء: ۱۲۳) "جو بُرائی کرے گا اسے اس کا بدلہ ملے گا"۔ اور:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾ (الزِّلزال: ۷'۸)

"جو کوئی ایک ذرہ وزن کی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا' اور جو کوئی ایک ذرہ وزن کی بُرائی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔"

اسے معلوم ہے کہ رب حلم والا' رحم کرنے والا' انصاف کرنے والا ہے۔ اس کے افعال عدل و احسان کے قانون پر جاری ہیں۔ اس کی طرف سے ہر نعمت فضل ہے[۹] اور اس کی طرف سے ہر سزا انصاف ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَمِينُ اللّٰهِ مِلْأَىٰ، لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ، وَالْقِسْطُ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ))(۴۴)

"اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے' خرچ کرنے سے وہ کم نہیں ہوتا' وہ رات دن دیتا رہتا ہے۔ تم نے دیکھا کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے لے کر اب تک اس نے کتنا خرچ کیا ہے؟ اس کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ کم نہیں ہو گیا۔ انصاف کا ترازو اس کے دوسرے ہاتھ میں ہے' وہ پست اور بلند کرتا رہتا ہے"۔

ثواب و عذاب حکمت و انصاف کی بنیاد پر ہوتے ہیں

اس پر غور کرنے سے جہمیہ کے قول کی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ثواب و عذاب کا تعلق حکمت اور عدل سے نہیں' نہ اس کا تعلق ایک چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنے میں ہے۔ یعنی وہ رب کی صفات اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا ظالم اور بے سمجھ ہونا لازم آتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ خود یہ گواہی دے چکا ہے :

﴿... أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (آل عمران : ۱۸)

"... کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی (یہی گواہی دیتے ہیں کہ) وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے سوا کوئی

(۴۴) صحیح البخاری' تفسیر سورۃ ھود' باب ۲' و کتاب التوحید' باب ۱۹ و ۲۲۔ صحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب الحث علی النفقۃ' ح ۳۷۔ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معبود نہیں' وہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

اسی وجہ سے وہ کہتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ بُرائیوں کا ارتکاب کرنے والوں سے کیا سلوک کرے گا۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو معاف کردے' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سب کو عذاب دے دے' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی بھلائی بُرائی کا خیال کئے بغیر کسی کو عذاب دے دے اور کسی کو معاف کردے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بد ترین انسان کو معاف کردے اور نیک ترین انسان کی ایک چھوٹی سی غلطی معاف نہ کرے اور اس کی وجہ سے اسے عذاب میں مبتلا کردے۔

وہ کہتے ہیں: گناہ کسی طرح مٹ نہیں سکتا۔ نہ توبہ سے' نہ کسی بڑی نیکی سے' نہ کسی اور طریقے سے۔ بعض اوقات وہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں میں بھی فرق نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں: اس بات کا علم' کہ اللہ کسی شخص کے ساتھ کیا سلوک کرے گا' صرف اللہ اور رسول کے خبر دینے سے ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں: کتاب اللہ میں کفر کے علاوہ کسی گناہ کے متعلق یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اس کے مرتکب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کریں گے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ... ﴾

(النِّساء : ۳۱)

"اگر تم ان بڑے گناہوں سے پرہیز کرو گے جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہاری بُرائیاں معاف کردیں گے۔"

وہ لوگ اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ بڑے گناہوں سے مراد صرف کفر ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ... ﴾ (النِّساء : ۴۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔"

یہ تمام باتیں قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ نے بیان کی ہیں۔ یہ ان لوگوں کے اقوال ہیں جو تقدیر اور وعید کے مسئلہ میں جہم بن صفوان کا مسلک اختیار کرتے ہیں۔ ان کا مقصد قدر اور وعید کے مسئلوں میں معتزلہ سے بحث کرنا ہے۔

معتزلہ نے کہا کہ اللہ نے بندوں کے اعمال پیدا نہیں کئے' وہ ایسی چیزوں کا ارادہ کرتا ہے جو واقعہ نہیں ہوتیں' اور بعض اوقات وہ کچھ ہو جاتا ہے جو اللہ نے نہیں چاہا ہوتا۔ اس مسئلہ میں انہوں نے تقدیر کا انکار کرنے والوں کا طریقہ اختیار کیا ہے اور وعید کے مسئلہ میں خوارج کا قول اختیار کیا ہے کہ جو شخص جہنم میں داخل ہو گیا وہ اس سے نہیں نکلے گا' نہ شفاعت کے ساتھ نہ کسی اور طرح' بلکہ اس کا عذاب دائمی ہو گا۔ یعنی ان کے خیال میں کبیرہ گناہ کا مرتکب اور جس کے گناہ نیکیوں سے زیادہ ہوں گے' ان پر اللہ تعالیٰ کبھی رحم نہیں کرے گا بلکہ انہیں ہمیشہ جہنم میں رکھے گا۔ اس طرح انہوں نے تقدیر کے مسئلہ میں سُنّت متواترہ اور اجماعِ صحابہؓ کی مخالفت کی اور جہم نے ان دونوں مسئلوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی۔ اور ان لوگوں نے جہم کا مسلک اختیار کر لیا' حالانکہ وہ سُنّت اور حدیث کو ماننے کا اور سلف کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ایمان اور وعید کے مسئلہ میں جہم اور اس کے ساتھیوں جیسے غالی مرجئہ کا مسلک اختیار کیا۔

جہم اور اس کی بدعت

جہم کی دو قسم کی بدعتیں مشہور ہوئی ہیں (۴۵)۔ ان میں سے ایک کا تعلق

---

(۴۵) وہ دو بدعتیں یہ ہیں: اولاً صفاتِ الٰہی کا انکار' ثانیاً مسئلہ تقدیر اور ارجاء میں غلو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسماء و صفات سے ہے۔ اس نے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی میں انتہائی غلو سے کام لیا۔ ملحد باطنیوں اور فلسفیوں وغیرہ نے اس کی تائید کی۔ معتزلہ بھی صفات کی نفی میں اس کے ساتھ ہیں' اسماء کی نفی میں نہیں۔

کلابیہ اور ان کی موافقت کرنے والے سالمیہ اور کچھ فقہاء' محدثین اور صوفیہ وغیرہ نے اصل صفات کی نفی میں تو اس کی تائید نہیں کی البتہ اختیاری صفات کی نفی میں انہوں نے بھی وہی قول اختیار کرلیا۔

کرامیہ وغیرہ نے اس کے بنیادی مسئلہ میں جہم کی موافقت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ غیرمتناہی کا دوام ممتنع ہے' اور یہ بات بھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے یہ صفات رکھتا ہو کہ جب چاہے کلام کرے اور جب کسی کام کو کرنا چاہے تو اسے کرلے' کیونکہ ایسے حوادث کا وجود ناممکن ہے جن کا کوئی اوّل نہ ہو۔ اور مستقبل میں غیرمتناہی افعال و حرکات کی موجودگی کے انکار کی بنیاد پر اس نے جنت اور جہنم کے فنا ہو جانے کی بات کہی ہے۔

معتزلہ کے امام ابو ہُذیل نے اس میں اس کی موافقت کی' لیکن اس نے کہا کہ حرکات ختم ہو جائیں گی۔ لہٰذا صفات کے مسئلہ میں معتزلہ کی حیثیت جہمیوں کے مخنثوں کی سی ہے۔ اور کلابیہ فی الجملہ صفات کو مانتے ہیں' اسی طرح اشعریہ بھی' لیکن جس طرح ابو اسماعیل انصاری نے کہا تھا کہ جہمیہ تو مؤنث کی حیثیت رکھتے ہیں اور کلابیہ معتزلہ کے مخنث ہیں۔

بعض حضرات کا قول ہے کہ معتزلہ فلسفیوں کے مخنث ہیں۔ اشعری وغیرہ نے یہ اقوال ذکر کیے ہیں' کیونکہ اس قول کے قائل کو معلوم نہ تھا کہ ان سے پہلے جہم نے یہ اصول اختیار کیا تھا یا وہ بعض لحاظ سے مخنث ہیں' ورنہ فلسفیوں سے ان کا بہت سے مسائل میں اختلاف ہے۔ شہرستانی نے ان کے شیوخ کا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جو کچھ لیا ہے فلسفیوں سے لیا ہے کیونکہ شہرستانی صفات وغیرہ میں اشعریہ کے ساتھی معتزلہ سے مناظرہ کرتا ہے جب کہ ائمہ حدیث کا مناظرہ جہمیہ سے تھا۔ سلف کے ہاں نفی صفات میں وہی مشہور تھے۔ سلف صالحین صفات کی نفی کرنے والوں کو جہمیہ کہتے ہیں۔ سلف کے نزدیک ان کا دوسرے فرقوں سے یہی فرق ہے۔

معتزلہ اور جہمیہ کی ابتدا

معتزلہ کا امتیازی مسئلہ "منزلة بين المنزلتين" ہے (یعنی کبیرہ گناہوں کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا) یہ مسئلہ پہلے عمرو بن عبید نے شروع کیا تھا جب وہ اور اس کے ساتھی عام مسلمانوں سے الگ مجلس جماتے تھے۔ چنانچہ قتادہؒ اور دیگر علماء نے کہا: یہ معتزلہ (علیحدگی پسند) ہیں۔ یہ واقعہ حسن بصری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد دوسری صدی ہجری کے شروع کا ہے۔ جہمیہ فرقہ ان کے بعد پیدا ہوا۔

تقدیر کے مسئلہ میں امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں بعض لوگوں نے عام مسلمانوں سے الگ موقف اختیار کیا تھا۔ اسی لئے ان پر ابنِ عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ نے تنقید کی۔ اور ابن عباسؓ کی وفات ابن زبیرؓ سے پہلے ہوئی۔ اور ابن عمرؓ کی وفات ان کے بعد ہوئی۔ اس کے بعد ۷۰ھ سے کچھ سال بعد حجاج عراق کا گورنر ہوا۔ لوگ حجاز، شام اور عراق میں ان مسائل پر بحث کرتے تھے۔ یہ صورت حال شام اور عراق میں زیادہ تھی اور حجاز میں کم۔

پھر حسن بصریؒ کی وفات کے بعد معتزلہ پیدا ہوئے۔ انہوں نے "منزلةٌ بین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَنزِلَتَين" کا مسئلہ شروع کیا اور وعید کو ظاہری الفاظ کے ساتھ نافذ کرنے کی بات کی۔ یعنی اہل توحید گنہگار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور جو جہنم میں چلا گیا وہ اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔ یہ گناہ کے متعلق سخت موقف ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے تقدیر کا مسئلہ ملا لیا' کیونکہ گنہگاروں پر سختی کا مسئلہ اسی سے مکمل ہوتا ہے۔ اُس وقت انہوں نے صفاتِ الٰہی کا انکار شروع نہیں کیا تھا۔

جعد بن درہم کا ظہور

حتیٰ کہ جعد بن درہم منظر عام پر آیا' اور یہ صفاتِ الٰہی کا انکار کرنے والا پہلا شخص ہے۔ چنانچہ گورنر خالد بن عبداللہ قسری نے اس کی قربانی دے دی۔ اس نے عید کے خطبہ میں کہا: "اے لوگو! اپنے جانوروں کی قربانی دو' اللہ تمہاری قربانیاں قبول کرے۔ میں تو جعد بن درہم کو قربان کر رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا' اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے جعد کی ان باتوں سے"۔ یہ کہہ کر وہ منبر سے اترا اور جعد کو ذبح کر دیا۔ یہ واقعہ عراق میں پیش آیا۔ اس کے بعد مشرق میں ترمذ کے مقام پر جہم بن صفوان سامنے آیا۔ اور جہم کا مسلک یہیں سے شروع ہوا۔

اس وجہ سے مشرقی علاقوں کے علماء اور محدثین نے حجاز' شام اور عراق کے علماء سے زیادہ جہمیہ کی تردید کی ہے' مثلاً ابراہیم بن طہمان' خارجہ بن مصعب' عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ اسی طرح ان کی مذمت میں عبداللہ بن مبارک' ابن ماجشون' اوزاعی' حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء نے ارشادات فرمائے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبلؒ کے مصائب

معتزلہ کے اقوال کو زیادہ شہرت اس زمانہ میں حاصل ہوئی جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے اہل سُنّت کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ انہیں مامون کے دور میں زیادہ قوت و کثرت حاصل ہوئی۔ وہ کافی عرصہ خراسان میں ٹھہرا تھا اور ان سے ملاقاتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد ۲۱۸ھ میں طرسوس سے (جہاں وہ رومیوں کے خلاف جنگ کے سلسلہ میں مقیم تھا) علماء پر تشدد کے احکامات جاری کیے۔ اسی سال مامون فوت ہو گیا اور احمد بن حنبلؒ کو دوبارہ بغداد کی جیل میں بھیج دیا گیا۔ وہ ۲۲۰ھ تک جیل میں رہے۔ اس سال انہیں معتصم سے واسطہ پڑا اور کلامِ الٰہی کے صفت یا مخلوق ہونے کے مسئلہ پر ان لوگوں سے مناظرہ ہوا۔ جب امام احمد نے ان کے دلائل کا جواب دے دیا اور ثابت کر دیا کہ ان کی پیش کردہ کسی دلیل سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا اور واضح کر دیا کہ لوگوں پر ان کا تشدد اور زبردستی اپنے موقف کی تائید کروانا جہل اور ظلم ہے تو معتصم نے امام کو رہا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن کسی مشیر نے اسے یہ مشورہ دے دیا کہ مصلحت اس میں ہے کہ امام کو جسمانی سزا دی جائے تاکہ خلافت کا وقار دوبارہ پامال نہ ہو۔ جب انہوں نے امام کو مار پیٹ کی تو عوام میں وہ رُسوا ہو کر رہ گئے' انہیں خطرہ ہوا کہ کوئی اور فتنہ کھڑا نہ ہو جائے' چنانچہ انہوں نے امامؒ کو آزاد کر دیا۔

خلقِ قرآن کے قائل

احمد بن ابی دُوَاد نے امام احمد بن حنبلؒ کے مقابلہ کے لئے تمام فرقوں میں سے صفاتِ الٰہی کے منکر اور خلقِ قرآن کے قائل افراد کو جمع کر لیا تھا۔ مثلاً ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن غوث' حسین نجار کے متبع فرقہ نجاریہ کے اکابر میں سے تھا۔ علمائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ سُنّت مثلاً عبداللہ بن مبارک ؒ' احمد بن اسحٰق ؒ اور امام بخاری ؒ وغیرہ ان سب کو جہمیہ کہہ دیتے ہیں اور متاخرین حنابلہ اور دیگر حضرات میں سے بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل ؒ کے مخالف سب معتزلہ تھے۔ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ بشر بن غیاث مریسی اور ابنِ ابی دُوَاد وغیرہ معتزلہ تھے' حالانکہ بشر' امام احمد بن حنبل ؒ کے ابتلاء سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ دراصل معتزلہ خلق قرآن کے قائل فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ جہم کے پیرو کار جہمیہ' حسین نجار کے ہم خیال نجاریہ' ضرار بن عمرو کے اتباع ضراریہ اور یہ معتزلہ سب خلق قرآن کے قائل فرقے ہیں۔ اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کا یہ مقام نہیں۔

مقصودِ کلام یہ ہے کہ جہم سے دو قسم کی بدعتیں مشہور ہوئیں۔ ایک صفاتِ الٰہی کا انکار' دوسرے قدر و ارجاء کے مسائل میں غلو۔ اس نے محض دل کی معرفت ہی کو ایمان قرار دیا اور بندوں کو فعل و قدرت سے محروم قرار دیا۔ اس مسئلہ میں معتزلہ نے ان سے اختلاف میں حد سے زیادہ غلو کیا۔

اشعری کا موقف

اشعری اصل مسئلہ میں تو جہم کی تائید کرتا ہے' لیکن بعض لفظی اختلافات رکھتا ہے' جبکہ جہم تو کسی بھی صفت کا اقرار نہیں کرتا' نہ ارادہ کا' نہ کسی اور صفت کا۔ وہ جب کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اطاعت کو پسند کرتا ہے اور معصیت کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے نزدیک پسند سے مراد ثواب اور ناپسند سے مراد عذاب ہوتا ہے۔

اور اشعری "ارادہ" اور اس طرح کی دوسری صفات کو مانتا ہے۔ تب اسے حقیقت ارادہ پر بات کرنا پڑتی ہے کہ کیا "ارادہ" سے مراد یہ ہے کہ اللہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال سے محبّت رکھتا ہے یا یہ مراد نہیں؟ اور کیا اللہ تعالیٰ معصیت سے بھی محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس نے کہا کہ بندوں کے گناہ اللہ کے ارادہ سے ہوتے ہیں اس لئے وہ ان سے محبّت بھی رکھتا ہے اور انہیں پسند بھی کرتا ہے۔

ابو المعالی الجوینی کہتے ہیں: سب سے پہلے اشعری نے یہ قول اختیار کیا۔ اس سے پہلے اہل سُنّت کا موقف تھا کہ اللہ تعالیٰ معاصی سے محبّت نہیں رکھتا۔

اشعری نے "موجز" میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے بھی بعض لوگ یہ موقف رکھتے تھے۔ اس نے ان کے نام بھی ذکر کیے ہیں، لیکن بعض ناموں کے متعلق مجھے شبہ ہے کہ کیا فلاں فلاں کا نام بھی اس نے اس سلسلہ میں لیا ہے یا نہیں؟

ہروی کا موقف

یہ قول بہت سے صوفیہ میں اور معرفت و حقیقت کے بعض مشائخ کے ہاں پایا جاتا ہے۔ وہ اگرچہ صفاتِ الٰہی کے مسئلہ میں جہم کو کافر قرار دیتے ہیں لیکن افعالِ عباد اور تقدیر کے مسئلہ میں اس سے موافقت کرتے ہیں۔ مثلاً ابو اسماعیل انصاری ہروی —— جنہوں نے "ذَمُّ الكلام" کے نام سے کتاب لکھی ہے —— وہ جہم کی زبردست مذمت کرتے ہیں کہ اس نے صفاتِ الٰہی کا انکار کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب "تكفير الجهمية" کے نام سے بھی ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے "اشعریہ" کی بھی شدید مذمت کی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات وہ ان پر لعنت بھی کر جاتے ہیں، حالانکہ تمام فرقوں کی نسبت اشعری حضرات کتاب و سُنّت سے زیادہ قریب ہیں۔

نظام الملک کی مجلس میں کسی نے ہروی سے پوچھا: "کیا آپ اشعری فرقہ پر لعنت کرتے ہیں؟" ہروی نے کہا: "میں ہر اُس شخص پر لعنت کرتا ہوں جو یہ کہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آسمان پر کوئی اللہ نہیں، مصحف میں قرآن نہیں، اور قبر میں نبی نہیں"۔ اور غصے میں مجلس سے نکل گئے۔

اس کے باوجود 'ہونے والی چیزوں کے ارادہ کے مسئلہ میں' اور افعال کے مخلوق ہونے کے مسئلہ میں وہ اشعریہ سے بھی آگے ہیں۔ وہ نہ کسی سبب کے قائل ہیں نہ حکمت کے۔ کہتے ہیں: جب عارف حکم الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے تو اس کے لئے کسی اچھی چیز کو اچھا سمجھنے اور برائی کو برا سمجھنے کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ ان کے خیال میں حکم مشیتِ الٰہی کا نام ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک عارف محقق اس کو کہتے ہیں جو مقامِ فناء پر پہنچ جائے۔ لہٰذا وہ مرادِ حق میں اپنے تمام ارادوں سے فنا ہو جاتا ہے۔ اور کائنات کی ہر چیز اللہ کے ارادہ میں شامل ہے (مراد حق ہے)۔ ان کے ہاں حکم سے یہی مراد ہے۔ نیکی اور بدی کا فرق بندے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک سے نعمت پاتا ہے اور دوسری سے عذاب پاتا ہے۔ اور اس چیز کی طرف توجہ کرنا خواہش نفس میں شامل ہے۔ اور مقامِ فناء میں تو صرف مراد حق کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

جنید بغدادیؒ کی رائے

یہ مسئلہ جنید بغدادی رحمہ اللہ کے زمانہ میں بھی زیر بحث آیا تھا، جس طرح کہ متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ تو جنیدؒ نے ایک دوسرا فرق بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا: اس عام مشاہدہ کے ساتھ ساتھ اللہ کے مامور بہ کاموں اور اللہ کے منع کردہ کاموں میں فرق کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ یعنی جس چیز سے اللہ محبّت رکھتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہے ان دونوں میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جنیدؒ نے یہ وضاحت کی ہے، جس طرح توحید کے متعلق انہوں نے کہا تھا کہ: توحید کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب ہے قدیم ذات کو حادث (نئے) کام سے الگ کرنا۔

اہل تصوف و معرفت میں جو شخص جنیدؒ کے راستے پر چلتا ہے وہ ہدایت اور نجات پا جاتا ہے اور جو شخص تقدیر کے مسئلہ میں اس راستہ پر نہیں چلتا بلکہ سب کو برابر کرتا ہے تو اسے لازم آتا ہے کہ وہ نیکی اور بدی میں فرق نہ کرے' نہ انبیائے کرام اور بد معاشوں میں کوئی فرق محسوس کرے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کو اور ان عملوں کو پسند کرتا ہے اور ان بندوں کو اور ان عملوں سے نفرت رکھتا ہے' بلکہ تمام حوادث کا جس طرح وہ ارادہ کرتا ہے اسی طرح وہ ان سے محبت بھی رکھتا ہے۔ جیسے کہ اشعری نے کہا ہے: فرق صرف یہ ہے کہ ان لوگوں پر انعام ہو گا اور ان کو عذاب ہو گا۔

اشعری نے جب مخلوق کے لحاظ سے دونوں چیزوں میں فرق کیا ہے تو وہ ان سے زیادہ عقلمند ثابت ہوا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب عارف مقامِ فناء پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے نزدیک نیکی اور بدی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ انہوں نے بندے کے متعلق بھی غلطی کی اور اللہ کے متعلق بھی وہ غلطی کا شکار ہو گئے۔

فناء کے متعلق صوفیہ کا مذہب اور اس کا لازمی نتیجہ

بندے کے حق میں ان کے (متذکرہ بالا) قول کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بندے کے لئے تمام حوادث برابر ہو جائیں' اور یہ قطعاً محال ہے۔ ان پر بعض اوقات ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ اکثر اشیاء سے فناء ہو جاتے ہیں' لیکن تمام اشیاء سے فناء ہو جانا محال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر زندہ مخلوق تکلیف دہ چیز میں اور مزیدار چیز میں لازماً فرق کرتی ہے۔ انسان روٹی اور خاک میں بہرحال فرق کرے گا۔ پانی اور سراب اس کے نزدیک کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں نے رحمان کے بیان کیے ہوئے ایمان کی بناء پر ہونے والے شرعی فرق کو نظرانداز کردیا' جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے اولیاء کو اپنے اعداء سے ممتاز کیا ہے۔ اور یہ گمان کرنے لگے کہ انہوں نے تقدیر کی بنیاد پر سب کو جمع کردیا ہے۔

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ بندہ کے لئے تمام واقعات کو برابر قرار دینا محال ہے۔ بلکہ بندہ فرق کرنے پر فطرتاً مجبور ہے۔ اب اگر وہ شریعت کی بنیاد پر فرق نہیں کرے گا ـــــ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال میں امتیاز نہیں کرے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اپنے نفس کی پسند اور ناپسند کے مطابق فرق کرے گا اور اس میں شیطان کے وساوس کا دخل ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ شیطان کی پسند اور ناپسند کے مطابق اعمال میں فرق کرنے لگے گا۔

اس غلطی کے نتیجہ میں بہت سے لوگ گناہ میں یا فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ لوگ کفر بھی کر گزرتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ بُت پرستی کو جائز کہنے لگتے ہیں۔

وحدۃ الوجود

پھر بہت سے افراد وحدۃ الوجود کے قائل ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے مسئلہ توحید میں جنید بغدادیؒ اور دیگر ائمہ دین کی مخالفت کی ہے اور قدیم اور حادث میں فرق نہیں کر سکے۔ ان لوگوں نے ہر موجود کی عبادت کو جائز قرار دے دیا ہے' جس طرح کسی دوسرے مقام پر وضاحت کی گئی ہے۔ یہ وحدت الوجود کے قائلین کا مذہب ہے' مثلاً ابن عربی' ابن سبعین' قونوی' قلمسانی' بلبانی اور ابنِ فارض وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ان متکلمین اور صوفیہ کا ذکر کرنا مقصود ہے جو تقدیر کے مسئلہ میں حکم، عدل اور اسباب کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے ہی جہم کو اس قول تک پہنچایا۔ یہ اس کی دوسری بدعت ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے، جب کہ پہلی بدعت ارجاء کی نسبت دوسرے فرقوں کی طرف کی گئی ہے۔

اللہ کی حکمت اور عدل

یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہر اُس فعل کا صدور ممکن ہے جس پر وہ قادر ہے۔ ممکن ہے وہ حکمت، رحمت اور عدل کا لحاظ کیے بغیر کوئی کام کر ڈالے۔ ان کے نزدیک اللہ کا کسی چیز سے محبّت رکھنا یا اسے پسند کرنا اُس کی مشیت کے مترادف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی کرنے والا شخص امر و نہی اور وعد و وعید کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، بلکہ شریعت کے سبھی یا اکثر احکام سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ جو عقیدہ ظاہر کرتا ہے یا جو عمل کرتا ہے اس میں تکلف واضح ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی نسبت سے نیکی اور بدی میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ ہر وہ چیز جو اس کی مشیت میں شامل ہے وہ اللہ کو محبوب بھی ہے۔ وہ جو کچھ وجود میں لاتا ہے وہ بغیر کسی سبب کے پیدا کیے وجود میں لاتا ہے، نہ اس کو وجود میں لانے میں کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے جو اس کے نتیجہ میں ظاہر ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ مقدر امور کو ان کے وقت پر ظاہر کر دیتا ہے۔

لہٰذا نفس الامر میں ان کے ہاں مامور اور ممنوع میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ وہ جہم اور اس کے ہم خیال مثلاً اشعری وغیرہ کی طرح کہتے ہیں کہ نفس الامر میں کوئی کام اچھا یا برا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اچھا برا محض اس لحاظ سے کہلاتا ہے کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دیا گیا ہے یا اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس فرق کا تعلق بندہ کے حظ و نصیب سے ہے اور وہ لوگ حظ سے فناء کا دعوئ کرتے ہیں۔

امر و نہی کی تعمیل کے متعلق کبھی وہ کہتے ہیں کہ یہ تلبیس کا مقام ہے یا اس سے ملتی جلتی کوئی بات کہتے ہیں، جس طرح ابو اسماعیل ہروی نے "منازل السائرین" میں کہا ہے۔ اور کبھی کہتے ہیں امر و نہی تو ہسپتال کے مریضوں کے لیے ___ یعنی عوام کے لیے ___ ہے، جس طرح شیخ مغربی نے کہا ہے۔ اور بھی اس طرح کی کئی باتیں کہتے ہیں، جن کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

شاذلی کے کلام سے امر کا کالعدم ہونا لازم آتا ہے

اس مسلک کے حاملین کی کیفیت یہ ہے کہ وہ امر و نہی کی عظمت و اہمیت کا اقرار بھی کریں تو وہی بات کہتے ہیں جو شاذلی سے منقول ہے کہ : تمہارے دل میں جمع کا مشاہدہ ہونا چاہیئے اور زبان پر فرق موجود رہنا چاہیئے۔ یعنی زبان سے حلال و حرام یا امر و نہی میں فرق کا اقرار کرو لیکن دل میں یہ یقین رکھو کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہروی اور دیگر افراد کے کلام میں اس قسم کی دعائیں اور وِرد پائے جاتے ہیں جن سے امر و نہی کا انکار لازم آتا ہے۔ مثلاً یہ دعا کہ : "اے اللہ! جب میں تیری نافرمانی کروں تو تُو مجھے فرماں برداری کے وقت سے بہتر بدلہ عطا فرما"۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرمین کو فرماں برداروں کے برابر قرار دے سکتا ہے بلکہ ان سے بھی افضل کر سکتا ہے۔ اور وہ اس قسم کی دعائیں مانگتے ہیں جن میں جائز حد سے تجاوز ہوتا ہے۔ جس طرح شاذلی کے جواب میں اس قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ اس موضوع پر تفصیلی کلام کسی اور مقام پر موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیہ کے ہاں کرامات کا مقام

ان کے عوام اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی فاجر یا کافر کو وہ کرامتیں عطا فرما دے جو وہ اپنے بڑے بڑے اولیاء کو عطا فرماتا ہے۔ وہ کہتے ہیں: یہ تو اللہ کی سخاوعطا ہے' جسے چاہے دے دے' ان کا نماز روزے سے کیا تعلق؟ وہ ان چیزوں کو اولیاء کی کرامتیں قرار دیتے ہیں' حالانکہ یہ نام نہاد کرامتیں در حقیقت شیطانی احوال ہوتے ہیں' جس طرح جادوگروں اور کاہنوں کے ہاں اس قسم کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۙ﴾ (البقرۃ: ۱۰۱' ۱۰۲)

"جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آیا' جو تصدیق کرتا ہے اس حق کی جو ان کے پاس ہے' تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا' گویا کہ انہیں علم ہی نہیں۔ اور انہوں نے اُس (باطل) کی پیروی کی جو شیطان سلیمان (علیہ السلام) کے دورِ حکومت میں پڑھتے تھے۔ حالانکہ سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا' بلکہ شیطانوں نے کفر کیا' وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔"

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ' حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم لوگ ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طور طریقوں کی پیروی کرو گے، جس طرح تیر کا ایک پر دوسرے کے برابر ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی داخل ہو گے۔" (۴۶)

مسلمان جن کے پاس اللہ کی کتاب قرآن مجید موجود ہے ان میں سے بہت سے نام نہاد مسلمان کتابُ اللہ کو پیٹھ پیچھے پھینک چکے ہیں، اور ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے ہیں جو شیطان پڑھتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کے امر و نہی کو اہمیت نہیں دیتے، جن سے دوستی رکھنے کا قرآن حکم دیتا ہے وہ ان سے محبّت نہیں رکھتے، قرآن جن سے دشمنی رکھنے کا حکم دیتا ہے وہ ان سے دشمنی نہیں رکھتے۔ بلکہ جو شخص کچھ خارقِ عادت شعبدے دکھادے، جس طرح شیطان کی مدد سے جادوگر اور کاہن دکھادیتے ہیں، یہ لوگ اس کی عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض کو تو معلوم بھی ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ شیطانی شعبدے اور فریب ہیں، اس کے باوجود وہ اس شعبدہ باز نام نہاد ولی کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کے طریق کار کو قرآنی طریق سے افضل قرار دیتے ہیں، تاکہ عوام کی طرف سے انہیں عزت و احترام حاصل ہو جائے۔ ایسے لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ ﴾ (النساء: ۵۱، ۵۲)

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا

---

(۴۶) حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ حوالہ کے لیے دیکھئے حاشیہ (۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' وہ بُتوں اور شیطانوں پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ مؤمنوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر اللہ لعنت کرے اس کے لئے تم کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔"

یہ اُن کُفّار سے مشابہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا ... ﴾

(البقرۃ : ۱۰۱'۱۰۲)

"جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آیا' اس (کتاب) کی تصدیق کرنے والا جو ان کے پاس ہے' تو جنہیں کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں۔ اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے سلیمان (علیہ السلام) کے دورِ حکومت میں شیطان پڑھتے تھے۔ اور سلیمانؑ نے کفر نہیں بلکہ شیطانوں نے کفر کیا..."

اور بعض کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ سب کچھ شیطان کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے۔

شعبدہ باز

اس قسم کی گمراہی میں بہت سے علماء' متکلمین' عبادت گزار' زاہد اور صوفیاء وغیرہ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے ستارہ پرستی اور بت پرستی تک کو جائز قرار دے دیا کیونکہ انہوں نے اس میں کچھ عجیب احوال کا مشاہدہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کام میں شیطان ان کی مدد کرتے ہیں، کیونکہ اس سے ان کی ظلم اور فواحش جیسی بعض خواہشات پوری ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ان نام نہاد علماء و زہاد کو نہ شرک کی پروا ہوتی ہے نہ اللہ تعالیٰ اور کتاب اللہ سے کفر کا خوف رہتا ہے' بلکہ وہ دوسروں کو اس گمراہی کی تعلیم دینے' اور اسے اہمیت دینے میں بھی کوئی حرج محسوس نہیں کرتے' کیونکہ انہیں کوئی مالی مفاد یا دُنیوی منصب حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر انہیں معلوم بھی ہو کہ یہ کفر اور شرک ہے تو بھی وہ اس پر عمل کرتے رہتے ہیں اور اس کی طرف دعوت دیتے رہتے ہیں۔ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں شک کرنے لگتے ہیں۔ بلکہ بعض ملحد اور باطنیہ اور فلاسفہ کی طرح یہ عقیدہ رکھ لیتے ہیں کہ رسولؐ نے عوام کو ایسی باتیں بھی بتائی ہیں جو باطنی طور پر کوئی حقیقت نہیں رکھتیں' صرف اس لئے بتا دیں کہ اس میں عوام کے لئے مصلحت تھی۔

ان کی یہ غلط رائے بعض ناقص علم والوں نے (اور کچھ بھٹکے ہوئے صوفیوں نے) قبول کر لی۔ اس چیز میں انہوں نے فارس اور روم وغیرہ کے کفار کی نقل کی ہے۔ کیونکہ اہل فارس روشنی کی عظمت کا عقیدہ رکھتے تھے اور سورج یا آگ کو سجدہ کرتے تھے اور اہل روم' نصرانیت میں داخل ہونے سے پہلے مشرک تھے' ستاروں اور بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ تو یہ لوگ جنہوں نے اہل فارس و روم سے مشابہت اختیار کی' یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے والوں سے بدتر ہیں۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ کی نقل کرنے والوں نے تو اہل کتاب کی تحریف شدہ یا منسوخ چیزوں میں ان کی پیروی کی' لیکن دوسروں نے اُن کی پیروی کی جن کے پاس سرے سے کوئی آسمانی کتاب ہے ہی نہیں' یعنی مجوسی' مشرکین' فارسی' رومی اور ان کے ہم مذہب ہندو اور یونانی وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملحد باطنیہ کا مذہب مجوس کے قول کے ماخوذ ہے جو دو اصلوں (نور و ظلمت یا خدائے خیر اور خدائے شر) کے قائل ہیں اور فلاسفہ یونان کے قول سے بھی ماخوذ ہے جو عقل اور نفس کے قائل ہیں۔ مجوس کے قول کی بنیاد یہ ہے کہ ظلمت نور کے مقابلہ میں ہے اور ابلیس نور ہے۔

شر کی بنیاد

شر کی اصل بنیاد نفس اور شیطان کی عبادت اور انہیں رب کا شریک اور ہمسر بنانا ہے۔ نفس انسانی جو بُرائی اور شر کا ارتکاب کرتا ہے وہ شیطان کے حکم سے کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی تھی کہ اسے صبح اور شام کے وقت اور رات کو سوتے وقت پڑھا کریں :

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیلَ وَمِیکَائِیلَ وَاِسْرَافِیلَ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ' عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیمَا کَانُوْا فِیہِ یَخْتَلِفُوْنَ' اِھْدِنِی لِمَا اخْتُلِفَ فِیہِ بِاِذْنِکَ' اِنَّکَ تَھْدِی مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیمٍ)) (۴۷)

"اے اللہ! اے جبرائیل' میکائیل اور اسرافیل کے مالک! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! اپنے بندوں کے درمیان تو ہی فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے تھے' جس چیز میں تیرے حکم سے اختلاف ہوا مجھے اس میں ہدایت دے دے' یقیناً تو ہی جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما دیتا ہے۔"

(۴۷) صحیح مسلم' کتاب المسافرین' ح ۲۰۰۔ سنن ابی داؤد' کتاب الصلاۃ' باب ۱۲۱۔ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دعا کرنا اصل میں عملی پہلو ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا :

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ﴾

"تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے' اور تجھے جو بُرائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔"

اور جو اللہ نے فرمایا :

﴿ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ○ ﴾ (الحجر : ۴۲)

"(اے ابلیس!) میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا' مگر گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کرے۔"

اور فرمایا :

﴿ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ﴾ (صٓ : ۸۵)

"میں ضرور تجھ سے اور ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے ان سب سے جہنم کو بھردوں گا۔"

نفس کے خدائی دعوے کا ظہور فرعون میں' اور جس نے بھی اس کی طرح اللہ کے علاوہ یا اللہ کے ساتھ ساتھ خدا ہونے کا دعویٰ کیا' اس میں ہوا۔ اسی طرح جو شخص اللہ کے ساتھ کسی انسان مثلاً مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں بھی دراصل نفس ہی کے خدائی دعویٰ کا ظہور ہے۔

شرک کی ابتداء

بنی آدم میں شرک کی ابتدا قابل احترام نیک افراد کو اللہ کے ساتھ عبادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شریک کرنے سے ہوئی۔ جب یہ نیک لوگ فوت ہوئے تو ان کی قبروں پر مجاور بن کر بیٹھا گیا' پھر ان کی تصویریں بنائی گئیں' پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ بنی آدم میں یہ پہلا شرک تھا۔ اس کا ظہور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوا۔ وہ زمین والوں کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے پہلے رسول ہیں' جنہوں نے قوم کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے منع کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ ﴾ (نوح : ۲۳' ۲۴)

"انہوں نے کہا: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا' اور نہ وَد' سُواع' یغوث' یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔ انہوں نے بہت سے افراد کو گمراہ کر دیا۔"

یہ نام نوح علیہ السلام کی قوم کے چند اولیائے کرام کے ہیں۔ جب یہ حضرات فوت ہو گئے تو لوگوں نے ان کی صورتوں کے مجسمے بنا لیے۔ جب اللہ تعالیٰ نے طوفان سے لوگوں کو غرق کر دیا تو یہ بُت بھی گم ہو گئے۔ بعد میں یہ بُت عربوں کو مل گئے' جس طرح ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔ اگر یہ بعینہٖ وہی بُت نہ بھی ہوں تب بھی یہ انہی کی نقل تھے۔ اور شیطان کو اللہ کا شریک بنانا تو بکثرت پایا جاتا ہے۔

جب بھی "لا الٰہ اِلاّ اللہ" پر صحیح معنی میں ایمان نہ رکھا جائے تو شرک میں ملوث ہونا یقینی ہے۔ اور اس کلمہ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہی معبود ہے جو عبادت کا مستحق ہے' اس کے علاوہ کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں۔ وہ پسند کرتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے' اس نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے' اور اس کی عبادت اسی مشروع طریقے سے ہونی چاہیئے جسے وہ پسند کرتا ہے' خواہ وہ واجب حکم ہو یا مستحب۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن لوگوں نے تمام اقوال و افعال کی نسبت اللہ کی طرف برابر قرار دی ہے، یعنی وہ ایک چیز کو چھوڑ کر دوسری سے محبت نہیں کرتا، تو ان کے قول کے مطابق بغیر شرک کے اکیلے اللہ کی عبادت کرنے میں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے معبودوں کی پوجا کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام امور کا تعلق مشیت سے ہے۔ اس کے ساتھ نہ حکمت ہے، نہ رحمت، نہ عدل۔ اس لحاظ سے نیکی اور بدی میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے اس قول کا نتیجہ یہ ہے کہ نفس اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کی تعمیل کی پروانہ کرتے ہوئے جو چاہے اس کے حصول کی خواہش رکھے اور کوشش کرے۔

صوفیاء کے ہاں "ولی" کی صفات

ان کے ہاں ہر اُس شخص سے کرامات کا صدور ممکن ہے جو بزعمِ خویش نیک ہو، اور انہوں نے نیکی کے لئے صحیح علم، ایمانِ صادق اور تقویٰ کی شرط نہیں رکھی، بلکہ خرقِ عادت امور ہی کو نیکی کی علامت قرار دے لیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے خوارق کو مطلقاً ممکن قرار دے دیا ہے اور اس بارے میں کئی کشف بیان کرتے ہیں اور کئی غلط باتیں کہتے ہیں۔

ان میں سے بعض نے کہا: ولی کو "کُنْ فَیَکُوْنُ" کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ بعض نے کہا: ولی کے لئے کوئی ممکن شے ناممکن نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام محال نہیں ہے۔ ابنِ عربی اور اس کے پیرو کاروں نے کہا: ولی کے لئے محال بھی ممکن ہے۔ ان کے ہاں کوئی چیز ایسی نہیں جس پر ولی کو قدرت حاصل نہ ہو، حتیٰ کہ جمع بین الضِّدّین بھی۔

ابنِ عربی کہتا ہے: "ولی وہ ہو سکتا ہے جس کی قدرت سے کوئی ممکن باہر نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ اور جس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں وہ اللہ ہے"۔ گویا اس نے صراحت سے کہہ دیا کہ ولی کو اللہ قرار نہ بھی دیا جائے تو بھی وہ اللہ کے برابر ضرور ہوتا ہے۔ اور بعض نے تو صاف طور پر کہہ دیا ہے" ہر وہ چیز جو اللہ کے علم میں ہے ولی اسے جانتا ہے' اور ہر وہ چیز جو اللہ کر سکتا ہے ولی بھی وہ کر سکتا ہے"۔

وہ کہتے ہیں: یہ صفت نبی ﷺ کو حاصل تھی۔ حضور ﷺ سے یہ صفت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو منتقل ہو گئی۔ ان سے ان کی اولاد میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے ہوئے ابوالحسن شاذلی تک پہنچی' پھر ان کے بیٹے کو منتقل ہو گئی۔

میں نے یہ بات براہِ راست اُس شخص کی زبانی سنی ہے جو ان کے اکابر میں سے تھا۔ اور مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ ان کے اکابر کہتے ہیں: محمد ﷺ ہی اللہ ہیں۔ مجھے ایک عالم نے بتایا' جسے ان کے عقائد کے بارے میں بہت سی معلومات تھیں۔ اس نے کہا: مَیں اور ابنِ ہود مکّہ میں تھے۔ ہم دونوں کعبہ شریف میں داخل ہوئے۔ ابنِ ہود نے کعبہ کے درمیان کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ نورِ اوّل کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔ پھر کہنے لگا: اگر اس گھر والا تمہیں کہے کہ میں تمہیں اِلٰہ بنانا چاہتا ہوں تو تم کیا کہو گے؟ وہ عالم کہتے ہیں: یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں اس کے پاس سے چلا آیا۔

ولایت کے متعلق "سہل تستری" کا دعویٰ

بعض حضرات سہل بن عبداللہ کی بات سناتے ہیں کہ جب زنگیوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا تو کسی نے سہل سے اس کے متعلق بات کی۔ سہل نے کہا: ہاں! اس شہر میں ایسے افراد موجود ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ اگر وہ اللہ سے کہیں کہ قیامت قائم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت بھی قائم نہیں کرے گا'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی رضا کیا ہے۔ وہ اس سے وہی سوال کرتے ہیں جو وہ پسند کرتا ہے۔

یہ حکایت یا تو جھوٹ گھڑ کر سہل کے ذمہ لگا دی گئی ہے ــــ اور ہمیں یہی بات درست معلوم ہوتی ہے ــــ یا یہ اس کی غلطی ہے۔ اللہ ہی ہر شر سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ اس کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ ہو گی تو وہ ہو کر رہے گی۔ اگر تمام آسمانوں اور زمین میں رہنے والے سب کے سب مل کر بھی یہ مطالبہ کریں کہ یہ چیز واقع نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ان کا یہ مطالبہ قبول نہیں کرے گا۔ مثلاً قیامت قائم کرنا' یا جنوں اور انسانوں کو جہنم میں ڈالنا وغیرہ۔ بلکہ جو چیز اللہ کے علم میں ہے کہ وہ اس طرح ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کسی کی دعا قبول نہیں کرے گا کہ یوں نہ ہو۔

البتہ دُعا ایک سبب ہے' اس کی بناء پر اللہ تعالیٰ اس کام کو معرضِ وجود میں لاتا ہے جس کے متعلق اسے علم ہے کہ وہ کام اس سبب سے ہو گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ دوسرے اسباب کی بناء پر ان کاموں کو وجود بخشتا ہے جن کے متعلق وہ جانتا ہے کہ وہ کام فلاں فلاں سبب کی بناء پر وجود میں آئیں گے۔

ایسے حضرات جو سہل بن عبداللہ سے' بلکہ تمام بصرہ والوں سے کہیں افضل تھے' انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس سے کہیں معمولی چیز کا سوال کیا' لیکن اللہ نے قبول نہیں کیا' کیونکہ پہلے سے اس کے برعکس فیصلہ ہو چکا تھا۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کی مغفرت کی دعا کی' یا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی نجات کے لئے دعا کی' اور وہ قبول نہ ہوئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿... يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْــَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ﴾ (هُود : ۴۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے نوح! وہ تیرے اہل سے نہیں ہے' وہ غیر صالح عمل والا ہے۔
لہٰذا مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔"

تمام مخلوق میں افضل ترین شخصیت حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انہیں بھی ان کے چچا ابو طالب کے متعلق فرمادیا گیا :

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى ... ﴾ (التَّوبة : ۱۱۳)

"نہ نبی کے لئے روا ہے نہ مؤمنوں کے لئے کہ مشرکین کے لئے دعائے
مغفرت کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں..."

منافقین کے بارے میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا :

﴿ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ﴾ (المُنافقون : ٦)

"ان کے لئے برابر ہے کہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یا نہ
کریں' اللہ تعالیٰ انہیں کبھی نہیں بخشے گا۔"

اور عمومی طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ ﴾ (البقرة : ۲۵۵)

"کون ہے جو اُس کے پاس سفارش کر سکے مگر اُس کی اجازت سے؟"

نیز فرمایا :

﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ ﴾ (سبا : ۲۳)

"اس کے پاس شفاعت فائدہ نہیں دے سکتی مگر اسی کو جس کے لئے اللہ
اجازت دے۔"

تو ایسا شخص کون ہو سکتا ہے جس کی ہر ایک مرضی اللہ پوری کر دے؟ شفاعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں کے سردار حضرت محمد ﷺ نے بھی بتا دیا ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ عرش کے نیچے سجدہ کریں گے' اپنے رب کی حمد و ثنا کریں گے' پھر آپ سے فرمایا جائے گا: "اے محمد ﷺ سر اٹھایئے' عرض کیجئے آپ کی عرض سنی جائے گی' سوال کیجئے' آپ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی"۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تب میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان افراد کو جنت میں داخل کر دوں گا"۔ (۴۸)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ﴾

(الاعراف: ۵۵)

"اپنے رب کو عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

دُعا میں بے اعتدالی

دعا میں اس سے بڑی اور اس سے بدتر بے اعتدالی اور حد سے تجاوز اور کیا ہو گا کہ بندہ اپنے رب سے یہ دعا کرے کہ وہ اس چیز کو واقع نہ کرے جس کے متعلق اللہ نے بتا دیا ہے کہ وہ اس چیز کو لازماً واقع کرے گا یا اس چیز کے وقوع کی دعا کرے جس کے متعلق اللہ نے بتا دیا ہے کہ وہ ہرگز اس کو واقع نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

---

(۴۸) صحیح البخاری' کتاب التوحید' باب ۱۹ و ۲۴ و ۳۶' و کتاب الانبیاء' باب ۳۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' ح ۳۲۲ و ۳۲۷۔ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ... ﴾ (البقرة : ۱۸۶)

"جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (انہیں بتا دیجئے) میں قریب ہی ہوں۔ جب پکارنے والا مجھے پکارے تو اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔"

اور ارشاد فرمایا :

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ○ ﴾

(المؤمن : ۶۰)

"تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

صحیحین میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَا مِنْ دَاعٍ یَدْعُو اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ' لَیْسَ فِیْهَا ظُلْمٌ' وَلَا قَطِیْعَةِ رحِمٍ' اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰی خِصَالٍ ثَلَاثٍ: اِمَّا اَنْ یَجْعَلَ لَهُ دَعْوَتَهُ' وَاِمَّا اَنْ یَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الْخَیْرِ مِثْلَهَا' وَاِمَّا اَنْ یَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ الشَّرِّ مِثْلَهَا)) (۴۹)

"جو دُعا کرنے والا اللہ سے دُعا کرتا ہے' جس میں ظلم یا قطع رحمی نہ ہو' اللہ تعالیٰ اسے تین باتوں میں سے ایک ضرور دے دیتا ہے : یا اس کی دعا

(۴۹) امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کو صحیحین کی حدیث قرار دیا ہے' لیکن ہمیں یہ حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں مل سکی۔ (ناشر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلدی قبول کرلیتا ہے' یا اس کے لئے ویسی ہی بہتری ذخیرہ کر دیتا ہے' یا اس سے ویسی ہی بُرائی دور کر دیتا ہے۔"

پس جس دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے اس سے مطلوب یا مطلوب جیسی دوسری چیز کا حصول یقینی ہے۔ اور یہ انتہا درجے کی قبولیت ہے' کیونکہ مطلوب بعض اوقات محال ہوتا ہے یا اس میں دعا کرنے والے کے لئے یا کسی اور کے لئے کوئی نقصان ہوتا ہے اور دعا کرنے والا علم نہیں رکھتا' اسے وہ خرابی معلوم نہیں ہوتی' اور اللہ تعالیٰ قریب ہے' قبول کرنے والا ہے' وہ کریم و رحیم ہے' بندے پر اس قدر مہربان ہے جس قدر ماں بھی بچے پر مہربان نہیں ہوتی۔ اور کریم و رحیم کی یہ شان ہے کہ جب اس سے کوئی خاص چیز مانگی جائے اور اسے معلوم ہو کہ بندے کے لئے اس چیز کا دیا جانا مناسب نہیں ہے' تو وہ ویسی ہی کوئی اور چیز دے دیتا ہے۔ جس طرح والد سے بیٹا جب کوئی ایسی چیز مانگ بیٹھے جو اس کے لئے مناسب نہیں' تو والد اپنے مال میں سے ویسی دوسری چیز دے دیتا ہے' اور اللہ کے لئے بہترین مثال ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے آپ کے کچھ چچازاد بھائیوں نے کسی ایسے عہدے کا سوال کیا جو ان کے لئے مناسب نہیں تھا' تو حضور ﷺ نے خمس کے مال میں سے ان حضرات کو اس قدر عطا فرمایا جس سے ان کی ضروریات پوری ہو گئیں اور ان کی شادی کا انتظام فرما دیا۔ مثلاً فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے یہ سلوک فرمایا۔

حدیث میں ہے: "اللہ کے ہاں سب سے قابل قدر چیز دعا ہے"۔ (۴۹ل)

اور یہ فرمان برحق ہے۔

(۴۹ل) سنن الترمذی' کتاب الدّعوات' باب ا۔ سنن ابن ماجۃ' کتابُ =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲۷
بھلائی کا سوال محض اللہ سے کرنا چاہیئے

چونکہ معاملہ درحقیقت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو بُرائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے"۔ للہذا بندے کے لیئے ضروری ہے کہ وہ بھلائی کا سوال صرف اللہ سے کرے۔ بھلائی میں ہر قسم کی' اور ہر ایک نعمت شامل ہے۔ اسے یقین ہونا چاہیئے کہ یہ بھلائی اللہ کی طرف سے ہے' للہذا اس پر شکر کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے کوئی اور نہیں' اور اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے سوا کوئی "الٰہ" نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ...﴾ (النّحل : ۵۳)

"تمہیں جو بھی نعمت حاصل ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے..."

اس لیے ضروری ہے کہ بندہ اُس کا شکر ادا کرے اور صرف اسی کی عبادت کرے۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿...ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ○﴾ (النّحل : ۵۳)

"... پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی سے فریاد کرتے ہو۔"

اس میں انسانوں کی حالت بیان کی ہے تَجْاَرُوْنَ کے لفظ میں آواز بلند کرنے کا مفہوم بھی شامل ہے' اور انسان فریاد اسی وقت کرتا ہے جب اسے تکلیف پہنچے۔

= الدُّعاء' باب ۱۔ مسند احمد ۲/ ۳۶۲۔ حدیث صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمت کی حالت میں وہ سکون سے رہتا ہے' خواہ شکر گزار بنے یا ناشکرا ثابت ہو۔ ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: ۵۳'۵۴)

"... پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب وہ تمہاری تکلیف دُور کر دیتا ہے تو فوراً تم میں سے ایک فریق اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔"

یہ بات اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر بیان فرمائی ہے اور ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو مصیبت دُور ہونے اور نعمت حاصل ہونے کے بعد شرک کرتے ہیں' اس نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ کی دی ہوئی نعمت پر دوسروں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

(الرّوم: ۳۳'۳۴)

"جب لوگوں کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کے حضور عاجزی کرتے ہوئے اس سے دعا کرتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں کچھ لوگ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس پر ناشکری کریں۔ پس فائدہ اٹھا لو' عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرمایا :

﴿ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○ ﴾

(الانعام : ۶۳'۶۴)

"کہہ دیجئے' تمہیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے' جسے تم عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر پکارتے ہو کہ اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ کہہ دیجئے: اللہ تمہیں اس سے اور (دوسرے) ہر (قسم کے) دکھ سے نجات دیتا ہے' پھر تم شرک کرتے ہو"

ایک اور مقام پر فرمایا :

﴿ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ○ ﴾ (الزُّمر : ۸)

"جب انسان کو تکلیف آتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کرکے دعا کرتا ہے' پھر جب اللہ اس کو نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ پہلے دعا کرتا رہا تھا اور اللہ کے ہمسر مقرر کرتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بھٹکا دے۔ کہہ دیجئے اپنے کفر سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے' یقیناً تو اہلِ جہنم میں سے ہے۔"

"نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ" کا مفہوم یہ ہے کہ اُس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دُور کرنے کے لئے اللہ سے دعا کرتا تھا۔ جس طرح سورۃ الانعام میں ہے:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○ ﴾

(الانعام: ۴۰' ۴۱)

"کہہ دیجئے: ذرا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت قائم ہو جائے تو کیا غیر اللہ کو پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ بلکہ تم اسی کو پکارو گے' پھر اگر وہ چاہے گا تو جس کو دُور کرنے کے لئے تم دعا کرتے تھے اسے دور کردے گا' اور جو تم شرک کرتے تھے وہ سب بھول جاؤ گے۔"

مصیبت کے وقت مشرکین کی حالت

اللہ تعالیٰ دو قسم کے لوگوں کی مذمت کرتا ہے۔ ایک وہ لوگ جو مصیبت میں بھی اللہ کو نہیں پکارتے' نہ توبہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو اللہ سے دعا کرتے ہیں' اس کے حضور عاجزی کرتے ہیں' توبہ کرتے ہیں' پھر جب اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف اور مصیبت دُور کردیتا ہے تو اللہ سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کے ساتھ نام نہاد ہمسر افراد کو شریک کرلیتے ہیں۔

یعنی قابل مذمت لوگ دو قسم کے ہیں۔ جیسے معطلہ اور مشرک لوگ۔ ایک جماعت کی توبہ کیفیت ہے کہ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو نہ اللہ سے دعا کرتے ہیں نہ اُس کے حضور عاجزی کرتے ہیں' نہ توبہ کرتے ہیں۔ جس طرح فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْمَلُوْنَ○﴾ (الانعام : ۴۲، ۴۳)

"ہم نے آپ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی (رسول) بھیجے' پھر ہم نے ان لوگوں کو تکلیف اور مصیبت کے ساتھ پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ تو جب ان پر ہماری طرف سے سختی آئی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ کی؟ بلکہ (بات یہ ہے کہ) ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لئے مزین کر دیا جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔"

نیز فرمایا :

﴿ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ○﴾ (المؤمنون : ۷۶)

"اور تحقیق ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ پکڑ لیا' پھر نہ وہ رب کے حضور جھکے نہ وہ عاجزی کرتے تھے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا :

﴿ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْمَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ○﴾ (التّوبة : ۱۲۶)

"کیا وہ دیکھتے نہیں کہ انہیں ہر سال ایک دو بار آزمایا جاتا ہے' پھر وہ نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔"

نیز فرمایا :

﴿ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ○﴾ (السّجدة : ۲۱)

"ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے ضرور معمولی عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کر لیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری جماعت کی کیفیت یہ ہے کہ وہ مصیبت کے وقت اس کے حضور آہ و زاری اور توبہ کا اقرار کرتے ہیں' لیکن جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو اعراض کر لیتے ہیں۔ ارشاد ہے :

﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ (یُونُس : ۱۲)

"جب انسان کو کوئی تکلیف آتی ہے تو وہ اپنے پہلو پر (لیٹے ہوئے) بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے ہمیں پکارتا ہے' اور جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو ایسے چلا جاتا ہے گویا کہ اس نے کسی مصیبت کے آنے کی وجہ سے ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔ زیادتی کرنے والوں کے لئے اسی طرح وہ عمل مزین ہو جاتے ہیں جو وہ کرتے تھے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا :

﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ۝﴾ (فُصِّلت : ۵۱)

"جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو اعراض کرتا ہے اور پہلو بچا کے دور ہو جاتا ہے اور جب اسے بُرائی آتی ہے تب وہ لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے۔"

نیز فرمایا :

﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا۝﴾

(الاسراء : ٦٧)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب تمہیں سمندر میں تکلیف آتی ہے تو اس کے سوا جس کو پکارتے ہو سب غائب جاتا ہے' اور جب وہ تمہیں نجات دے کر خشکی پر لاتا ہے تو تم منہ موڑ لیتے ہو' اور انسان تو ناشکری کرنے والا ہے۔"

اور مشرکین کے متعلق فرمانِ الٰہی پہلے بھی گزر چکا ہے :

﴿ ... ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ○ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ ﴾

(النّحل : ۵۳' ۵۴)

"پھر جب تم کو مصیبت آتی ہے تو اسی کے آگے فریاد کرتے ہو' پھر جب وہ تمہاری تکلیف دور کر دیتا ہے تو اچانک تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے۔"

صبر اور شکر پر عمل پیرا

قابل تعریف قسم کے لوگ تیسری جماعت کے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو راحت کے وقت بھی اللہ سے دعا کرتے اور اس کے حضور توبہ کرتے ہیں اور مصیبت میں بھی اسی کو پکارتے اور اسی سے توبہ کرتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ راحت و مصیبت دونوں حالتوں میں اللہ کی عبادت اور اطاعت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ صبر اور شکر کے حامل لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی یہی حالت بیان کی ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :

﴿ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ﴾ (الانبیاء : ۸۷' ۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور مچھلی والے کا ذکر کیجئے جب وہ ناراض ہو کر چلا گیا' اس نے سمجھا کہ ہم اس پر تنگی نہیں کریں گے' پھر اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو پاک ہے' بے شک میں ہی ظالم ہوں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اسے غم سے نجات دے دی' اور ہم اسی طرح مؤمنوں کو نجات دیتے ہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا :

﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ○ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ○ ﴾ (صٓ : ۳۴'۳۵)

"اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو آزمایا اور اس کی کرسی پر ایک جسم ڈال دیا' پھر اس نے رجوع کیا۔ اُس نے کہا: اے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لئے مناسب نہ ہو۔ یقیناً تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے :

﴿ وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ○ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ○ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۗ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۗ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ○ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ ﴾ (ص : ۲۱ ـ ۲۵)

"کیا آپ کو جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی' جب وہ دیوار پھاند کر عبادت گاہ میں داود (علیہ السلام) کے پاس چلے گئے۔ پس وہ (داود) ان کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ انہوں نے کہا: خوف نہ کیجئے (ہم) دو فریق ہیں' ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے' پس ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجئے اور زیادتی نہ کیجئے اور راہ راست کی طرف ہماری رہنمائی کیجئے۔ بے شک یہ میرا بھائی ہے' اس کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس ایک بھیڑ ہے۔ اس نے کہا: یہ بھی میری نگرانی میں دے دو اور وہ بات میں مجھ پر غالب آگیا۔ داود نے کہا: اس نے تمہاری بھیڑ اپنی بھیڑوں میں ملانے کا مطالبہ کرکے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ اور (مویشی پالنے والے) بہت سے ساتھی ایک دوسرے پر زیادتی کر لیتے ہیں' بس وہی لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں جو ایمان رکھتے اور عمل صالح کرتے ہیں' اور ایسے لوگ کم ہی ہیں۔ تب داود کو خیال ہوا کہ ہم نے اس کی آزمائش کی ہے' تو اس نے اپنے رب سے بخشش مانگی اور رجوع کیا۔ چنانچہ ہم نے اس کی یہ غلطی معاف کر دی۔ یقیناً ہمارے پاس اس کیلئے تقرب اور بہتر انجام تھا۔"

حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۗ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ ﴾ (الاعراف: ۲۲، ۲۳)

"شیطان نے ان دونوں کو دھوکے سے پھسلا دیا۔ پھر جب انہوں نے درخت کو چکھا تو ان کیلئے ان کے پردہ کے اعضاء ظاہر ہو گئے اور وہ خود پر جنت کے پتے چپکانے لگے۔ اور انہیں ان کے رب نے آواز دی: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور تمہیں کہا نہیں تھا کہ شیطان تمہارا واضح دشمن ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارے مالک! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا ہے، اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ ﴾ (البقرۃ: ۳۷)

"پس آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لئے پھر اللہ نے اُس کی توبہ قبول فرمالی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

آیتِ مبارکہ "وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قُتِلَ" کی تفسیر

وہ مؤمن جن کا نبی شہید ہو گیا تھا، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قُتِلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝ ﴾ (آل عمران: ۱۴۶-۱۴۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی۔ [ایک قراءت میں قُتِلَ ہے' یعنی کتنے ہی نبی ہیں جو شہید ہو گئے' ان کے ساتھ بہت سے لشکر تھے] تو انہیں اللہ کے راستے میں جو مصیبتیں پیش آئیں ان کی وجہ سے انہوں نے بزدلی کا اظہار نہیں کیا' نہ کمزوری دکھائی' نہ (باطل کے آگے) سرنگوں ہوئے' اور اللہ صبر کرنے والوں (یعنی ثابت قدم رہنے والوں) کو پسند کرتا ہے۔ انہوں نے کہا تو یہی کہا: اے ہمارے رب! ہمارے گناہ اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی معاف فرمادے' اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دُنیوی بدلہ بھی عطا فرمایا اور آخرت کا بہترین بدلہ بھی' اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔"

"قُتِلَ" کا معنی ہے نبی شہید ہو گیا۔ صحیح قول یہی ہے اور "مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ" جملہ خبریہ واقع ہو رہا ہے۔ یہ نبی کی صفت بعد صفت ہے۔ معنی یہ بنتا ہے کہ بہت سے نبی ایسے تھے کہ ان کے ساتھ بہت سے لشکر تھے' نبی کو شہادت نصیب ہوئی اور لشکر شہید نہ ہوئے۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ نبی بھی شہید ہوا اور ساتھ وہ اہل لشکر بھی شہید ہو گئے اور اللہ کی راہ میں آنے والی اس مصیبت کی وجہ سے انہوں نے کمزوری یا بزدلی کا اظہار نہیں کیا۔

"الرِّبِّيُّوْنَ" کا معنی ہے بہت زیادہ جمع ہونے والے لوگ' یا ہزاروں افراد۔ آیت کی یہی تشریح سبب نزول سے مناسبت رکھتی ہے' یعنی جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو جو مصیبت آئی جب یہ مشہور ہو گیا کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ٥﴾

(آل عمران : ۱۴۴)

"محمد (ﷺ) محض ایک رسول ہیں' ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے' اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں' تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا' اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔"

جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی آیت کی تلاوت فرما کر کہا تھا :

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ' وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ (۵۰)

"جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (اسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ) محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو کوئی اللہ عزّ و جل کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔"

نبی کی موت کے بعد عوام کی حالت

اگر نبی کی وفات یا شہادت کا سانحہ پیش آ جائے تو یہ مؤمنوں اور کافروں سب کے لئے ایک عظیم آزمائش ہوتی ہے۔ ان کے متبعین کے دلوں کی کمزوری

(۵۰) صحیح البخاری' کتاب الجنائز' باب ۳' وکتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۵' و کتاب المغازی' باب ۸۳۔ سنن ابن ماجه' کتاب الجنائز' باب ۶۵۔ مسند احمد ۲۲۰/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے بعض لوگوں کے مرتد یا منافق ہونے تک نوبت پہنچتی ہے اور کافروں کے دلوں میں شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اس نبی کا کام ختم ہو گیا' اب اس کا دین بھی ختم ہو جائے گا۔ اور یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر یہ نبی ہوتے تو فوت یا شہید نہ ہوتے اور اس قسم کی باتیں سمجھاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کتنے ہی نبی شہید ہو چکے ہیں!" خود بنی اسرائیل نے بہت سے انبیاء کرام کو شہید کیا۔ ممکن ہے نبی بغیر جنگ و قتال کے شہید ہو جائے' بلکہ بے شمار متبعین کی موجودگی میں بھی شہید ہو سکتا ہے۔ تو مؤمن اس شہادت کی مصیبت سے کمزور نہیں ہوتے اور دل شکستہ نہیں ہوتے اور صبر کرتے ہیں' اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے گناہوں کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں —— کیونکہ گناہ مصائب کا سبب ہوتے ہیں اور مصیبت اپنے نفس کی طرف سے آتی ہے —— چنانچہ وہ بخشش مانگتے ہیں اور ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں تاکہ وہ ایمان و جہاد پر قائم رہیں اور وہ شک میں پڑنے سے اور جہاد سے دست برداری سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ﴾ (الحجرات: ١٥)

"مؤمن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے' پھر وہ شک میں نہیں پڑے' اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑتے رہے' یہی لوگ سچے ہیں۔"

وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ کافروں کے خلاف ان کی مدد کرے۔ وہ اپنے رب سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں ثابت قدمی پیدا کرے اور اپنے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نصرت عطا فرمائے۔ مدد کرنے والا وہی ہے۔ مدد اسی سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کے لئے فرشتے نازل کئے اور اس موقع پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾

(الانفال : ۱۰)

"یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے محض خوشخبری بنائی تھی تاکہ دل مطمئن رہیں۔ مدد تو اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ (آل عمران : ۱۴۸)

"پس اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیوی ثواب بھی عطا فرمایا اور بہترین اُخروی ثواب بھی' اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اس کی تفصیل دوسرے مقام پر بیان کی گئی ہے۔

یہاں مقصودِ کلام یہ ہے کہ بھلائی چونکہ اللہ کا احسان ہے اور مصائب کا سبب خود نفس انسانی ہے ـــــ اگرچہ مصائب آتے بھی اللہ کے فیصلے سے ہیں ـــــ تو بندے کا فرض ہے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے' صرف اسی پر توکّل کرے' کیونکہ بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا بندے کا کام یہی ہے کہ اسے ایک مانے' اُس اکیلے پر توکّل کرے' اُس اکیلے کا شکر کرے اور گناہوں سے معافی مانگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی دعائیں توحید کے تمام معاملات کی جامع ہیں

نبی کریم ﷺ ان تمام امور کو اپنی دعاؤں میں جمع کرتے تھے۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمَاءِ، وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ))

"اے ہمارے رب! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے، آسمان بھرنے کے برابر، زمین بھرنے کے برابر، اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ کو بھرنے کے برابر، اور اس کے بعد جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق! بندہ جو کچھ کہے اس کے سب سے زیادہ مستحق! اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔"

یہ حمد ہے، جو اللہ کے شکر میں شامل ہے اور یہ وضاحت ہے کہ بندے کی سب سے سچی بات اللہ کی تعریف ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) (۵۱)

"اے اللہ جو کچھ تو عطا فرمائے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی شرف و دولت والے کو

---

(۵۱) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، ح ۱۹۳ و ۲۰۶۔ سنن النسائی، کتاب التطبیق ۲۵۔ سنن الدارمی، کتاب الصلاۃ، باب ۷۱۔ مسند احمد ۳/۸۷، ۴/۲۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دولت و عزت تیرے مقابلے میں فائدہ نہیں دیتی۔"

یہ توحید ربوبیت کا اقرار ہے' تخلیق میں' تقدیر میں' ابتداء میں بھی اور بطورِ جزا بھی وہی دینے والا اور روکنے والا ہے۔ جو کچھ وہ دے اسے کوئی روک نہیں سکتا' اور جسے وہ نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اس میں توحید الوہیت کا بھی اقرار ہے' امر و نہی میں اور شریعت میں' اگرچہ انسانوں کو ظاہری طور پر حکومت' عظمت' بخت اور اقتدار دیا جاتا ہے' یا باطنی طور پر شرف' مکاشفہ یا خرقِ عادت امور وغیرہ ملتے ہیں' لیکن اس کی عظمت اور دولت اسے تیرے محاسبہ اور جواب طلبی سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اسی لئے "لَا يَنْفَعُ مِنْكَ" (تجھ سے یا تیرے مقابلے میں فائدہ نہیں پہنچاتی) فرمایا ہے' "لَا يَنْفَعُ عِنْدَكَ" (تیرے پاس فائدہ نہیں پہنچاتی) نہیں فرمایا۔ اس صورت میں مطلب یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ اس کے ذریعے تیرا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا' لیکن ممکن ہے کہ اسے نقصان نہ پہنچے۔ دنیا میں شان و شوکت کا حامل یہ کہہ سکتا تھا کہ اگر میں آخرت میں عذاب سے بچ گیا تو پھر کیا پروا ہے۔ جس طرح نبوت اور بادشاہت کے وہ حامل جو خوش قسمت ہیں۔ اسی طرح اللہ کا نافرمان شان و شوکت والا بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ بھی آخرت میں اسی طرح خوش نصیب ہو گا۔ اس لئے فرمایا:

"وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ" یہاں ینفع میں نجات اور خلاصی کا مفہوم بھی شامل ہے۔ یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی دُنیوی عظمت و شوکت اسے عذاب سے نہیں بچائے گی' بلکہ جس سزا کے مستحق اس قسم کے دوسرے مجرم ہوں گے وہی سزا اسے بھی ملے گی اور اس کی عظمت و شوکت اسے فائدہ نہیں دے گی' یعنی نجات نہیں دلوا سکے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ“ کی وضاحت

یہ کلام توحید کا عملی اظہار ہے اور مندرجہ ذیل آیات کی عملی تفسیر بھی ہے:

﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ﴾ (الفاتحة)

”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔“

﴿ ... فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ ﴾ (ھود: ۱۲۳)

”...پس اس کی عبادت کیجئے اور اس پر توکل کیجئے۔“

﴿ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝ ﴾ (ھود: ۸۸)

”میں نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۝ ﴾ (المزمّل: ۸'۹)

”اپنے رب کا نام ذکر کیجئے اور اس کی طرف مکمل طور پر توجہ فرمایئے۔ وہ مشرق و مغرب کا رب ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اسی کو اپنا کارساز بنالیجئے۔“

”لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ“ میں توحید ربوبیت کا اظہار ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ صرف اسی سے مانگا جائے' اسی سے دعا کی جائے اور اسی پر توکل کیا جائے۔ یہ توحید ربوبیت' توحید الوہیت کا سبب بھی ہے اور اس کی دلیل بھی جس طرح قرآن مجید میں مشرکین کے خلاف متعدد مقامات پر اسے دلیل بنایا گیا ہے۔ کیونکہ مشرکین توحید ربوبیت کے تو قائل تھے' اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ انہوں نے ایسے شریک بنالئے تھے جن سے وہ اللہ جیسی محبّت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں' اور ان کے ذریعے ہم اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ ۭ ﴾ (یونس : ۱۸)

"اور وہ اللہ کے سوا اُن کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ۔ اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔"

اور فرمایا :

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ ﴾ (الزُّمر : ۳)

"جنہوں نے اس کے سوا ولی بنا رکھے ہیں (کہتے ہیں) ہم تو صرف اس لئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔"

نیز فرمایا :

﴿ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ ﴾

(الاحقاف : ۲۷، ۲۸)

"ہم نے تمہارے اردگرد کی بستیاں تباہ کر دیں اور ہم نے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے تاکہ وہ (حق کی طرف) پلٹ آئیں' پھر جن کو ان لوگوں نے اللہ کے سوا تقرب کے طور پر معبود بنا رکھا تھا ان (معبودوں) نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ وہ تو ان سے گم ہو گئے۔ یہ ان کا جھوٹ تھا اور ان کی گھڑی ہوئی بات تھی۔"

یہ توحید ـــــ یعنی صرف اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت اور صرف اس کے پسندیدہ طریق سے عبادت' یعنی اس طریقہ سے جس کا اُس نے اپنے پیغمبروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زبانی حکم دیا ہے (علیہم السلام) ـــــ اللہ کی اور رسول کی اطاعت پر مشتمل ہے اور اس میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ اس کے دوستوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے بغض رکھا جائے اور بندے کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے اور رسول اللہ ﷺ سے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت ہو کہ دوسری کوئی محبت اس کی مثل یا اس کے برابر نہ ہو۔ بلکہ اس کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جان سے بھی پیارے ہوں۔

جب مؤمن پر یہ واجب ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی جان سے بڑھ کر محبت رکھے، کیونکہ وہ اللہ کے رسول ہیں، تو جس اللہ کے وہ رسول ہیں اُس اللہ سے کتنی محبت ہونی چاہیئے؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے اپنے آپ کے"۔ آپ نے فرمایا: "نہیں، عمر! حتیٰ کہ میں تمہیں خود تمہاری ذات سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں"۔ انہوں نے عرض کیا: "قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، آپ تو مجھے میری جان سے بھی پیارے ہیں"۔ فرمایا: "اب، اے عمر!" (اب تم ایمان کے بلند مقام پر پہنچے ہو!)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ... ﴾ (الاحزاب: ٦)

"نبی مؤمنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے..."

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (التّوبة: ۲۴)

"(اے نبیؐ) فرما دیجئے: اگر تمہارے باپ دادا' تمہارے بیٹے پوتے' تمہارے بھائی' تمہاری بیویاں' تمہارا کنبہ' قبیلہ' تمہارے جمع شدہ مال' تمہاری تجارت جس کے مندے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر تمہیں اللہ سے' اس کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (یعنی عذاب) لے آئے' اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہنمائی نہیں فرماتا۔"

اگر بندے کو اللہ' رسول' جہاد فی سبیل اللہ اپنے اہل سے اور ہر قسم کے مال سے زیادہ محبوب نہیں ہوں گے' تو وہ اس وعید میں داخل ہے۔

توحیدِ الوہیت

اس توحید میں —— یعنی توحیدِ الوہیت میں —— ہر مامور بہ کام کا انجام دینا اور ہر ممنوع کام سے پرہیز کرنا داخل ہے اور اس میں تقدیر پر صبر بھی شامل ہے۔ جس طرح توحیدِ ربوبیت میں اس بات کا اقرار شامل ہے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی خالق ہے نہ رازق' نہ دینے والا نہ روکنے والا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بندہ نہ کسی دوسرے سے سوال کرے' نہ توکل' نہ کسی اور سے مدد مانگے۔ جس طرح سورۃ الفاتحہ میں ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ "اے اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔"

اور فرمایا: ﴿...فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ﴾ (ھود: ۱۲۳) "...پس اس کی عبادت کر اور اس پر توکل کر۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ توحید ـــــ توحیدِ الوہیت یا توحیدِ عبادت ـــــ اہلِ توحید کو اہلِ شرک سے ممتاز کرتی ہے۔ دنیا اور آخرت میں جزا و سزا کا دارومدار اسی پر ہے۔ جو اس توحید پر عمل پیرا نہیں ہو گا وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے مشرکین میں شامل ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کا جرم معاف نہیں کرتا' دوسرے گناہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

توحیدِ ربوبیت

باقی توحیدِ ربوبیت کا اقرار تو مشرکین بھی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے اللہ جیسی محبت رکھتے ہیں۔ لہٰذا توحیدِ ربوبیت ان کے خلاف دلیل بن گئی کہ جب اللہ ہی ہر چیز کا مالک اور بادشاہ ہے اور اس کے سوا کوئی خالق اور رازق نہیں تو پھر اس کے ساتھ دوسروں کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ انہوں نے نہ پیدا کیا ہے' نہ رزق دیا ہے' نہ ان کے ہاتھ کچھ دینا یا لینا ہے' بلکہ وہ تو انہی کی پوجا کرنے والوں کی طرح اللہ کے بندے ہیں جن کے قبضہ میں اپنا نفع و نقصان بھی نہیں' نہ موت و حیات ان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم فلاں ولی کو اس لئے پکارتے ہیں کہ ہماری سفارش کرے تو اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ﴾ (البقرۃ: ۲۵۵)

"کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکتا ہے؟"

جو شفاعت کرنے والے ہیں' یعنی نبی اور فرشتے وغیرہ' وہ بھی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتے۔ باقی رہیں قبریں اور ان پر بنے ہوئے قبے اور گنبد یا ان کی تصویریں یا مجسّے' جن سے سفارش کی درخواست کرنے کو بزرگوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش کی درخواست سمجھا جاتا ہے' تو یہ چیز نہ عقل کی روشنی میں صحیح ثابت ہو سکتی ہے نہ شریعت کی روشنی میں۔ کیونکہ ان چیزوں کو کسی حال میں شفاعت کا حق حاصل نہیں' جس طرح وہ بُت جو مختلف ستاروں یا جِنّوں یا ولیوں کے نام پر بنائے جاتے ہیں' شفاعت نہیں کر سکتے۔

فصل ۲۸

شفاعت کی حقیقت

چونکہ اللہ کے ہاں کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا' اور شفاعت کرنے والے اس کی شفاعت کرتے ہیں جس پر اللہ راضی ہو' لہٰذا سفارش کرنے والے کی حیثیت شریک کی نہیں رہتی' جس طرح مخلوق کا ایک فرد دوسرے کے پاس سفارش کرتا ہے' کیونکہ مخلوق میں سے کوئی فرد اپنے ہم مرتبہ شخص کے پاس ـــــ یا اپنے سے اعلیٰ یا ادنیٰ کے پاس ـــــ شفاعت کرتا ہے تو پہلے اس کی اجازت نہیں لیتا اور جس کے پاس سفارش کی گئی ہے وہ بہرحال اس کی شفاعت قبول کر ہی لیتا ہے' یا اس لئے کہ وہ اس کی طرف رغبت رکھتا ہے' یا اس لئے کہ سفارش کرنے والے کے پاس کسی ایسے کام کی طاقت یا سبب موجود ہے جس سے وہ اسے فائدہ پہنچا سکتا ہے' یا اسے کسی خطرہ سے بچا سکتا ہے' یا وہ اس سے ڈرتا ہے یا اس سے محبّت طبعی رکھتا ہے' یا ان میں باہمی تعاون کا معاملہ ہوتا ہے' یا کوئی اور اسی قسم کا سبب ہو سکتا ہے۔

اور سفارش کرنے والے کی شفاعت اس شخص کے ارادہ پر اثر انداز ہوتی ہے جس کے آگے شفاعت کی گئی ہے۔ چنانچہ پہلے جس کام کے لئے اس کا ارادہ نہیں ہوتا اس سفارش کی وجہ سے اس کا ارادہ بن جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حکم کرنے والے کا مامور سے تعلق ہوتا ہے۔ پہلے اس کا ارادہ ایک کام کرنے کا ہوتا ہے لیکن جب حکم دینے والا حکم دے دیتا ہے تو وہ شخص اس کام کو انجام دے دیتا ہے۔ اسی طرح ایک مخلوق کا دوسرے فرد سے سوال کرنا بعض اوقات اس کام کا محرک بن جاتا ہے جس کے لئے سوال کیا گیا ہے۔

"شفاعت" کا لفظ "شَفْعٌ" سے ماخوذ ہے' جس کا معنی "جفت" یعنی "دو" کا ہے۔ شفاعت کرنے والا حاجت مند کی درخواست پیش کرنے کے موقعہ پر حاجت مند کو اکیلا نہیں رہنے دیتا' بلکہ حاجت مند اور شفاعت کرنے والا دو ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ مشفوع الیہ (جس کے حضور شفاعت کی گئی ہے) کو بھی "شَفْع" کر دیتا ہے' کیونکہ اس کی شفاعت کی وجہ سے مشفوع الیہ مطلوبہ فعل کا فاعل بن جاتا ہے۔ اس طرح اس نے طالب اور مطلوب دونوں کو "شَفْع" کر دیا۔

اللہ تعالیٰ وِتر (طاق' اکیلا) ہے' اس کو کوئی شَفْع نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کے پاس بلا اجازت شفاعت کوئی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا معاملہ سب کا سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور کسی بھی لحاظ سے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیۃ الکرسی میں اس کی نفی کی ہے۔ اور یہ آیت توحید کے بیان پر مشتمل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۗ ﴾ (البقرۃ: ۲۵۵)

"جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے پاس بلا اجازت شفاعت کر سکے؟"

سیّد الشّفعاء ﷺ قیامت کے دن سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کریں گے تو آپؐ سے کہا جائے گا "سر اٹھایئے' بات کیجئے سنی جائے گی' طلب کیجئے دیا جائے گا' شفاعت کیجئے مانی جائے گی"۔ چنانچہ آپؐ کے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی' اور آپؐ ان لوگوں کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ یعنی بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی: ﴿قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ﴾ (آل عمران: ۱۵۴) "کہہ دیجئے: حکم سب اللہ کا ہے"۔ اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے ارشاد فرمایا: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۸) "آپ کے ہاتھ میں کوئی معاملہ نہیں" اور فرمایا: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (الاعراف: ۵۴) "خبردار! تخلیق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی اُسی کا ہے۔"

تو اللہ کے پاس کوئی شخص شفاعت نہیں کر سکتا مگر اسی کے حکم سے' اور وہ جسے چاہتا ہے اجازت دیتا ہے' لیکن شفاعت قبول کر کے شفاعت کرنے والے کی عزت افزائی کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا:

((اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوْا' وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ)) (۵۲)

"سفارش کیا کرو' تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبیؐ کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ صادر کرے گا۔"

لہٰذا جب دعا کرنے والا اللہ سے دعا کرتا ہے یا سفارش کرنے والا سفارش کرتا ہے اور وہ دعا یا سفارش قبول کر لیتا ہے تو انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پر اثر انداز ہونے والا نہیں بن جاتا' جس طرح مخلوق کا ایک فرد دوسرے کے پاس سفارش کر کے اس کی ذات پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اسے

---

(۵۲) صحیح البخاری' کتاب الزکاۃ' باب ۲۱' و کتاب الادب' باب ۳۶ و ۳۷' و کتاب التوحید' باب ۳۱۔ صحیح مسلم' کتاب البر' ح ۱۴۵۔ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا کرنے والا بنایا اور اسے شفاعت کرنے والا۔ وہی بندوں کے افعال کا خالق ہے' وہ بندے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے' پھر اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے' وہ بندے کو ایک عمل کی توفیق دیتا ہے' پھر بندے کو اس عمل کا ثواب بھی دیتا ہے۔ وہی دعا کی توفیق دیتا ہے' پھر دعا قبول کرلیتا ہے۔ لہٰذا اس پر کسی مخلوق کا اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اس فعل کو اپنے دوسرے فعل کا سبب بنا دیتا ہے۔

تقدیر پر ایمان رکھنے والے اہلِ سُنّت کے مطابق اس تفصیل میں کوئی کجی یا نقص نہیں۔ کیونکہ اللہ ہر شے کا خالق ہے' وہ جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے' جو کچھ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ وہ بندے کے افعال کا اسی طرح خالق ہے جس طرح دوسری مخلوقات کا خالق ہے۔ امام یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں: میں نے اپنے بزرگوں سے ہمیشہ یہی بات سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے۔

لیکن اس سے قدریہ کے قول کی غلطی ثابت ہو جاتی ہے۔ وہ چونکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کو پیدا کرتا ہے اور اس میں اللہ کی مرضی اور تخلیق کو دخل نہیں ہوتا' لہٰذا ان کے قول کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ جو کچھ نہیں کرنے والا تھا بندے نے اسے وہ کام کرنے والا بنا دیا' چنانچہ بندے نے اپنی دعا کی وجہ سے اسے قبول کرنے والا بنا دیا' اپنی توبہ سے اسے توبہ قبول کرنے والا بنا دیا' اور اپنی سفارش کی وجہ سے اسے شفاعت قبول کرنے والا بنا دیا۔

اللہ کے "اِذن" کا مطلب

اس سے ملتی جلتی بات ان کی ہے جنھوں نے مخلوق کو اللہ کے ہاں بغیر اِذن کے شفاعت کرنے والی بنا دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذن کی دو صورتیں ہیں۔ اِذن بمعنی مشیت اور خلق ـــــ اور ـــــ اِذن بمعنی اجازت واباحت۔

پہلے معنی کی مثال جادو کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (البقرۃ: ۱۰۲)

"وہ اس کے ساتھ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ کے اِذن سے۔"

یہاں اللہ کے اِذن سے اس کی مشیت وقدرت مراد ہے۔ ورنہ اللہ نے جادو کے اعمال کی اجازت نہیں دی۔ قدریہ اس "اِذن" کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جادو اللہ کے اِذن اور حکم کے بغیر نقصان پہنچا دیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ... ﴾

(آل عمران: ١٦٦)

"جس دن دو لشکر باہم مقابل ہوئے اس دن تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اللہ کے اِذن سے تھی۔"

یعنی مؤمنوں کو جو مصیبت پہنچی ـــــ وہ قتل ہوئے' زخمی ہوئے' ان کا مُثلہ کیا گیا' انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ـــــ وہ سب اللہ کے اِذن اور اس کے حکم سے تھا۔ وہ کفار کے اَفعال کا بھی خالق ہے اور مؤمنوں کے اَفعال کا بھی۔

"اِذن" کے دوسرے معنی کی مثال یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ ... اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ ... ﴾ (الاحزاب: ۴۵'۴٦)

"(اے نبیؐ) بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا' خوشخبری دینے والا' متنبہ کرنے والا اور اللہ کے اِذن سے اس کی طرف بلانے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا کر بھیجا..."

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ... ﴾ (الحشر: ۵)

"تم نے کھجور کا جو درخت کاٹا اور جو اپنی جڑ پر کھڑا چھوڑ دیا' وہ سب اللہ کے اِذن سے تھا۔"

یہاں اِذن سے مراد اجازت ہے اور یہ کہ کرنے والے پر کوئی گناہ یا حرج نہیں' حالانکہ وہ سب اللہ کی مشیت اور اس کے فیصلہ سے ہی ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے: ﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ "کون ہے جو اُس کے پاس شفاعت کرے مگر اُس کے اِذن سے" یہ اِذن وہ ہے جو اُس کی تقدیر اور تشریع سے ہوتا ہے۔ یہاں محض مشیت اور تقدیر مراد نہیں۔ البتہ جادو اور کافروں کا مؤمنوں پر غالب آجانا اسی "اِذن" (مشیت اور تقدیر) سے ہوتا ہے۔

جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ بندے افعال خود کرتے ہیں اور اللہ ان اعمال کا خالق نہیں' نہ یہ اعمال اللہ کی قدرت اور مشیت کے تحت آتے ہیں' تو اس کے خیال میں ہر شفاعت کرنے والا اور ہر دُعا کرنے والا جو بھی (شفاعت یا دُعا) کرتا ہے وہ اللہ کی تخلیق اور قدرت سے نہیں ہوتا' اگرچہ اس نے شفاعت کی اجازت بھی دے دی ہو۔

البتہ کفر' جادو اور کافروں کا مسلمانوں کو نقصان پہنچانا' یہ ان کے خیال میں اللہ کے اِذن کے بغیر واقع ہوتا ہے' نہ اِذن بمعنی اجازت سے نہ اِذن بمعنی مشیت سے۔ کیونکہ اللہ نے اس کی اجازت تو نہیں دی اور اس پر مسلمانوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق ہے۔ اور مشیت اور تخلیق کے تحت وہ اسے داخل نہیں مانتے۔ گویا یہ کام اللہ کی مشیت اور اس کی تخلیق کے بغیر ہوا ہے۔

وہ مشرک جو تقدیر کا اقرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شفاعت کرنے والے تقدیر والے اِذن سے شفاعت کریں گے' اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت نہ دی ہو۔

تقدیر کا انکار کرنے والے لوگ ــــ مثلاً اکثر نصاریٰ ــــ کہتے ہیں کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بغیر اِذن کے ہے' یعنی نہ انہیں تقدیر والا اِذن حاصل ہے نہ شرعی اِذن۔ مسلمانوں میں سے قدریہ فرقہ کہتا ہے کہ وہ اِذنِ قدری کے بغیر شفاعت کرتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ سے کوئی چیز طلب کرے جب کہ اسے اِذنِ شرعی حاصل نہ ہو تو اس نے بغیر اِذنِ شرعی کے اور بغیر اِذنِ قدری کے شفاعت کی۔

ان کے نزدیک اجازت کے ساتھ دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کو متأثر کرتا ہے' لیکن اس کے مباح قرار دینے کی وجہ سے۔ اور جس دعا کرنے والے کو اجازت نہ دی گئی ہو اور وہ دعا کرے اور وہ دعا قبول ہو جائے تو ان کے خیال میں اس نے اثر ڈالا۔ لیکن یہ نہ اِس اِذن میں شامل ہے نہ اُس اِذن میں۔ جس طرح بلعم بن باعوراء وغیرہ کی مثال دی جا سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اس کے ہاں اس کے اِذن کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے؟"

ایک سوال : اگر کوئی کہے کہ بعض شفاعت کرنے والے اللہ کے اِذنِ شرعی کے بغیر شفاعت کرتے ہیں' اگرچہ اس کے فعل کا خالق اللہ ہی ہے' مثلاً نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے لئے شفاعت' ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کے لئے شفاعت' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبداللہ بن اُبَیّ کے لئے شفاعت' جب اس کے مرنے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا تھا' اور آیت کریمہ ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ کے متعلق تم کہتے ہو کہ یہ دونوں قسم کی شفاعت کے لئے ہے' کیونکہ اگر اذن قدری مراد ہو تو اس میں ہر شفاعت داخل ہو جائے گی' جس طرح اِذنِ قدری میں کفر اور جادو بھی شامل ہیں۔ اس طرح اس کے اِذن سے ہونے والے اور اس کے اِذن کے بغیر ہونے والے امور میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ اور اگر اِذنِ شرعی مراد ہو تو قدریہ کا قول لازم آتا ہے۔ انہوں نے اِذنِ شرعی کے بغیر شفاعت کی ہے۔

قبول ہونے والی شفاعت

اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ جہاں بلا اجازت شفاعت کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد کامل شفاعت یعنی قبول ہونے والی شفاعت ہے۔ جس طرح نمازی کہتا ہے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ "اللہ نے سن لی بات اس کی جس نے اس کی تعریف کی"۔ یعنی قبول کر لی۔ جس طرح ارشادِ خداوندی ہے: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۝﴾ (البقرۃ: ۲) "اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے"۔ نیز ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰهَا۝﴾ (النّٰزعٰت: ۴۵) "بے شک آپ اس کو تنبیہہ کرتے ہیں جو اس (قیامت) کا خوف رکھتا ہے"۔ اور فرمایا: ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ۝﴾ (ق: ۴۵) "پس قرآن کے ساتھ نصیحت کیجئے اس کو جو میری وعید سے ڈرتا ہے"۔ اور اس مفہوم کی اور بھی آیات ہیں۔

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت' تنبیہہ' نصیحت اور تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ متعلّم قبولیتِ تعلیم پر آمادہ ہو۔ جب وہ سیکھے گا تب وہ تعلیم حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گی جو سکھانے والے کا مقصود ہے۔ ورنہ کہا جائے گا "میں نے اسے تعلیم دی لیکن اس نے نہ سیکھا"۔ جس طرح فرمایا گیا ہے: ﴿ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ... ﴾ (فصلت: ۱۷) "اور ثمود کو ہم نے راہ دکھائی لیکن انہوں نے ہدایت کے بجائے اندھے پن کو پسند کر لیا"۔ اسی قسم کی کیفیت شفاعت کی ہے۔

شفاعت کا اصل مقصود یہ ہے کہ جس سے شفاعت کی گئی ہے وہ قبول کر لے۔ یہ مکمل شفاعت ہے اور یہ اللہ کے اِذن کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس اگر ایک شفاعت کرنے والا شفاعت کرے اور اس کی شفاعت قبول نہ ہو' تو یہ شفاعت کالعدم ہے اور اِس شفاعت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ توبہ و استغفار کرے' جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿ ... رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾ (هود: ۴۷)

"اے رب! بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں' اور اگر تو نے میری بخشش نہ کی اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں شامل ہو جاؤں گا۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو منافقوں کی نماز جنازہ ادا کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ﴾

(التّوبة: ۸۴)

"اور ان میں سے کوئی بھی مر جائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قبر پر جا کر کھڑے ہوں۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں تو بھی اس حالت میں کہ وہ فاسق ہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ ﴾ (المُنافقون : ٦)

"آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں ان کے لئے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔"

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی یہ بات نقل فرمائی ہے کہ وہ جہنّم میں جانے کے بعد کہیں گے:

﴿ فَمَا لَنَا مِنۡ شٰفِعِيۡنَ ۙ○ وَلَا صَدِيۡقٍ حَمِيۡمٍ ○﴾

(الشُّعراء : ۱۰۰'۱۰۱)

"ہمارا کوئی سفارشی نہیں' نہ کوئی پکا دوست ہے۔"

یعنی جس شفاعت کی انسان کو ضرورت ہے وہ ایسی قابل اطاعت ہستی کی شفاعت ہے جس کی شفاعت قبول ہو' رد نہ کی جا سکتی ہو۔ اور اللہ کے حضور ایسی شفاعت کوئی نہیں کر سکتا' اِلاّ یہ کہ اسے قدراً اور شرعاً اللہ کا اِذن حاصل ہو۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والے کو یقیناً اجازت دے گا' اور بندے کو شفاعت کرنے کی توفیق دے گا۔ یعنی وہی اس کے فعل کا خالق ہے اور وہی اسے اجازت دینے والا ہے۔ جس طرح دعا کی مثال ہے' اللہ ہی اسے دعا کا حکم دیتا ہے اور وہی اسے دعا کرنے والا بناتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' تخلیق کے لحاظ سے بھی اور حکم واجازت کے لحاظ سے بھی۔ جس طرح ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ﴾ (الاعراف: ۵۴)

"خبردار! تخلیق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا۔"

ابنِ ابی حاتم وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے: "جو اللہ پر اعتماد کرتا ہے اسے چاہیئے کہ اللہ سے دعا کرے"۔ لہٰذا کسی اور کے لئے نہ تخلیق ہے نہ حکم۔

منفی شفاعت

شریعت میں جس شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہ بلا قید شفاعت ہے۔ شفاعت سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ وہ قبول ہو۔ قبول نہ ہونے والی شفاعت کرنا تو کسی کو بھی مقصود نہیں ہوتا' نہ شفاعت کرنے والے کو' نہ اس کو جس کے لئے شفاعت کی جارہی ہے۔ اگر شفاعت کرنے والے کو اور شفاعت کرانے والے کو معلوم ہو کہ یہ قبول نہیں ہوگی تو وہ شفاعت کریں گے ہی نہیں۔ قبول ہونے والی شفاعت ہی فائدہ مند ہے۔ اس فرمانِ الٰہی میں یہی بات واضح کی گئی ہے:

﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ (سبا: ۲۳)

"اس کے ہاں شفاعت کوئی فائدہ نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اجازت دے۔"

اور فرمایا:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ ﴾ (طٰهٰ: ۱۰۹)

"اُس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر جس کے لئے اللہ اجازت دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔"

اِن آیات میں مطلق شفاعت کی نفی کی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ شفاعت تبھی فائدہ دے گی اگر اِذن حاصل ہو۔ اور "اِذن" سے مراد یہاں "اِذنِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی" یعنی اجازت ہے، جس طرح ان آیات میں "اِذن" سے مراد "اجازت" ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ﴾ (الحج: ۳۹)

"جن سے جنگ کی جاتی ہے انہیں بھی (جنگ کی) اجازت دے دی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ ﴾

"نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو اِلاّ یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے"۔ (الاحزاب: ۵۳)

اور فرمایا:

﴿ لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ﴾ (النّور: ۵۸)

"تم سے اجازت لیا کریں وہ افراد جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں (یعنی لونڈی غلام)۔"

آیت مبارکہ میں ﴿ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ "مگر جس کے لئے وہ اجازت دے" کا مطلب یہ ہے کہ جس کے لئے شفاعت کرنا مطلوب ہے اس کے لئے شفاعت کرنے کی کسی کو اجازت دی جائے۔ مطلق شفاعت کی کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی، بلکہ انہیں صرف مخصوص افراد کے لئے شفاعت کی اجازت ہو گی جن کے لئے شفاعت کرنے کی اللہ اجازت دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ○ ﴾ (طٰهٰ: ۱۰۸، ۱۰۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس دن وہ اس پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس کے لئے کوئی کجی نہیں۔ اور آوازیں رحمٰن کے لئے پست ہو جائیں گی' پس آپ سوائے چاپ کے کچھ نہیں سنیں گے۔ اس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر جس کے لئے اللہ اجازت دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔"

اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ صرف اسی کی شفاعت فائدہ دے گی جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے کی اجازت دے۔ دوسرا یہ کہ صرف اسی کو شفاعت سے فائدہ ہو گا جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ دے دے۔ اکثر مفسرین سے یہی قول مروی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ شفاعت فائدہ دے گی' نہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا' اور نہ نفع دینے والی بنے گی' مگر انہی کے لئے جن کیلئے اجازت حاصل ہو گی۔ جس طرح دوسری آیت میں ہے:

﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ (سبا: ۲۳)

"اس کے ہاں شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اس کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دے۔"

اس کا مطلب یہ نہیں کہ "نہیں فائدے دے گی مگر اس سفارش کرنے والے کے لئے جس کو اجازت ملی ہو"۔ اگر یہ کہنا مقصود ہوتا تو یوں کہا جاتا: "لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ" بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "لِمَنْ أَذِنَ لَهُ" (جس کے لئے اجازت دے) اور اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے حق میں شفاعت کرنا مقصود ہے' جسے اس شفاعت سے فائدہ ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا: ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ﴾ "حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ کہتے ہیں: حق فرمایا"۔ یہاں مذکور افراد سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد "شفاعت کرنے والے" نہیں ہیں' بلکہ وہ حضرات مراد ہیں جن کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہوا ہے: ﴿وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ﴾ "آسمان و زمین میں ان کی کوئی شراکت نہیں' نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا پشت پناہ ہے"۔ اس کے بعد ارشاد ہوا: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ...﴾ "اس کے ہاں شفاعت فائدہ نہیں دیتی مگر..." اور بیان کیا کہ یہ ناممکن ہے۔ "حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ پھر کہتے ہیں: سچ فرمایا"۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ نے کیا فرمایا۔ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے تب پتہ چلتا ہے' تو یہ ملائکہ اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کس طرح کر سکتے ہیں؟

جب اللہ تعالیٰ کسی کے حق میں شفاعت کی اجازت دے دیں تو اس کے ساتھ شفاعت کرنے والے کو بھی شفاعت کی اجازت مل جاتی ہے۔ یہ اجازت مطلق ہے۔ اس کے برعکس اگر صرف شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت دی جائے' تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فلاں کے حق میں شفاعت کی اجازت مل گئی ہے۔ اس کے لئے "اِذنِ خاص" کی ضرورت ہے۔

بہت سے مفسرین نے اسی طرح فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شفاعت سے صرف مؤمنوں کو فائدہ ہو گا۔ سلف نے اس آیت کی شرح اسی طرح کی ہے۔ ﴿إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ (طٰہٰ: ۱۰۹) کی شرح کرتے ہوئے امام قتادہؒ فرماتے ہیں:

"مقامِ محمود جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (الاسراء: ۷۹) (قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر پہنچا دے) اس سے مراد قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کا شفاعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہے اور ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۝﴾ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کی شفاعت مؤمنوں کے حق میں قبول فرمائے گا۔"

امام بغویؒ فرماتے ہیں: "﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ یعنی اللہ اس کو اس کے حق میں شفاعت کی اجازت دے۔ ﴿وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾ یعنی اس کی بات کو پسند فرمائے"۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے"۔ بغویؒ کہتے ہیں: "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ غیر مؤمن کے لئے شفاعت نہیں کرے گا۔"

﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ کی تشریح میں بھی دونوں قول ذکر کئے گئے ہیں۔ وہاں ایک جماعت نے اس رائے کو راجح قرار دیا ہے کہ مستثنیٰ شافع ہے، مشفوع لہ نہیں۔ یہاں اس کے برعکس قول کو راجح قرار دیا ہے۔ مثلاً بغویؒ نے یہاں استثناء میں صرف مشفوع لہ (جس کے حق میں شفاعت کی جائے) کا ذکر کیا ہے اور وہاں کہا ہے ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ یعنی "اس کے پاس شفاعت اسی کو فائدہ دے گی جس کے لئے اللہ شفاعت کی اجازت دے"۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تردید میں فرمائی۔ کیونکہ وہ کہتے تھے: ﴿هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس: ۱۸) "یہ بزرگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔ فرمایا: یہ معنی بھی ہو سکتا ہے "مگر جس کے لئے اجازت دے کہ وہ اس کے لئے شفاعت کرے۔"

﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ...﴾ (الزخرف: ۸۶)

"جن کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر جو حق کے ساتھ گواہی دے..."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس آیت مبارکہ میں بھی مفسرین کے دو قول ہیں۔ ہم اس آیت کے بارے میں کلام کریں گے 'ان شاء اللہ' اور واضح کریں گے کہ یہ استثناء دونوں گروہوں کو شامل ہے اور یہ استثناء منقطع ہے۔

اور ان دو آیتوں کا مفہوم بھی اُس آیت سے ملتا جلتا ہے اور اس میں دونوں انواع شامل ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ ﴾ (طٰهٰ: ۱۰۹)

"اُس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر وہ شخص کہ اس کے لئے رحمٰن نے اجازت دی اور اس کی بات کو پسند کیا۔"

اور لفظ "شفاعت" مصدر ہے شَفَعَ يَشْفَعُ کا اور مصدر کی اضافت بعض اوقات فاعل کی طرف ہوتی ہے' بعض اوقات محل فعل کی طرف۔ بعض اوقات لفظی مفعول بہ کا بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً کہتے ہیں: اَعْجَبَنِي دَقُّ الثَّوْبِ (مجھے کپڑے کا کوٹنا اچھا لگا) اور یہ بھی کہتے ہیں: اَعْجَبَنِي دَقُّ الْقَصَّارِ (مجھے دھوبی کا کوٹنا اچھا لگا) اسی طرح لفظ "علم" ہے۔ اس کی اضافت کبھی "عالم" کی طرف ہوتی ہے' کبھی "معلوم" کی طرف۔ پہلی صورت کی مثال: ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ ﴾ (البقرة: ۲۵۵) "وہ اس کے علم سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے"۔ اور فرمایا: ﴿ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ﴾ (النساء: ۱۶۶) "اُس نے قرآن کو اپنے علم سے نازل کیا"۔ اور فرمایا: ﴿ أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ ﴾ (هود: ۱۴) "اللہ کے علم کے ساتھ نازل کیا گیا"۔ اور اس قسم کی دوسری مثالیں بھی ہیں۔

دوسری صورت کی چند مثالیں یہ ہیں: ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ (لقمان: ۳۴) "بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم"۔ یہاں قیامت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"معلوم" ہے "عالم" نہیں۔ اسی طرح جب فرعون نے کہا: ﴿فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی﴾ (طٰهٰ: ۵۱) "تو پہلی نسلوں کا کیا حال ہو گا؟" تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ﴿عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی﴾ (طٰهٰ: ۵۲) "ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے"۔ اور اس قسم کی اور بے شمار مثالیں ہیں۔

مقصودِ کلام یہ ہے کہ شفاعت کے لئے ضروری ہے کہ ایک شافع (شفاعت کرنے والا) ہو اور ایک مشفوع لہ (جس کے حق میں شفاعت کی جائے) ہو۔ اور "شفاعت" کے لفظ میں ہر شفاعت کرنے والے کی شفاعت شامل ہے۔ اسی طرح مشفوع لہ کے لئے ہونے والی ہر شفاعت شامل ہے تو جب اللہ نے فرمایا: ﴿یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ "اُس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی" تو اس سے دونوں قسموں کی نفی ہو گئی۔ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت' اور گنہگاروں کے لئے شفاعت۔ پھر جب فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ "مگر جس کے لئے رحمن اجازت دے"۔ تو اس میں دونوں قسمیں آ گئیں۔ یعنی جس شفاعت کرنے والے کو اللہ نے اجازت دی اور اس کی بات پسند فرمائی۔ اور جس مشفوع لہ کے حق میں اللہ نے اجازت دی اور اس کے حق میں کی جانے والی بات پسند فرمالی۔ یہ شفاعت "مشفوع لہ" کو یہ فائدہ دے گی کہ اسے عذاب سے نجات دلوا دے گی۔ اور "شافع" کو اس انداز سے فائدہ دے گی کہ اس کی شفاعت قبول ہونے سے اس کی عزت افزائی ہو گی اور وہ اس شفاعت کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہو گا۔

اُس دن شفاعت نہ شافع کو فائدہ دے گی نہ مشفوع لہ کو ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (النبا: ۳۸) "مگر جس کے لئے رحمن اجازت دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ صحیح بات کہے"۔ یعنی یہ حضرات جن کے لئے اجازت حاصل ہو چکی ہو گی، جن کی بات اللہ کو پسند ہو گی، انہی کو شفاعت کا فائدہ حاصل ہو گا۔ آیت کی یہ تشریح قرآن مجید کی دیگر آیات کے موافق ہے۔

اللہ نے قرآن مجید میں بعض مقامات پر شفاعت کے لئے اپنے اِذن کی شرط بیان کی ہے۔ مثلاً ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ "کون ہے جو اس کے پاس اس کے اِذن کے بغیر شفاعت کر سکے؟" بعض اوقات اسے "شہادت بالحق" سے مشروط کیا ہے۔ مثلاً ﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ﴾ "جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو شفاعت کے مالک ہی نہیں"۔ اس کے بعد فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ "مگر جو حق کے ساتھ گواہی دیں اور وہ جانتے ہوں۔"

یہاں دو شرطیں بیان کی ہیں، رحمٰن کی طرف سے اجازت ہونا اور صحیح بات کہنا۔ مستثنیٰ میں مصدر فاعل اور مصدر مفعول دونوں شامل ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے اگر کہیں لَا يَنْفَعُ الزَّرْعُ اِلَّا فِيْ وَقْتِهٖ "کاشت کرنا صرف اس کے وقت میں ہی فائدہ دیتا ہے"۔ اس میں یہ معنی بھی ہو گا کہ کاشت کار وقت پر کاشت کرے تو فائدہ ہے ورنہ نہیں (یہ معنی مصدر فاعل کے لحاظ سے ہے) اور یہ معنی بھی ہو گا کہ زمین وقت پر کاشت کی جائے تو فائدہ ہے ورنہ نہیں (یہ معنی مصدر مفعول کے لحاظ سے ہے)۔

لیکن یہاں فرمایا ہے ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ "مگر جس کے لئے رحمٰن اجازت دے"۔ اور یہ استثناء مفرغ ہے۔ یعنی اس سے پہلے مستثنیٰ منہ مذکور نہیں۔ صرف یہی کہا ہے: "شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر جس شخص کے لئے رحمٰن اجازت دے"۔ اگر کلام میں عبارت محذوف نہ ہو تو معنی یوں ہو گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اس قسم کے افراد کو"۔ یعنی صرف ان کو فائدہ دے گی۔ مطلب یہ ہے کہ اس شفاعت کرنے والے کو اور اس مشفوع لہ کو فائدہ دے گی' اور کسی کو نہیں۔

اور اگر اس کلام میں عبارت محذوف مانی جائے تو مطلب یوں ہو گا "لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا شَفَاعَةُ مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ" یعنی "شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اس کی شفاعت جس کے لئے رحمٰن نے اجازت دی"۔ یہاں مصدر کی اضافت دونوں قسموں کی طرف ہے اور ہر ایک مضاف الیہ کے لحاظ سے اس کا معنی مختلف ہو گا۔ بعض کی طرف شفاعت کی اضافت اس لئے ہے کہ وہ شافع ہے (مصدر فاعل) اور بعض کی طرف اس کی اضافت اس لئے ہے کہ اس کی شفاعت کی جا رہی ہے (مصدر مفعول) جس طرح اس آیت میں ہے: ﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۷۷) "لیکن نیکی (اُس کی) ہے جو ایمان لایا اللہ پر"۔ یعنی نیکی تو ایمان لانے والے کی نیکی ہے۔ اور فرمایا: ﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ...﴾ (البقرۃ: ۱۷۱) "کافروں کی مثال اُس شخص کی حالت جیسی ہے جو پکارتا ہے..." یعنی کافروں کو پکارنے والے کی مثال جانوروں کو پکارنے والے کی سی ہے یا کافروں کی مثال پکارے جانے والے جانور کی سی ہے۔ ان مثالوں میں معنی واضح ہے۔ اس لئے فصاحت ایجاز و اختصار میں ہے اطناب و تطویل میں نہیں۔ ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ کا جملہ اگر اسی مذکورہ قسم میں شامل ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کرنے والے کو بھی اس شفاعت سے فائدہ حاصل ہو گا۔ دوسری آیت میں ہے: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ "اس کے ہاں شفاعت فائدہ نہیں دیتی مگر اس کے لئے جس کے لئے اللہ اجازت دے"۔ اس میں دونوں گروہ شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کلامِ مقدر کا مفہوم اس طرح ہے "اس کے ہاں شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر جس کے لئے اجازت دی گئی کہ اس کے لئے شفاعت کی جائے"۔ یعنی کسی دوسرے شخص کو اجازت دی گئی کہ اس شخص کے لئے شفاعت کرے۔ اس طرح "اِذن" دونوں کے لئے ہوگا اور فائدہ مشفوع لہٗ کے لئے ہوگا۔

یا یوں کہا جا سکتا ہے "فائدہ نہیں دے گی مگر جس کے لئے اجازت دی گئی اِن میں سے اور اُن میں سے"۔ یعنی جس طرح اِذن دونوں کے لئے ہے اسی طرح فائدہ بھی دونوں کے لئے ہے۔ چنانچہ شفاعت کرنے والے کو بھی شفاعت سے فائدہ حاصل ہوگا اور ممکن ہے کہ شفاعت کرنے والے کو مشفوع لہٗ سے بھی زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے۔ اسی لئے صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، وَیَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ مَا شَاءَ)) (۵۳) "شفاعت کرو، تمہیں اجر ملے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ کر دے گا"۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمد ﷺ کی سب سے زیادہ جو عزّت افزائی فرمائے گا وہ شفاعت ہے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہی "مقامِ محمود" ہے، جس مقام پر فائز ہونے پر سب اگلے پچھلے انسان حضور ﷺ کی تعریف کریں گے۔

اس طرح آیت میں کوئی لفظ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور آیت کا مطلب اس طرح ہوگا: "اُس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی، نہ شفاعت کرنے والے کو، نہ مشفوع لہ کو، مگر جس کے لئے اللہ نے اجازت دی اور اس نے صحیح بات کہی"۔ اسی وجہ سے صحیح حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا:

---

(۵۳) حوالہ سابقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ' لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ' يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ' يَا عَبَّاسُ عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ' لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ)) (۵۴)

"اے عبدِ مناف کی اولاد! میں اللہ (کے غضب) سے (بچانے کے لیے) تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں تیرے لئے اللہ سے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس! میں تیرے لئے اللہ سے کسی چیز کا مالک نہیں۔"

"صحیح" ہی میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے:

﴿ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَاْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيرٌ لَهٗ رغاءٌ اَوْ شَاةٌ لَهَا يعار' اَوْ رِقَاعٌ تَخْنِقُ' فَيَقُولُ: اَغِثْنِي' اَغِثْنِي' فَاَقُولُ: قَدْ اَبْلَغْتُكَ' لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ)) (۵۵)

"ایسا نہ ہو کہ میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں پاؤں کہ اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ ہو' یا ممیاتی ہوئی بکری ہو یا پھڑپھڑاتا ہوا کپڑا اور وہ کہے: میری فریاد رسی کیجئے! میری فریاد سنئے! اور میں کہوں: میں نے تجھے اللہ کے احکام پہنچا دیئے تھے' اب میں اللہ سے تیرے لئے کسی

---

(۵۴) صحیح البخاری' کتاب الوصایا' باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب۔

(۵۵) صحیح البخاری' کتاب الجهاد' باب الغلول۔ صحیح مسلم' کتاب الامارۃ ح ۲۴ و ۲۶ و ۲۸۔ مسند احمد ۲/۴۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز کا مالک نہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمانِ الٰہی ﴿لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ﴾ "وہ اس کے سوا کسی سے شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے" اور فرمانِ الٰہی ﴿لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ "وہ اس سے خطاب کا اختیار نہیں رکھیں گے" اپنے اصل مفہوم پر ہے۔ اس آیت ﴿لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ﴾ میں وہی اندازِ کلام ہے جو حدیثِ نبوی ((لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ)) میں ہے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿...وَمَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (الممتحنة: ۴) "ابا جان! میں آپ کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتا"۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملتی جلتی ہے:

﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا۝ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا ۛ لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۝﴾ (النبا: ۳۷، ۳۸)

"آسمانوں کا، زمین کا، اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا رب، رحمٰن، اس سے وہ بات کرنے کا اختیار نہیں رکھیں گے۔ جس دن روح القدس کھڑے ہوں گے اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے، بات نہیں کریں گے، مگر جس کے لئے رحمٰن نے اجازت دی اور اس نے صحیح بات کی۔"

درجِ ذیل آیت کا بھی یہی مفہوم ہے:

﴿یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا۝﴾ - (طٰهٰ: ۱۰۹)

"اُس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی، مگر وہ شخص کہ اجازت دی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے رحمن نے اور پسند کیا اس کے لئے بات کرنا۔"

دونوں جگہ "اجازت" کی شرط لگائی گئی ہے۔ وہاں "صحیح بات" کا لفظ ہے اور یہاں "بات کو پسند کرنے" کا۔ اور جو بھی صحیح بات کرے گا اللہ اس کی بات سے راضی ہو گا۔ اور اللہ سچ ہی سے راضی ہوتا ہے۔

شفاعت اللہ ہی کے اختیار میں ہے

مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں علماء کے دو قول ہیں:

ایک یہ کہ ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ سے مراد بھی شفاعت ہی ہے۔ ابنِ سائب کہتے ہیں: "یعنی وہ اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے۔"

دوسرا یہ کہ: مخلوق والے اپنے رب سے اس کی اجازت کے بغیر کلام نہیں کر سکیں گے۔ مقاتل کہتے ہیں: مجاہدؒ نے اسی طرح فرمایا ہے: "﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ یعنی کلام نہیں کر سکیں گے"۔ یہ آیت کی وہ تفسیر ہے جو مجاہدؒ سے ثابت ہے۔ اور آپؒ تابعین میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ ثوریؒ کہتے ہیں: جب تمہیں تفسیر میں مجاہد سے روایت مل جائے تو وہ تمہیں کافی ہے۔ مجاہد نے فرمایا: میں نے پورا قرآن مجید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پڑھا، میں ہر آیت پر رک کر ان سے اس کے متعلق سوالات کرتا تھا۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور "صحیح" میں امام بخاریؒ نے بھی ان کے تفسیری ارشادات پر اعتماد کیا ہے۔ مجاہد نے ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ میں "خِطَابًا" کی تفسیر جو "کلام" سے کی ہے، اس میں شفاعت بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ میں کوئی استثناء بیان نہیں فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ سے خطاب کا اختیار مطلقاً کسی کو حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ مخلوق کسی ایسی چیز کی مالک نہیں جس میں وہ اللہ کے ساتھ شریک ہو۔ جیسے ہم آیت کریمہ ﴿ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ ﴾ "جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں' وہ افراد شفاعت کے مالک نہیں ہیں" کی وضاحت میں بتا چکے ہیں کہ یہ "عام مطلق" ہے۔ اللہ کے سوا جس کو بھی پکارا جاتا ہے وہ کسی حال میں شفاعت کا مالک نہیں' لیکن اللہ تعالیٰ جب ان کو اجازت دے گا تب وہ شفاعت کریں گے۔ شفاعت ان کی مِلک نہیں ہوگی۔ یعنی انہیں کلی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

﴿ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴾ "وہ اس سے مخاطب ہونے کے مالک نہیں ہوں گے" کی بھی یہی تفسیر ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔

بعض کہتے ہیں اس آیت میں کفار کا ذکر ہے کہ وہ اس دن اللہ سے ہم کلام ہونے کے مالک نہیں ہوں گے۔ ابنِ عطیہؒ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

﴿ لَا يَمْلِكُوْنَ ﴾ میں ضمیر کا مرجع کفار ہیں۔ یعنی اللہ کے فضل وانعام کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے معذرت وغیرہ کرنے کے مالک نہیں ہوں گے۔ یہ تفسیر سلف کے خلاف ہے اور بالکل غلط ہے۔

صحیح قول وہی ہے جو سلف سے منقول ہے اور جمہور علماء نے اسے اختیار کیا ہے کہ یہ عام ہے۔ جس طرح دوسری آیت میں ہے:

﴿ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○ ﴾

(طٰهٰ: ۱۰۸)

"رحمٰن کے لئے آوازیں پست ہو جائیں گی' پس تو سوائے آہستہ آواز کے کچھ نہ سنے گا۔"

حدیثِ تجلی جو صحیحین میں مروی ہے اس میں جہاں لوگوں کے پل صراط سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرنے کا ذکر ہے وہاں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ((وَلَا یَتَکَلَّمُ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ، وَدَعْوَی الرُّسُلِ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) (۵۶) "رسولوں کے سوا کوئی کلام نہیں کرے گا۔ اور رسولوں کی دُعا اُس وقت یہ ہوگی: اے اللہ سلامت رکھ! سلامت رکھ!"۔ یہ کیفیت پل صراط سے گزرتے وقت ہوگی جبکہ اعمال کے وزن کا اور حساب کتاب کا مرحلہ گزر چکا ہوگا۔ تو اس سے پہلے کیا کیفیت ہوگی؟ اس کا اندازہ آپ خود کرسکتے ہیں۔

جب بڑے بڑے اولوالعزم رسولوں سے شفاعت کی درخواست کی جائے گی تو ہر ایک یہی کہے گا "آج میرا رب اس قدر غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا جلال آیا ہے نہ آئندہ آئے گا' اور مجھ سے تو فلاں غلطی سرزد ہوگئی تھی' نفسی' نفسی' نفسی"۔ تو جب یہ عظیم ترین انسان بھی اللہ تعالیٰ سے شفاعت کے بارے میں مخاطب ہونے کی جرأت نہیں کریں گے تو کسی اور کی کیا مجال ہے؟

مزید یہ کہ یہ آیت جنتی متقین اور کفار کے ذکر کے بعد وارد ہوئی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّکَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○ وَّکَاْسًا دِھَاقًا ○ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا ○ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًا ○ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ○﴾ (النبا: ۳۱۔۳۷)

"بے شک متقین کے لئے کامیابی ہے۔ باغ اور انگور۔ اور ہم عمر

---

(۵۶) صحیح البخاری' کتاب الاذان' باب ۱۲۹' وکتاب التوحید۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' ح۲۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان عورتیں۔ اور چھلکتے جام۔ ان (باغوں اور جنتوں) میں وہ نہ بیہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ۔ تیرے رب کی طرف سے جزا ہے اور حساب کے ساتھ عطا۔ آسمانوں' زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کے مالک' رحمٰن کی طرف سے' وہ اس سے مخاطب ہونے کے مالک نہیں ہوں گے (اختیار نہیں رکھیں گے۔)"

اس کے بعد فرمایا:

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (النّبا: ۳۸)

"جس دن رُوح القدس اور دیگر فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے' نہیں کلام کریں گے مگر جس کے لئے رحمٰن اجازت دے اور جو صحیح بات کرے۔"

اِن آیات میں بیان ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام اور دیگر فرشتے صفوں میں کھڑے ہوں گے' اور کلام نہیں کریں گے۔ یہ عملی صورت ہے اس فرمانِ الٰہی کی: ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ "نہیں مالک ہوں گے اس سے مخاطب ہونے کے"۔ عربی میں جب یہ کہا جاتا ہے "لَا اَمْلِكُ مِنْ اَمْرِ فُلَانٍ اَوْ مِنْ فُلَانٍ شَيْئًا" (میں فلاں شخص کے معاملہ سے یا فلاں شخص سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں) اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اس کے معاملہ میں کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا۔ انسان دوسرے کے معاملہ میں کم سے کم جو طاقت رکھ سکتا ہے وہ کلام ہی کی طاقت ہے اگرچہ وہ کلام سوال یا درخواست ہی کی صورت میں ہو۔

اور وہ اس مقام میں اللہ کے معاملہ میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے ہوں گے' بلکہ مخاطب ہونے کی طاقت بھی نہیں ہوگی۔ ارشادِ خداوندی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ... اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ﴾ (الممتحنة : ۴)

"... مگر ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ : میں ضرور آپ کے لئے دعائے مغفرت کروں گا اور میں آپ کے لئے اللہ سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔"

جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمادیا کہ وہ بھی اپنے والد کے لئے اللہ سے کسی چیز کے مالک نہیں ہیں' تو کسی دوسرے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟

مجاہدؒ ہی نے ﴿ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا : "یعنی جس نے سچی بات کی عقیدہ کے لحاظ سے اور اس پر عمل کے اعتبار سے"۔ اور عکرمہؒ سے روایت ہے "قَالَ صَوَابًا میں صحیح بات سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے"۔ مجاہدؒ کے قول کے مطابق مستثنیٰ وہی شخص ہو گا جو پاکیزہ کلام (کلمہ طیبہ) اور عمل صالح پر کاربند ہو گا۔

سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ہے "شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر جس شخص کے لئے رحمٰن نے اجازت دی اور اس کی بات کو پسند کیا"۔ تو جب اس کو بھی اسی قبیل سے قرار دیا جائے تو شفاعت سے مراد شفاعت مطلق ہی ہو گی۔ اور وہ نیکیوں کے بارے میں اور جنت میں داخلے کے بارے میں شفاعت ہے۔ جس طرح صحیحین میں ہے : ((يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' فَيَقُوْلُوْنَ : لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحُنَا مِنْ مَقَامِنَا هٰذَا))(۵۷) "قیامت کے دن

---

(۵۷) صحیح البخاری' کتاب التوحید' باب ۱۹ و ۲۴ و ۳۷' و کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ' باب ۱۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' ح ۳۲۲۔ مسند احمد ۳/۱۱۶ و ۲۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ پریشان ہوں گے تو وہ کہیں گے: اگر ہم اللہ کے حضور کسی کی شفاعت پیش کریں تو شاید اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرما کر اس مقام سے نجات دے"۔ تو یہ شفاعت ان کے درمیان فیصلوں کے لئے ہوگی۔

حدیثِ شفاعت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ((اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ))(۵۸) "آپؐ کی اُمت میں سے جن کے ذمہ حساب کتاب نہیں ہے انہیں داہنے دروازے سے داخل کر دیجئے"۔ یہ جنتیوں کے لئے سفارش ہے۔ اسی لئے بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں شفاعتیں حضرت محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ دوسرے حضرات گناہگاروں کے متعلق شفاعت کریں گے۔

لہٰذا فرمانِ الٰہی ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝﴾ میں تمام اہل محشر کے لئے عمومی شفاعت بھی شامل ہے' اور اہل جنّت کے لئے شفاعت بھی' اور عذاب کے مستحق گناہ گاروں کے لئے شفاعت بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس شفاعت میں بھی اور اِس شفاعت میں بھی عمل صالح کا ذکر نہیں فرمایا' بلکہ اتنا فرمایا ﴿وَقَالَ صَوَابًا﴾ "وہ صحیح بات کہے" اور فرمایا ﴿رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾ "(رحمٰن نے) اس کی بات کو پسند فرمایا"۔ اور یہ بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہے کہ "صحیح اور پسندیدہ بات" کرنے والا وہی ہوگا جو عمل صالح پر کاربند ہو' لیکن خود بات بھی پسندیدہ ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ (فاطر: ۱۰) "پاک کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔"

---

(۵۸) سنن الترمذی' کتاب القیامۃ' باب ۱۰ و ۱۳ اور ۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (الزُّخرف:۸۶)

"جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں، مگر جس نے حق کے ساتھ گواہی دی اور وہ جانتے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام بغویؒ اور ابن الجوزیؒ وغیرہ نے دو قول ذکر کئے ہیں۔ ایک یہ کہ مستثنیٰ شافع ہے (یعنی شفاعت وہ کرے گا جو سچی گواہی دے) دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ مشفوع لہ ہے (یعنی شفاعت صرف اسی کی ہوگی جو حق کی شہادت دیتا رہا ہے۔)

ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: اس آیت کی تشریح میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ (جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں) سے مراد اُن کے معبود ہیں۔ پھر ان میں عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کو مستثنیٰ کرنے کے لئے فرمایا: اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (مگر جو حق کے ساتھ گواہی دے) یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی سچی گواہی دے۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (اور وہ جانتے ہیں) یعنی دل میں اس بات کا یقین رکھتے ہیں جس کی گواہی زبان سے دے رہے ہیں۔ اکثر علماء کا یہی موقف ہے اور ان میں قتادہؒ بھی شامل ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ (جن کو پکارتے ہیں) یعنی عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتے وغیرہ جن کی عبادت مشرکین کرتے ہیں یہ کسی کی شفاعت نہیں کرسکتے۔ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (مگر جس نے حق کی گواہی دی) یعنی کلمۂ اخلاص کی گواہی دی۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (اور وہ جانتے ہیں) کہ عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے۔ بہت سے علماء کا یہ موقف ہے۔ ان میں مجاہدؒ بھی شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغویؒ کہتے ہیں: "جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر جس نے حق کے ساتھ گواہی دی"۔ ان سے مراد عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتے ہیں۔ اللہ کے سوا ان کی عبادت کی گئی ہے۔ انہیں شفاعت کا حق حاصل ہو گا۔ اس صورت میں نحوی طور پر "مَنْ" محلاً مرفوع ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ "مَن" محلاً منصوب ہے اور اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتے ہیں۔ یعنی وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر جس نے حق کے ساتھ گواہی دی۔ بغویؒ کہتے ہیں: پہلا قول صحیح ہے۔

مصنف کہتا ہے: بہت سے علماء نے مجاہدؒ اور قتادہؒ کا قول ذکر کیا ہے۔ مثلاً ابنِ ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ مجاہدؒ کا قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ" (جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں) اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور فرشتے شفاعت نہیں کریں گے۔ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (مگر جس نے حق کے ساتھ گواہی دی) یعنی جو حق کو جانتا ہے"۔ یہاں تک مجاہدؒ کا قول ہے۔ انہوں نے شَفَعَ کو بغیر صلہ کے متعدی ہونے والا قرار دیا ہے۔ اسی طرح لفظ ....(۵۹)

اس طرح یہ منصوب ہو گا مجرور نہیں ہو گا جس طرح بغوی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب حرفِ جار محذوف ہو تو اسم منصوب ہو جاتا ہے۔ اس طرح یوں کہا جائے گا: شَفَعْتُهُ اور شَفَعْتُ لَهُ جس طرح نَصَحْتُهُ اور نَصَحْتُ لَهُ بغیر لام کے بھی بولا جاتا ہے اور لام کے ساتھ بھی۔ "شَفَعَ" کا معنی ہے "حاجت مند کی

---

(۵۹) یہاں عربی کے قلمی نسخہ میں تقریباً چار الفاظ کے برابر جگہ خالی ہے۔ (محقق)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش کی"۔ مطلب یہ ہے کہ وہ نہ تو حاجت مند کی سفارش کریں گے نہ اس کی مدد کریں گے، مگر جس نے حق کے ساتھ گواہی دی۔ اور وہ جانتے ہیں کہ اللہ اُن کا رب ہے۔

قتادہؒ سے روایت ہے کہ ﴿ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ یعنی ملائکہ، عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام۔ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی گئی۔ اور وہ اللہ کے ہاں بلند مقام اور شفاعت کا حق رکھتے ہیں۔

مصنف کہتا ہے: دونوں اقوال اپنے معنی کے لحاظ سے صحیح ہیں، لیکن آیت کی تفسیر میں تحقیقی قول یہی ہے کہ استثناء منقطع ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی شفاعت کا مطلقاً اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ کے نزدیک اس میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو یہ فرمایا ہے "کوئی شفاعت نہیں کرے گا" نہ یہ فرمایا ہے "کسی کی شفاعت نہیں کی جائے گی" بلکہ کہا ہے "جن کو اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ شفاعت کے مالک نہیں" اور واقعی جس کسی کو بھی اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ شفاعت کا بالکل مالک نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ کہ شفاعت ان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جنہیں اللہ کے سوا پوجا گیا۔

اور سید الشفعاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح عبادت نہیں کی گئی جس طرح مسیح علیہ السلام کی عبادت کی گئی۔ اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شفاعت حاصل ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ لہٰذا یہ درست نہیں ہوگا کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی گئی ہے ان کی شفاعت کو تو تسلیم کیا جائے اور جن کو اللہ کے سوا نہیں پکارا گیا ان کی شفاعت تسلیم نہ کی جائے۔

جو شخص استثناء کو متصل قرار دیتا ہے تو اس کے مطابق مطلب یوں بنے گا کہ جسے اللہ کے سوا پکارا گیا وہ شفاعت کا مالک نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کے ساتھ شہادت دے اور وہ جانتا ہو' یا صرف اس کے لئے شفاعت کرے گا جو حق کے ساتھ گواہی دے اور وہ جانتا ہو۔ باقی رہے وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارا نہیں گیا تو ان کا یہاں ذکر نہیں کہ وہ بھی کسی کی شفاعت کریں۔

آیت کی یہ تشریح قرآن مجید کی شان کے لائق نہیں۔ نہ دوسری آیات سے مناسبت رکھتی ہے۔ اور سبب نزول سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔

"وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ" کی تشریح

فرمانِ الٰہی ﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ﴾ "جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں"۔ اس میں اللہ کے سوا ہر معبود شامل ہے۔ اور اس میں اصنام بھی شامل ہیں' کیونکہ کافر کہتے تھے کہ یہ ہماری مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ﴾ (یونس: ۱۸)

"وہ اللہ کے سوا اُس چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچائے اور نہ فائدہ دے۔ اور کہتے ہیں یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے: کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جس کو وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں؟"

اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور انبیاء کو مستثنیٰ کیا ہے تو اس قول سے اُن لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوگی جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے باطل معبود اُن کی سفارش کریں گے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قتادہؒ کی طرف منسوب یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول غلط ہے۔ کیونکہ اگر آیت کا یہی مطلب ہو کہ معبود صرف اس صورت میں شفاعت کریں گے جب وہ معبود فرشتے یا پیغمبر ہوں تو اس سے یہ ثابت ہو گا کہ اگر اللہ کے سوا نیک لوگوں کی پوجا کی جائے تو وہ غیر اللہ معبود اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے۔ جبکہ قرآن شروع سے آخر تک اس تصور کی تردید کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝ ﴾ (النّجم: ۲۶)

"آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں کہ ان کی شفاعت کچھ فائدہ نہیں دے سکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جسے چاہے اجازت دے دے اور اس پر راضی ہو۔"

اور فرمایا:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ ﴾ (الانبیاء: ۲۶۔ ۲۸)

"وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنا رکھی ہے۔ وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ معزز بندے ہیں۔ بات میں اس سے آگے نہیں بڑھتے (اس کی مرضی معلوم ہوئے بغیر بات نہیں کرتے)۔ اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے' وہ شفاعت نہیں کرتے مگر جس کے لئے اللہ راضی ہو' اور وہ اس کے خوف سے ترساں رہتے ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ وہ صرف اس کیلئے شفاعت کریں گے جس پر اللہ راضی ہو۔ معلوم ہوا کہ ان کیلئے یہ اجازت بھی ضروری ہے کہ وہ کس کے حق میں شفاعت کریں۔ یعنی انہیں اِذنِ مطلق (بلاقید اجازت) حاصل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ قرآن مجید میں جہاں "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" کی شفاعت کی نفی کی گئی ہے، وہاں نفی مطلق ہے۔ کیونکہ "مِنْ دُوْنِهٖ" کا تعلق یا تو "یَمْلِكُوْنَ" سے ہوگا یا "یَدْعُوْنَ" سے یا دونوں سے۔ چنانچہ عبارت یوں بنے گی "لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَهُمُ الشَّفَاعَةَ مِنْ دُوْنِهٖ" (جن کو وہ پکارتے ہیں اللہ کے بجائے وہ شفاعت کے مالک نہیں) یا یہ مطلب ہوگا "لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ اَنْ یَّشْفَعُوْا" (جن کو وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے)۔ یہ دوسرا مطلب زیادہ ظاہر ہے، کیونکہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے "اَلشَّفَاعَةَ" کا لفظ بعد میں فرمایا ہے اور "مِنْ دُوْنِهٖ" اس سے پہلے۔

قرآن مجید میں اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں ــــــ مثلاً:

﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ...﴾

(یونس: ۱۸)

"وہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو فائدہ پہنچا سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے..."

اور فرمایا:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ۚ﴾

(یونس: ۱۰۶)

"اللہ کے سوا اس کو نہ پکار جو نہ تجھے فائدہ دیتا ہے نہ تجھے نقصان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتا ہے۔"

اس کے برعکس اگر یہ مطلب لیا جائے "لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الشَّفَاعَةَ مِنْ دُوْنِهٖ" (جن کو وہ پکارتے ہیں وہ اللہ کے بغیر شفاعت کے مالک نہیں) تو اس قسم کی کوئی دوسری مثال قرآن مجید میں نہیں ملتی۔ قرآن مجید میں ایسے موقعہ پر یوں کہا جاتا ہے: "وہ جن کو پکارتے ہیں وہ بلااجازت شفاعت کے مالک نہیں"۔ اس مفہوم کے لئے "اِلَّا بِاِذْنِهٖ" کہا جاتا ہے "مِنْ دُوْنِهٖ" نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ شفاعت اللہ کی طرف سے ہی حاصل ہوتی ہے' کسی اور کی طرف سے کیسے ہو سکتی ہے؟ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ شفاعت اُس کی اجازت سے ہے اور یہ نہیں۔

علاوہ ازیں اگر مطلقاً "اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ" (جن کو وہ پکارتے ہیں) کہا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ بھی شامل ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ اللہ کو بھی پکارتے تھے دوسروں کو بھی۔ اسی لئے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ...﴾ (الفرقان: ٦٨)

"(رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو) اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے..."

آیت کا تیسرا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے: "لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ مِنْ دُوْنِهٖ" (جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ اللہ کے سوا کسی سے شفاعت کے مالک نہیں۔)

یہ قول سابقہ قول سے بہتر ہے' لیکن اس پر وہی اعتراض وارد ہوتا ہے جو پہلے قول پر وارد ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کے پاس اُس کی اجازت کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے؟

اِن دونوں اقوال کے ضعیف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ "شفاعت" کے بعد اس کا صلہ مذکور نہیں ہے، بلکہ فرمایا ہے ﴿لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ﴾ "جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں"۔ یعنی ان کے شفاعت کا مالک ہونے کی مطلقاً نفی کی گئی ہے اور یہی بات درست ہے اور اللہ کے سوا جس کو بھی پکارا جاتا ہے وہ شفاعت کا مالک نہیں ہے، کیونکہ جو کسی چیز کا مالک ہوتا ہے وہی اُس چیز میں اپنی مرضی کے مطابق اپنی طاقت سے تصرف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اس کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی فرد کسی حال میں شفاعت کا مالک نہیں۔ اس مقام پر ﴿اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ بات عملی طور پر شفاعت کے موقعہ پر کہی جاتی ہے۔ مثلاً ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ "اس کے ہاں کون شفاعت کر سکتا ہے مگر اس کی اجازت سے؟"

جہاں تک ملکیت کا تعلق ہے تو اللہ کے سوا کوئی بھی شفاعت کا مالک نہیں۔ مخلوق کسی حال میں شفاعت کی مالک نہیں ہو سکتی۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی نبی یا کوئی اور انسان شفاعت کا مالک ہو۔ یہ اسی طرح محال ہے جس طرح کسی مخلوق کا خالق اور رب ہونا محال ہے۔ اسی قسم کا فرمان یہ ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝﴾ (سبا: ۲۲)

"کہہ دیجئے: ذرا پکارو تو جنہیں تم اللہ کے سوا کچھ سمجھتے ہو۔ وہ لوگ نہ آسمان میں ایک ذرہ برابر حصہ کے مالک ہیں نہ زمین میں۔ نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین و آسمان میں ان کی کوئی شراکت ہے۔ نہ ان میں سے کوئی اس کا پشت پناہ ہے۔"

آیت مبارکہ میں ملکیت کی مکمل نفی فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ (سبا: ۲۳)

"اُس کے ہاں سفارش بھی فائدہ نہیں دیتی مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ اجازت دے۔"

اس طرح شفاعت کے فائدہ کا بھی انکار فرمادیا' سوائے اس کے کہ کسی کے لئے اجازت مل جائے۔ یہ بیان نہیں فرمایا کہ مخلوق میں سے کوئی فرد شفاعت کا مالک ہے۔ بلکہ مُلک اور حمد اسی کے لئے ہے اور مُلک (سلطنت اور حکومت) میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ ﴾ (الفرقان: ۱' ۲)

"برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ وہ جہانوں کو خبردار کرنے والا بن جائے۔ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت و اقتدار ہے اور اس نے اولاد اختیار نہیں کی' نہ ملک و سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کے اندازہ و تقدیر کو مقرر فرمایا۔"

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں "مِنْ دُوْنِهٖ" (اُس کے سوا) کہہ کر سفارش کرنے والوں کی نفی فرمائی ہے' وہاں نفی مطلق ہے اور وہاں استثناء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور نہیں۔ استثناء وہاں ہے جہاں "مِنْ دُوْنِهٖ" کی قید مذکور نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ...﴾ (الانعام: ۵۱)

"اِس (قرآن) کے ساتھ ان لوگوں کو خبردار کیجئے جو ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے سامنے اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اُس کے سوا ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا۔"

نیز فرمایا:

﴿... وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ﴾ (الانعام: ۷۰)

"...اور اِس (قرآن) کے ساتھ نصیحت کیجئے' ایسا نہ ہو کہ کوئی جان تباہ ہو جائے ان عملوں کی وجہ سے جو اس نے کمائے' (پھر) اللہ کے سوا اس کا نہ کوئی مددگار ہو نہ سفارشی۔"

اسی طرح فرمایا:

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ﴾ (السجدۃ: ۴)

"اس کے علاوہ تمہارا نہ کوئی مددگار ہے نہ سفارش کرنے والا۔"

خلاصہ یہ کہ جہاں "مِنْ دُوْنِهٖ" فرمایا ہے وہاں شفاعت کی مطلقاً نفی کی ہے اور جب "بِاِذْنِهٖ" کہا ہے تب "مِنْ دُوْنِهٖ" نہیں کہا۔ مثلاً ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ "کون ہے جو اس کے پاس سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت سے؟" اور فرمایا: ﴿مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ﴾ (یونس: ۳) "کوئی سفارشی نہیں ہے مگر اللہ کی اجازت کے بعد۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں متشابہ اور مثانی آیات ہیں

جو شخص قرآن مجید میں غور کرے گا اس پر واضح ہو جائے گا کہ وہ اللہ کے اِس فرمان میں بیان کردہ وصف سے متصف ہے:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ...﴾

(الزُّمر: ۲۳)

"اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا یعنی ملتی جلتی اور دہرائے ہوئے بیان والی کتاب۔"

یعنی اس کے اجزاء اور ارشادات ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۝﴾

(النِّساء: ۸۲)

"اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور طرف سے آیا ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔"

اور اس کی صفت "مَثَانِيَ" بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں مختلف اقسام کے ارشادات دوبارہ سہ بارہ بیان فرماتے ہیں اور ان کی تکمیل فرماتے ہیں۔ حقائق یا تو متماثل ہوتے ہیں' وہ "متشابہ" کہلاتے ہیں یا مماثل ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی مختلف اصناف' اقسام اور انواع ہوتی ہیں۔ انہیں "مثانی" کہتے ہیں۔

"مثانی" کا لفظ "تثنیہ" سے ماخوذ ہے' جس سے مراد کسی چیز سے کئی عدد یا کئی بار ہونا ہے۔ ضروری نہیں کہ صرف دو عدد یا دو بار ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ (المُلك: ۴) "نظر دوبار پھرائیے"۔ اس سے مطلقاً عدد مراد ہے۔ جس طرح کہتے ہیں "میں نے اسے بار بار یہ بات کہی"۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صرف دو بار کہنا مراد نہیں ہوتا بلکہ جنس عدد مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے "فلاں شخص یوں کہتا ہے اور یوں کہتا ہے"۔ اگرچہ اس نے کئی بار یہ بات کہی ہو۔ اسی کی مثال حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے سجدوں کے درمیان فرمایا: "رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ"۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور ﷺ نے صرف دو بار "رَبِّ اغْفِرْلِیْ" کہا، جس طرح بعض لوگوں نے غلطی سے سمجھ لیا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اس لفظ کو بار بار دُہرا رہے تھے۔ جس طرح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کو بار بار دہراتے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے اپنے قیام جیسا (طویل) رکوع کیا۔ آپ ﷺ رکوع میں فرما رہے تھے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ اسی حدیث میں ہے: "آپ ﷺ نے قیام جیسا (طویل) سجدہ کیا اور آپ ﷺ سجدہ میں فرما رہے تھے: رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ"۔ دوسری صحیح حدیث سے وضاحت ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ سجدہ اتنا طویل تھا کہ اتنے عرصے میں سورۃ البقرۃ، سورۃ النساء اور سورۃ آل عمران تینوں پڑھی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت کے قیام میں یہ تینوں سورتیں پوری پڑھی تھیں۔

حدیث میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے اس نماز کے رکوع اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی فرمایا۔ معلوم ہوا دو بار لفظ ذکر کر کے بار بار کہنا مراد ہے، محض دو کا عدد مراد نہیں ہے۔ لفظ کو دو بار ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عددِ کثیر کی ابتدا دو کے عدد سے ہوتی ہے۔ تو کثرت کا پہلا عدد ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک پر اکتفا نہیں فرمایا گیا۔ لہٰذا تثنیہ (دو بار کہنا) متعدد کے معنی میں ہے اور تعدد مختلف قسموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بے فائدہ تکرار نہیں ہے، بلکہ ہر خطاب میں الگ الگ حکمت اور فوائد ہیں۔

"متشابہ" کا تعلق ایک جیسے نظائر سے ہے اور "مثانی" کا تعلق انواع سے ہے۔ اور دہرانا (ثنی ہونا) متشابہ میں پایا جاتا ہے۔ یعنی یہی بات قرآن مجید میں دوسرے فوائد کے پیش نظر دوبارہ بیان کی گئی ہے۔

"مثانی" کے لفظ میں یہ دونوں صورتیں مقصود ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کو "اَلسَّبۡعُ الۡمَثَانِی" اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔

اس موضوع پر تفصیلی بات کسی اور مقام پر کی گئی ہے۔

شفاعت لا الٰہ الّا اللہ کے قائل کے لئے ہے

اِس مقام پر یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ آیت مبارکہ میں فرمایا ہے ﴿وَلَا يَمۡلِكُ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ﴾ "جن کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں شفاعت کے مالک نہیں"۔ یہاں بات مکمل ہو گئی ہے۔ یعنی اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ شفاعت کا بالکل اختیار نہیں رکھتے۔ اس کے بعد استثناء بیان فرمایا ہے: ﴿اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ﴾ "مگر جو حق کے ساتھ گواہی دے اور وہ جانتے ہوں"۔ یہ استثناء منقطع ہے اور منقطع میں مذکورین کے درمیان ایک معنی مشترک ہوتا ہے، جب ان سے شفاعت کے مالک ہونے کی نفی ہو گئی تو شفاعت کا کوئی مالک نہ رہا۔ گویا بات یوں ہے کہ: جب وہ مالک نہیں تو کیا وہ کسی کی شفاعت کر بھی سکتے ہیں یا نہیں؟ تو اللہ نے جواب دیا: ہاں، مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ (جس نے علم کی بنیاد پر حق کے ساتھ گواہی دی۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حکم شفاعت کرنے والے کو اور جس کی شفاعت کی جائے گی اس کو' دونوں کو شامل ہے۔ شفاعت وہی کرے گا جو حق کے ساتھ گواہی دے اور علم رکھتا ہو۔ انبیاء' فرشتے اور نیک لوگ' اگرچہ شفاعت کے مالک نہیں' لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا وہ شفاعت کریں گے اور ان کو صرف مؤمنوں کے حق میں شفاعت کی اجازت ملے گی جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتے ہیں۔ یعنی حق کے ساتھ گواہی دیتے ہیں اور وہ علم بھی رکھتے ہیں۔ انبیاء اور صالحین اس شخص کے لئے سفارش نہیں کریں گے جس نے آباء و اجداد یا بزرگوں کی تقلید کرتے ہوئے زبان سے کلمہ پڑھ لیا (اور علم و یقین کی کیفیت سے محروم رہا) جس طرح صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ "قبر میں یہ سوال کیا جائے گا: تُو اِس مَرد کے متعلق کیا کہتا ہے؟ مؤمن تو کہے گا: وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں' ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے۔ اور (علم و یقین سے محروم) شک رکھنے والا کہے گا: ہائے ہائے مَیں نہیں جانتا' مَیں نے لوگوں کو کوئی بات کہتے سنا تھا' مَیں بھی وہی بات کہہ دیا کرتا تھا"۔ (۶۰) اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ "مگر جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے تھے"۔ گزشتہ اوراق میں اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان ہو چکی ہے' انہوں نے فرمایا: "اس کا مطلب ہے جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا"۔ یعنی خلوصِ قلب سے اس کا اقرار کیا۔ شفاعت کے بارے میں جو صحیح احادیث وارد ہیں سب میں یہ وضاحت موجود ہے

---

(۶۰) صحیح البخاری' کتاب العلم' باب ۲۴' و کتاب الوضوء' باب ۳۸ کے علاوہ متعدد جگہ حدیث موجود ہے۔ صحیح مسلم' کتاب الکسوف' ح ۱۱۔ الموطا للامام مالک' کتاب الکسوف' ح ۴۔ مسند احمد ۶/ ۳۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ شفاعت صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں کی ہوگی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا شرف حاصل کرنے والا سب سے خوش نصیب شخص کون ہو گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ! میرا خیال یہی تھا کہ یہ بات تم سے پہلے کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا' کیونکہ میں نے تمہیں حدیث کا بہت حریص پایا ہے۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہو گی جس نے خالصتاً اپنے دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا"۔ (۶۱)

اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ جو شخص خلوصِ قلب سے کلمۂ طیبہ کا اقرار کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سلسلہ میں وہ زیادہ خوش قسمت ہو گا' بجائے اس کے جو زبان سے تو یہ لفظ کہتا ہے لیکن اس کے دوسرے اقوال و اعمال اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق شَہِدَ بِالْحَقِّ (حق کی گواہی دی) فرمایا گیا ہے۔ انہوں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہی گواہی اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق بیان فرمائی' یہی گواہی فرشتے اور اہل علم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ﴾ (آل عمران: ۱۸)

"اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اور

---

(۶۱) صحیح البخاری' کتاب العلم' باب ۳۳' و کتاب الرقاق' باب ۵۱۔ مسند احمد ۲/۳۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں نے اور اہل علم نے' وہ انصاف پر قائم ہے اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

چونکہ وہ علم کی بنیاد پر گواہی دیں گے لہٰذا وہ اہل شفاعت ہوں گے' شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت کی جائے گی۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ صحیحین میں ایک طویل حدیث تجلی اور شفاعت کے بیان میں مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: "قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم میں سے کوئی اپنا حق مانگنے میں اتنا زیادہ اصرار نہیں کرتا جس قدر مؤمن اللہ سے اپنے اُن بھائیوں کیلئے اصرار سے درخواست کریں گے جو جہنم میں ہوں گے۔ مؤمن کہیں گے: اے اللہ! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے' نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے (اب جہنم میں چلے گئے ہیں' اے اللہ ان کو نجات دے دے) تب انہیں کہا جائے گا: جنہیں تم پہچانتے ہو نکال لو۔ ان کی صورتیں جہنم پر حرام کر دی جائیں گی..."(۶۲) اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

علماء نے اس آیت کا جو سبب نزول بیان کیا ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ ابنِ جوزیؒ فرماتے ہیں: "اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نضر بن حرث اور کچھ دوسرے افراد نے کہا: اگر محمد (ﷺ) کی بات سچ ہے تو ہم تو ملائکہ سے محبّت رکھتے ہیں' فرشتے محمد (ﷺ) سے زیادہ شفاعت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔"

اس تشریح کی روشنی میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ: ملائکہ اور صالحین

---

۶۲) صحیح البخاری' کتاب التوحید' باب قول اللّٰہ تعالٰی وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ' ح۷۰۰۱۔ وصحیح مسلم' کتاب الایمان' باب اثبات رویة المؤمنین' ح ۱۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاعت کے مالک نہیں۔ ان سے محبّت کے تمہارے دعوے سے اور ان سے شفاعت کی امید رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تمہاری شفاعت کر بھی دیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا جس کسی کو پکارا جاتا ہے وہ شفاعت کا مالک نہیں، لیکن "جو حق کے ساتھ گواہی دے اور اسے علم بھی حاصل ہو" تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں شفاعت قبول کرلے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شفاعت جس چیز سے حاصل ہوتی ہے وہ ہے حق کی گواہی، یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی۔ یہ شفاعت غیراللہ کی نام نہاد محبّت سے حاصل نہیں ہوتی، خواہ وہ محبّت ملائکہ سے ہو یا نبیوں سے یا ولیوں سے۔

غیراللہ سے شفاعت کی درخواست

جو شخص کسی نبی، ولی یا فرشتے سے محبّت رکھتا ہے اور اس سے مرادیں مانگتا ہے، اس کی قبر کی زیارت کے لئے حج کی طرح سفر کرکے جاتا ہے، اس کی نذر مانتا ہے، اس کے نام کی قسم کھاتا ہے، اس کے لئے قربانیاں (بکرے، مرغ، چادر، کھانا یا نقد رقم وغیرہ) پیش کرتا ہے تاکہ وہ بزرگ اس کے لئے شفاعت کرے، اللہ کے غضب سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کے یہ کام اسے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ وہ اس کی شفاعت سے بھی محروم ہوگا اور دوسروں کی شفاعت سے بھی۔ کیونکہ شفاعت تو اہلِ توحید، اہلِ اخلاص اور اہلِ اطاعت کے لئے ہوگی، اور جو اللہ کے سوا کسی سے اس طرح کی محبّت رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔

یہ اعمال جو مشرکین شفاعت کے حصول کے لئے کرتے ہیں، یہی ان کو شفاعت سے محروم کردیتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ فرشتوں، نبیوں، ولیوں اور صالحین کی عبادت کرتے ہیں تاکہ وہ ان کی شفاعت کریں، ان کی یہی عبادت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کے ساتھ یہی شرک جس کے ذریعے وہ شفاعت کے طلبگار بنتے ہیں' اسی کی وجہ سے وہ ان کی شفاعت سے محروم ہو جاتے ہیں' اور انہیں ان کے مقصد کے الٹ چیز سزا کے طور پر ملتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ان کو شریک کر لیا ہے جن کے شریک ہونے کی دلیل اللہ نے نازل نہیں کی۔

بہت سے گمراہ لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ شفاعت کے حصول کا ذریعہ یہی اعمال ہیں جن میں شرک کی آمیزش ہے یا جو خالص شرک ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے مشرکین کا بھی یہی عقیدہ تھا' نصاریٰ بھی یہی سمجھتے ہیں اور نام نہاد مسلمان جو گمراہ ہو چکے ہیں ان کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں' اس کی قبر یا نشان کی زیارت کے لئے حج کی طرح اہتمام سے سفر کر کے جاتے ہیں' اس کی نذر مانتے ہیں' اس کے نام کی قسم کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان اعمال کی وجہ سے وہ ان کی شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○ ﴾ (الاسراء: ۵۶' ۵۷)

"کہہ دیجئے: پکارو جنہیں تم اللہ کے سوا کچھ سمجھتے ہو' وہ نہ تمہاری تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ (کسی اور کی طرف) پھیر دینے کا۔ یہ افراد جن کو (مشرکین) پکارتے ہیں' وہ تو (خود) اپنے رب کا قرب تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کا زیادہ مقرب بن جائے۔ وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تفسیر میں متعدد بزرگوں نے فرمایا ہے: کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ نے بیان فرمایا کہ یہ حضرات ان سے تکلیف دور کرنے یا کسی اور طرف پھیر دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اسی طرح یہ بھی بیان کر دیا کہ وہ شفاعت کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول بھی کر لیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ...... مَحْذُورًا﴾ اس آیت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ یہ مزعومہ مشکل کشا جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ بھی دوسرے مؤمنوں کی طرح اللہ کی رحمت کے امیدوار، اس کے عذاب سے خائف اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اعمالِ صالحہ میں مشغول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝﴾ (آل عمران: ۸۰)

"کوئی پیغمبر تم کو یہ حکم نہیں دے سکتا کہ فرشتوں کو اور نبیوں کو رب بنا لو۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد (دوبارہ) تمہیں کفر کے ارتکاب کا حکم دے گا؟"

شفاعت کے مسئلہ میں لوگوں کی گمراہی

مَیں کسی دوسرے مقام پر تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ شفاعت کے مسئلہ میں لوگ کئی قسم کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

ان میں سے بہت سے افراد کا یہ خیال ہے کہ شفاعت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ شفاعت کرنے والے کی روح مشفوع لہٗ کی رُوح سے جا ملتی ہے۔ جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ابو حامد غزالی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جو شخص نبی ﷺ پر بکثرت درود بھیجے وہ دوسروں کی نسبت نبی ﷺ کی شفاعت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی کے ساتھ زیادہ حسن ظن رکھتا ہو یا اس کی زیادہ تعظیم کرتا ہو وہ اس کی شفاعت کا زیادہ مستحق ہے۔

یہ بات غلط ہے۔ بلکہ یہ تو مشرکین کا وہی قول ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ:
ہم فرشتوں سے محبت رکھتے ہیں تاکہ وہ ہماری سفارش کریں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص کسی فرشتے یا کسی نبی یا کسی ولی سے محبت رکھے تو یہ محبت اس کے لئے اُس نبی یا ولی کی شفاعت کے حصول کا سبب بن جائے گی۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں۔ بلکہ شفاعت کا سبب اللہ کی توحید' اس کی خالص اطاعت اور ہر قسم کی عبادت کو اسی کے لئے خاص کر دینا ہے۔ جس قدر کوئی شخص اس اخلاص میں کامل ہو گا اسی قدر وہ شفاعت کا مستحق ہو گا' جس طرح وہ رحمت کی دوسری قسموں کا مستحق ہو گا۔ کیونکہ شفاعت کی ابتداء بھی اللہ کی طرف سے ہے اور انجام بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ شفاعت کرنے والے کو وہی اجازت دیتا ہے' پھر وہی مشفوع لہٗ کے حق میں شفاعت کرنے والے کی شفاعت قبول کرلیتا ہے۔

شفاعت اللہ کی رحمت کا ایک سبب ہے

حقیقت یہ ہے کہ شفاعت رحمت کے اُن بہت سے اسباب میں سے ایک سبب ہے جن سے وہ اپنے جس بندے پر رحمت کرنا چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کی رحمت کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہیں جو خالصتاً توحید پر کاربند ہوں۔ کوئی شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر علم و عقیدہ کے لحاظ سے' عمل کے لحاظ سے' اللہ کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبّت و نفرت' دوستی اور دشمنی کے لحاظ سے جس قدر مکمل طور پر عمل پیرا ہو گا' اسی قدر وہ رحمت کا مستحق ہو گا۔

وہ گناہ گار جن کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہوں گے' اور نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہو چکے ہوں گے' ان میں سے جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا عقیدہ اور عمل رکھنے والا ہو گا' تو اس کے گناہوں کی وجہ سے جہنم کی آگ اسے پہنچے گی' اور اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ایک قسم کی موت دے دے گا' جہنم کی آگ اسے جلا دے گی' پھر سجدہ کی جگہ باقی رہ جائے گی۔ پھر شفاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نکال کر جنّت میں داخل کر دے گا۔ متعدد صحیح احادیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ نجات کا دارومدار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر صحیح اعتقاد و عمل پر ہے' نہ کہ مُردوں سے دِل لگا کر ان کی عبادت کرنے پر' جس طرح دین سے ناواقف بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو دوسرے مقامات پر زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

یہاں مقصودِ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اذکار و اوراد میں "حمد" بھی شامل کرتے تھے جو شکر کی اہم ترین صورت ہے اور "اللہ کی توحید" بھی بیان کرتے تھے اور "استغفار" بھی کرتے تھے۔ مثلاً جب آنحضرت ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ الفاظ فرماتے:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ' مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ' اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ' اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ' وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ' لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لئے ہے' آسمان بھر' زمین بھر' اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اسے بھرنے کے برابر' اس کے بعد جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔ اے ثناء اور بزرگی کے لائق! بندہ جو کچھ کہے اس کے سب سے زیادہ مستحق! اور ہم سب تیرے بندے ہیں' اے اللہ! جو کچھ تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا' اور جو کچھ تو نہ دے کوئی دے نہیں سکتا' اور کسی دولت و عظمت والے کو اس کی دولت و عظمت تیرے غضب سے بچانے میں فائدہ نہیں دے سکتی"۔ (صحیح مسلم' بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے:

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ' مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ' اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ' اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ))

"اللہ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لئے ہے' آسمانوں کے بھرنے کے برابر' زمین کے بھرنے کے برابر' اس کے بعد جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر' اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ مجھے گناہوں اور غلطیوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔"

(صحیح مسلم' بروایت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم کی ایک روایت میں نبی ﷺ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے: ((اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ)) "اے اللہ! حمد تیرے ہی لئے ہے"۔ اور فرماتے: ((مِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَیْنَھُمَا)) "اور زمین بھر' اور زمین و آسمان کے درمیان کے بھرنے کے برابر"۔ جبکہ بعض روایات میں "زمین اور آسمان کے بھرنے کے برابر" کے ساتھ "ان کے درمیان کے بھرنے برابر" کے الفاظ نہیں ہیں۔ کیونکہ "آسمان اور زمین" سے بعض اوقات صرف اوپر اور نیچے کی سمت مراد ہوتی ہے تو اس میں ہوا وغیرہ شامل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سے نیچے کی اشیاء کے لحاظ سے "اوپر" ہے اور اپنے سے اوپر کی اشیاء کے لحاظ سے "نیچے" ہے۔ بعض اوقات اسے "آسمان" بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح بادل کو یا چھت کو سماء یعنی آسمان کہہ دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ هُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ﴾ (الحدید: ۴)

"وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا' پھر عرش پر مستوی ہوا۔"

یہاں ﴿وَمَا بَیْنَھُمَا﴾ ان کے درمیان جو کچھ ہے" کے الفاظ ذکر نہیں فرمائے' جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ط مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ط ﴾ (السّجدۃ: ۴)

"اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو' زمین کو' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو چھ دن میں پیدا کیا' پھر عرش پر مستوی ہوا۔ تمہارے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کے سوا نہ کوئی حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی (اس کے آگے) سفارش کرنے والا۔"

چھ دن میں جو کچھ پیدا کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات ﴿وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ "جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے" کا ذکر فرمایا ہے اور بعض اوقات لفظی طور پر ذکر نہیں فرمایا' جبکہ وہ مقصود ہے۔ تو جہاں ذکر کیا ہے وہاں وضاحت اور تشریح ہو گئی اور جہاں ذکر نہیں کیا وہاں وہ "آسمان و زمین" میں ہی شامل ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ بعض اوقات ((مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ)) "آسمانوں کے بھرنے کے برابر اور زمین بھرنے کے برابر" فرماتے تھے اور ((وَمَا بَيْنَهُمَا)) "جو ان کے درمیان ہے" نہیں فرماتے تھے اور بعض اوقات ((وَمَا بَيْنَهُمَا)) بھی فرماتے تھے۔ البتہ ((مِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) "اس کے بعد جو کچھ تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر" کے الفاظ تمام روایات میں موجود ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ((اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ)) سے آخر تک الفاظ ہیں اور ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں گناہوں سے پاکیزگی کی دُعا ہے۔

حمد و شکر اور استغفار

اِس دعا میں حمد ہے' جو سب سے بڑا شکر ہے اور استغفار بھی ہے۔ کیونکہ ہمارا رب غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنی بخشنے والا اور قدردان ہے۔ اس کی نعمتوں پر اس کے لئے حمد و شکر ہے اور اپنے گناہوں پر اس سے استغفار اور دعائے مغفرت۔

اس میں اس فرمانِ الٰہی کی تصدیق و تائید پائی جاتی ہے:

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ﴾ (النّساء: ۷۹)

"تجھے جو بھلائی حاصل ہو وہ اللہ کی طرف سے ہے' اور تجھے جو برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔"

سیّد الاستغفار میں ہے ((اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي)) (۶۳)

"مَیں تیرے حضور تیری اُس نعمت کا اعتراف کرتا ہوں جو مجھ پر ہے اور میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔"

اور ابو سعید رضی اللہ عنہ والی حدیث میں بھی سب سے بڑا شکر یعنی حمد اور توحید موجود ہیں۔ اسی طرح سورۃ الفاتحہ میں بھی ان دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ کی حمد و ثنا ہے' درمیان میں توحید ہے اور آخر میں دعا ہے۔ اسی طرح اس آیت میں حمد و توحید جمع ہیں:

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (المؤمن: ۶۵)

"وہ زندہ ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو' تمام حمد اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔"

موطا امام مالکؒ کی ایک حدیث ہے: "مَیں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے سب سے افضل جو بات کہی ہے وہ یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' حکومت و سلطنت اسی کی ہے' تعریف اسی کی ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔) جس نے یہ الفاظ کہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار

---

(۶۳) صحیح البخاری' کتاب الدّعوات' باب ۲ و ۱۶۔ سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب ۱۰۱۔ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے' اور اس کیلئے دن بھر شیطان سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اور کسی کا عمل اس سے افضل نہیں ہوتا سوائے اس کے جو اس طرح ذکر کرے یا اس سے زیادہ کرے۔ اور جو شخص ایک دن میں سو بار کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے) اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ (۶۴)

فضائل اور دعائیں

مندرجہ بالا اذکار کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اِن دعاؤں میں توحید بھی ہے اور تحمید بھی۔ مذکورہ بالا دعا میں "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" توحید پر مشتمل ہے اور "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" تحمید یعنی اللہ کی تعریف اور حمد ہے۔

کئی اذکار میں توحید' تحمید اور استغفار تینوں موجود ہیں' مثلاً کفارۂ مجلس کی دعا ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ' اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ)) (۶۵) "اے اللہ! تُو پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں"۔ اس میں تسبیح (اللہ کی پاکیزگی کا اعتراف) بھی ہے' تحمید (اللہ کی تعریف) بھی توحید بھی اور استغفار بھی' جو شخص اس دعا کو کسی مجلس میں پڑھتا ہے تو اگر مجلس میں کوئی نامناسب باتیں ہوں یہ دعا ان کا کفارہ بن جاتی

---

(۶۴) الموطا للامام مالك' کتاب القرآن' ح ۲۲' و کتاب الحج' ح ۲۳۶

(۶۵) مسند احمد ۲/ ۳۶۹۔ سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب ۲۷۔ سنن الدارمی' کتاب الاستئذان' باب ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر مجلس میں اللہ کا ذکر اور اللہ کی باتیں ہوں تو یہ دعا ان کے لئے مہر بن جاتی ہے۔ ایک حدیث میں وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی مذکور ہے۔

صحیح مسلم اور دوسری کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے جو کوئی وضو کرتا ہے اور خوب پوری طرح (سنوار کر) وضو کرتا ہے، پھر کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں) تو جنّت کے آٹھوں دروازے اس شخص کے لئے کھل جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے"۔ (٦٦)

ایک حدیث میں ہے کہ یہ دُعا بھی پڑھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (اے اللہ! تیری پاکیزگی اور تعریف ہے! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مَیں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ و رجوع کرتا ہوں)۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام نے توبہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے جو کلمات سیکھے تھے، ان میں یہ دعا بھی شامل تھی۔

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ توبہ کے وہ کلمات اس قسم کے تھے: اَللّٰهُمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ

(٦٦) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، ح١٧۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب ٦٥۔ سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب ٤١، و کتاب الدعوات، باب ١٢٦۔ و دیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاغْفِرْلِیْ اِنَّكَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ "اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تیری پاکیزگی اور تعریف ہے' اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس مجھے بخش دے' بے شک تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے"۔ اَللّٰهُمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ' رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی فَارْحَمْنِی فَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ "اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تیری پاکیزگی اور تعریف ہے۔ اے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے' پس مجھ پر رحم فرما۔ تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے"۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ' سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ' رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ "تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تیری تسبیح و تعریف ہے' اے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے' پس تو میری توبہ قبول فرما' تو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

یہ تمام کلمات اس دعا سے ملتے جلتے ہیں جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے اور وہ دعا تسبیح' تحمید' توحید اور استغفار پر مشتمل ہے۔ تسبیح' تحمید اور توحید اللہ کے لئے ہیں' کیونکہ بھلائی اسی کی طرف سے حاصل ہوتی ہے اور استغفار نفس کے گناہوں کی وجہ سے ہے' اور برائی نفس کی طرف سے آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر توحید اور استغفار کو یکجا بیان فرمایا ہے۔ مثلاً:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ﴾ (مُحمَّد: ۱۹)

"جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کے لئے بخشش مانگئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ارشاد ہے:

﴿ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌۙ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ... ﴾ (ھود: ۲، ۳)

"کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اُس کی طرف سے تمہیں تنبیہہ کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ اور اپنے رب سے استغفار کرو' پھر اُس کی طرف توبہ کرو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ ﴾ (فُصِّلت: ٦)

"کہہ دیجئے: میں صرف تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں' میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے' پس تم اُس کی طرف سیدھے چلو اور اس سے بخشش مانگو۔"

ابنِ ابی عاصم اور دیگر علماء کی روایت کردہ حدیث میں ہے: "شیطان کہتا ہے: میں نے لوگوں کو گناہوں کے ذریعے تباہ کردیا' اور انہوں نے استغفار سے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے مجھے تباہ کردیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان میں اَھواء (خواہشاتِ نفس' اپنی مرضی سے کام کرنا) کو پھیلا دیا۔ چنانچہ وہ گناہ کرتے ہیں اور مغفرت کی دعا نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں"۔ (٦٧)

---

(٦٧) کتاب السُّنَّة لابنِ ابی عاصم' ج۱' ص ۹ و ۱۰۔ مسند ابی یعلی ۱/۴۳۔ علامہ ناصرالدین البانی نے اس کی سند کو موضوع قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہم سے کیا چاہتا ہے

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اِخلاص اور توکّل کا تقاضا کرتا ہے۔ کلمۂ اخلاص ہی افضل ترین کلام ہے اور ایمان کی سب سے بلند شاخ ہے۔ جس طرح صحیحین میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کی ساٹھ یا ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ اور بلند شاخ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے"۔ (۶۸)

پس "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ایمان کا مرکز ہے۔ تمام چیزوں کا دارومدار اسی پر ہے۔ تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" ہے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا بھی یہی معنی ہے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کا بھی یہی مطلب ہے۔ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے مفاہیم میں سے ایک نکتہ ہے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" بھی اس کا ہم معنی ہے اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" بھی اسی کے ایک پہلو کو واضح کرتا ہے۔ لیکن اس میں اجمال کے بعد تفصیل ہے۔

---

(۶۸) صحیح البخاری' کتاب الایمان' باب ۳۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' ح ۵۷ و ۵۸۔ سنن الترمذی' کتاب الایمان' باب ۶۔ سنن ابی داؤد' کتاب السُّنَّة' باب ۱۴ ودیگر کتب حدیث۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲۹
"فَمِنْ نَّفْسِكَ" کا مطلب

بعض متأخرین کا خیال ہے کہ ﴿فمن نفسك﴾ کا مطلب یہ ہے "اَفَمِنْ نَّفْسِكَ؟" یعنی "تجھے جو برائی پہنچتی ہے کیا وہ تیری طرف سے ہے؟" اور یہ استفہامِ انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بھلائی برائی سب اللہ کی طرف سے ہے' تیرے نفس کی طرف سے نہیں۔

آیت کا مفہوم اس قول کی تائید نہیں کرتا' کیونکہ آیت نے تو یہ بتایا ہے کہ برائی نفس انسانی کی طرف سے ہے' یعنی اس کے گناہوں کی وجہ سے ہے اور یہ کہتے ہیں کہ برائی نفس انسانی کی طرف سے نہیں۔

یہ قول ابوبکر بن فورک کا بھی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ: اس کا مطلب ہے افَمِنْ نَّفْسِكَ؟ اور اس کی دلیل شاعر کا شعر ہے:

ثُمَّ قَالُوا: تُحِبُّهَا؟ قُلْتُ بَهْرًا
عَدَدَ الرَّمْلِ وَالْحَصٰی وَالتُّرَابِ

"پھر انھوں نے کہا: تُو اس سے محبّت کرتا ہے؟ میں نے کہا: بہت زیادہ' ریت کنکر اور مٹی کے ذروں کی تعداد کے برابر"۔ یہاں مطلب ہے: کیا تُو محبّت کرتا ہے؟

مَیں کہتا ہوں: اگر کلام میں قرینہ موجود ہو تو صرف استفہام کو مقدر کرنا جائز ہے' لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر کسی دلیل کے کسی بھی خبر میں اسے مقدر مان لیا جائے۔ کیونکہ یہ تو مقصود کے خلاف ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اللہ کی بیان کردہ کسی بھی خبر کا اگر کوئی انکار کرنا چاہے تو وہ بڑی آسانی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ سکتا ہے کہ یہاں استفہام مقدر ہے اور وہ استفہامِ انکاری ہے۔ عربی لغت کے لحاظ سے یہ ایسی ہی مثال ہے جس طرح بعض لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمان "هٰذَا رَبِّیْ" (یہ ستارہ میرا رب ہے) کا مطلب یہ بتاتے ہیں: "اَهٰذَا رَبِّیْ؟" (کیا یہ میرا رب ہے؟) ابنِ انباریؒ کہتے ہیں: یہ قول شاذ ہے کیونکہ حرفِ استفہام جب جملہ خبریہ اور جملہ استفہامیہ میں فرق کرنے کے لئے ہو تو اس حرف کو مقدر نہیں کیا جاتا۔

ان لوگوں نے دلیل کے طور پر قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کو پیش کیا ہے: ﴿اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۝﴾ (الانبیاء: ۳۴) "کیا اگر آپ فوت ہو جائیں تو یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟" یہاں مطلب یہ ہے کہ: "... کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟" اس کا یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اس آیت میں جملہ کے شروع میں حرفِ استفہام موجود ہے۔ چونکہ شرط میں حرفِ استفہام مذکور ہے لہٰذا جزا میں دوبارہ حرفِ استفہام لانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر یہاں یہ حرف لایا جائے تو مطلب بگڑ جاتا ہے۔

اس قسم کی اور بھی مثالیں مختلف آیات میں موجود ہیں جہاں شرط پر حرفِ استفہام مذکور ہونے کی وجہ سے جوابِ شرط میں اسے ذکر نہیں کیا گیا۔ مثلاً فرمانِ الٰہی: ﴿اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ﴾ (آل عمران: ۱۴۴) "کیا اگر نبی ﷺ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ﴾ (البقرۃ: ۸۷) "کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول وہ چیز لے کر آیا جسے تمہارے دل پسند نہیں کرتے تھے تو تم نے تکبر کیا؟"۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے: ﴿اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُمْ ۭ﴾ (البقرۃ : ۱۰۰) "کیا جب بھی انہوں نے کوئی وعدہ کیا اسے ان میں سے ایک گروہ نے توڑ دیا؟"۔ عربی زبان میں فصیح و بلیغ عبارت میں یہی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنے موقف کی دلیل کے طور پر کسی شاعر کا یہ شعر بھی ذکر کیا ہے:

لَعَمْرُكَ لَا اَدْرِیْ وَاِنْ كُنْتَ دَارِیًا

بِسَبْعٍ رَمَیْنَ الْجَمْرَ اَمْ بِثَمَانٍ؟

"تیری جان کی قسم، مجھے معلوم بھی ہو تب بھی معلوم نہیں، انہوں نے جمرہ پر سات کنکریاں ماریں یا آٹھ؟"

ایک اور شاعر کا شعر ہے:

كَذَبَتْكَ عَیْنُكَ اَمْ رَاَیْتَ بِوَاسِطٍ

غَلَسَ الظَّلَامِ مِنَ الرَّبَابِ خَیَالًا؟

"تیری آنکھ نے تجھے جھوٹ موٹ ایک چیز دکھائی ہے یا تُو نے واسط میں جھٹپٹے کے وقت رباب کی خیالی شکل دیکھی ہے؟" مطلب یہ کہ اَكَذَبَتْكَ عَیْنُكَ؟ (کیا تیری آنکھ نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے؟)

ان شعروں میں ان کے موقف کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ لفظ اَمْ ثابت کرتا ہے کہ اس سے پہلے ہمزۂ استفہام محذوف ہے۔ دوسری مثال میں اگر اَمْ کو متصلہ مانا جائے تو صورت وہی بنتی ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ اور اگر اَمْ کو منفصلہ مانا جائے تو پھر یہ سیدھا سادا جملہ خبریہ ہے۔

بہرحال یہ حضرات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سیئات کے وجود میں نفس کا کوئی اثر نہیں اور نہ نفس ان کا سبب ہے۔ بلکہ بعض اوقات وہ کہہ دیتے ہیں کہ گناہ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض سزا کے حصول کی ایک علامت ہے کیونکہ دونوں باہم ملے ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ گناہ سزا کا سبب ہو۔ ان کا یہ قول قرآن و سُنّت کے بھی مخالف ہے، اجماعِ اُمّت کے بھی خلاف ہے اور عقلی دلائل کے بھی خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ صرف گناہ کی وجہ سے تباہ کرتا اور عذاب دیتا ہے

قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہ ہلاک کیا ہے نہ عذاب دیا ہے مگر گناہ کی وجہ سے۔ اِس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ "تجھے جو برائی (مصیبت) پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے"۔ اُحد کے موقع پر ارشاد فرمایا:

﴿اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ﴾ (آل عمران: ۱۶۵)

"کیا جب تمہیں مصیبت پہنچی جس سے دُگنی مصیبت تم (دشمنوں کو) پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا: یہ کہاں سے آگئی؟ کہہ دیجئے: یہ تمہاری جانوں کے پاس سے آئی ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؀﴾ (الشوریٰ: ۳۰)

"تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اُن اعمال کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے۔"

سورۃ الشوریٰ ہی میں فرمایا:

﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ؀﴾ (آیت ۴۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے اس وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو انسان ناشکرا بن جاتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یونس: ۵۰)

"کہہ دیجئے: اگر تمہارے پاس اس کا عذاب رات کو آجائے یا دن کو آجائے تو اس میں سے مجرم کس چیز کو جلدی طلب کرتے ہیں؟"

اور فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ﴾ (القصص: ۵۹)

"تیرا رب بستیوں کو تباہ نہیں کرتا حتیٰ کہ ان کی مرکزی بستی میں ایک رسول مبعوث فرمائے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے' اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس حال میں کہ ان کے رہنے والے ظالم ہوں۔"

اور فرمایا:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الرّوم: ۴۱)

"خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا ہے ان اعمال کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائے تاکہ اللہ انہیں ان کے کچھ عملوں کا مزا چکھائے تاکہ وہ رجوع کریں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ ﴾ (السّجدة:۲۱)

"ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب والا (دنیا کا) عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ رجوع کریں۔"

اور فرمایا:

﴿ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ○ ﴾ (الشوریٰ: ۳۴)

"یا انہیں ہلاک کرے اُن عملوں کی وجہ سے جو انھوں نے کیے' اور وہ بہت سے گناہوں سے تو درگزر ہی کرلیتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ○ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ ﴾ (الشُّعراء: ۲۰۸'۲۰۹)

"ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس حال میں کہ اس کو خبردار کرنے والے (موجود) تھے۔ یہ نصیحت ہے اور ہم ظالم نہیں۔"

سورۃ القلم میں اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کی مثال بیان کی' جن کا باغ عذاب سے تباہ ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (القلم: ۳۳)

"اور آخرت کی سزا بڑی ہے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا۔"

اور فرمایا:

﴿ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۱۷)

"یہ لوگ دنیا کی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے ہوا، جس میں ٹھنڈک تھی، وہ ان لوگوں کی کھیتی کو پہنچی جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اور اس کھیتی کو تباہ کر دیا۔ ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔"

اہل سبا کے بارے میں فرمایا:

﴿فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ۝﴾

(سبا: ۱۶، ۱۷)

"پس انہوں نے اعراض کیا، تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیج دیا اور ان کے دونوں باغوں کے بدلے انہیں بدمزہ پھلوں والے اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریوں والے دو باغ دے دیئے۔ یہ بدلہ ہم نے ان کو ان کی ناشکری کی وجہ سے دیا اور ہم ناشکرے ہی کو سزا دیتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۝﴾ (هود: ۱۰۲)

"تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑ لیتا ہے جبکہ وہ ظالم ہوتی ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ دردناک اور شدید ہوتی ہے۔"

اور فرمایا:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۝﴾ (الاسراء: ۱۵)

"اور نہیں ہم عذاب دینے والے حتیٰ کہ ایک رسول بھیج دیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((یَا عِبَادِیْ، اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیهَا لَکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیکُمْ اِیَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَلَا یَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ)) (٦٩)

"اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لئے شمار کرکے رکھتا ہوں، پھر تمہیں پورے پورے دے دیتا ہوں (یعنی ان کا اچھا یا برا بدلہ تمہیں مل جاتا ہے) لہٰذا جسے بھلائی نصیب ہو وہ اللہ کا شکر کرے اور جسے دوسری چیز ملے وہ اپنے آپ کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔"

سیّد الاستغفار میں ہے ((اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ)) "مَیں تیرے حضور تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں"۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ (الطُّور: ۴۷)

"اور بے شک ظالموں کے لئے اس کے علاوہ بھی ایک عذاب ہے، لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔"

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِیْنَ وَعَنِ التَّابِعِیْنَ وَتَابِعِی التَّابِعِیْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

☆ ☆ ☆

---

(٦٩) حدیث پہلے گزر چکی ہے، حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو حاشیہ (۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کی چند مطبوعات کا تعارف

○ **جنت کی راہ** تالیف : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

نظر ثانی و تقدیم : ڈاکٹر محمد نذیر مسلم (رحیم یار خان)

اللہ تعالیٰ کی جنت کیسی ہوگی' اہل جنت کو وہاں کیا کچھ ملے گا؟ جنت میں داخلے کی شرائط کیا ہیں؟ اور کون کون سے کام جنت سے محرومی کا سبب بن سکتے ہیں؟ نیز جنت میں لے جانے والے کاموں کی تفصیل — قرآن و حدیث کی روشنی میں جاننے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ **صفحات**:280' **قیمت**:100 روپے

○ **ایمانیاتِ اسلام** ترجمانی و تخریج نصوص : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

فضیلۃ الشیخ عبدالمجید الزندانی کی بے مثال تصنیف "الایمان" کا سلیس اور آسان اردو ترجمہ' جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان' فرشتوں پر ایمان' کتابوں پر ایمان' محمد رسول اللہ ﷺ اور دوسرے رسولوں پر ایمان' آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان کے مباحث کو نقلی و عقلی دلائل سے واضح کیا گیا ہے۔ مزید برآں حقیقت ایمان' اصلاح القلوب' خالص عبادت' عبادت کی قسمیں' ایمان کے تقاضے' ایمان کو ضائع کرنے والے کام' کفر اور شرک کی اقسام جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ **صفحات** : 284' **قیمت** : 100 روپے

○ **غلطیوں کی اصلاح کا نبویؐ طریق کار**

تالیف : الاستاذ محمد بن صالح المنجد' ترجمہ و تفہیم : مولانا عطاء اللہ ساجد

نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور دوسروں سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی اصلاح کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مختلف اشخاص کے مقام و مرتبہ کے فرق اور ذہن و فکر کے اختلافات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی غلطیوں کے بارے میں جو مختلف انداز کا رویہ اختیار فرمایا زیر نظر کتاب میں ان اسالیب کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

صفحات : 144' **قیمت** : 54 روپے

○ **کبیرہ گناہوں کی حقیقت** تالیف: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

کتاب ہذا میں اپنے موضوع کا مختلف پہلوؤں سے احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز چند رہ کبیرہ گناہوں کے بارے میں جامع اور مستند معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اردو زبان میں اس موضوع پر پہلی مفصل اور مدلل تالیف ہے۔ **صفحات** : 220' **قیمت** : 90 روپے

○ **پھول پھول خوشبو** تالیف : عتیق الرحمٰن صدیقی

نونہالانِ ملت کے لئے عام فہم اسلوب میں اسلامی تعلیمات پر مبنی چھوٹے چھوٹے مضامین کا خوبصورت گلدستہ۔ خود پڑھیے' دوست احباب کو تحفہ میں دیجئے! **صفحات** : 204' **قیمت** : 80 روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ **اسلام کے بنیادی عقائد** اردو ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

تالیف : فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ

اسلام میں سب سے زیادہ بنیادی اہمیت ایمانیات کو حاصل ہے۔ زیر نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے مدلل انداز میں بنیادی ایمانیات کے بارے میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ گفتگو کی ہے۔

[تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کے لئے محکمہ تعلیم سے منظور شدہ] صفحات : 96' قیمت : 40روپے

○ **ارادہ ہے توبہ کرلوں' لیکن.....**

تالیف : الاستاذ محمد بن صالح المنجد' ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

امر واقعہ یہ ہے کہ شیطان انسان کا ازلی و ابدی دشمن ہے' جو مقابلہ میں سامنے سے وار کرنے کی بجائے چکمہ دے کر مختلف طریقوں سے حملہ آور ہوتا ہے۔ اس کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ کی رحمت سے محروم کر دے۔ لہٰذا وہ مختلف حربوں' وسوسوں' سازشوں اور مکاریوں سے انسان کو گناہوں میں الجھائے رکھنے اور توبہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پیش نظر کتاب میں شیطان کے ان حربوں کا جواب فراہم کیا گیا ہے۔

[تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کے لئے محکمہ تعلیم سے منظور شدہ] صفحات : 92' قیمت : 39روپے

○ **مسلمان عورت کا پردہ اور لباسِ نماز**

تالیف : امام ابن تیمیہؒ' تعلیقات علمیہ : امام ناصرالدین الالبانی

ترجمہ : مقصود الحسن فیضی' نظر ثانی و تقدیم : فضیلۃ الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری

عورت کے لئے پردہ اسلامی شریعت کا ایک واضح حکم ہے — اور چونکہ عورت کا چہرہ اس کے حسن و قبح کا اصل معیار ہے اس لئے پردے کے حکم کا اولین ہدف یہ ہے کہ چہرہ نگاہوں سے اوجھل رہے۔ لیکن بعض اہل علم نے اس میں مغالطے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مختصر کتاب میں ان مغالطوں کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔

صفحات : 64' قیمت : 27روپے

○ **پہاڑ جیسے گناہ** اردو ترجمہ و حواشی : مولانا حافظ ثناء اللہ ثاقب

محدث زمانہ علامہ شمس الدین الذہبیؒ کی جلیل القدر تالیف "الکبائر" کا سلیس اردو ترجمہ' جس میں اسی (80) کے قریب گناہوں کا تذکرہ بڑے اختصار اور مستند دلائل کے ساتھ کیا گیا ہے۔

صفحات : 80' قیمت : 36روپے

○ **تہذیب اطفال** تلخیص' ترجمہ و تخریج احادیث : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

مفکر اسلام علامہ ابن قیم الجوزیہؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف "تحفۃ الودود باحکام المولود" سے ماخوذ ولادت سے بلوغت تک کے احکام و مسائل پر مشتمل — مسلمان بچوں کی تربیت کے ضمن میں ایک راہنما کتاب جس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ (نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن)

صفحات : 104' قیمت : 45روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ **قیامت کی ہولناکیاں** ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

فضیلۃ الشیخ عبدالملک الکلیب کی ایمان افروز کتاب "اھوال القیامۃ" کا سلیس اردو ترجمہ جس میں عالمِ برزخ کا عذاب اور نعمتیں' ظہورِ قیامت' قیامت کی ہولناکیاں' جہنم اور جہنم والے —اور — جنت اور جنت والے' جیسے موضوعات قرآن وحدیث کی روشنی میں زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ **صفحات**:248' **قیمت**:90روپے

○ **تفسیر سورۃ الفاتحہ** ترجمہ و تفہیم : علامہ محمد جمیل شیدا رحمانی

سورۃ الفاتحہ قرآن حکیم کی افتتاحی سورت ہے' جو اُم القرآن بھی ہے اور اساس القرآن بھی۔ اس عظیم سورت کو ہر صاحب علم نے اپنی بساط کے مطابق سمجھا اور بیان کیا ہے۔ مجدد العصر' داعی توحید و سنت' قاطع شرک و بدعت' امام محمد بن عبدالوہاب تمیمی رحمہ اللہ نے سورۃ الفاتحہ کو جس گہرائی سے سمجھا اور سادگی سے بیان کیا ہے' یہ علمی اعجاز کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ **صفحات** : 64' **قیمت** : 25روپے

○ **نماز کی اہمیت** اردو ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

تالیف : فضیلۃ الشیخ الاستاذ محمد بن صالح العثیمین' حفظہ اللہ

نماز کا دین میں کیا مقام و مرتبہ ہے؟ تارکِ نماز پر دنیا میں کیا احکام مترتب ہوتے ہیں — اور آخرت میں بے نماز کا انجام کیا ہوگا؟ — ان سوالوں کا اطمینان بخش جواب پانے کے لئے آپ اس مختصر کتابچے کا مطالعہ انتہائی مفید پائیں گے۔ **صفحات** : 48' **قیمت** : 18روپے

○ **یومِ جمعہ : فضائل' مسائل' احکام** تالیف : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

نمازِ جمعہ کی اہمیت و فضیلت' تارکِ جمعہ کا انجام' روزِ جمعہ کی امتیازی شان' مسلمان کا روزِ جمعہ کا پروگرام' جمعہ کے دن کے احکام و آداب' خطبہ جمعہ اور نمازِ جمعہ کے مسائل اور ممنوعاتِ یومِ جمعہ — جیسے اہم موضوعات پر مشتمل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں مرتب کردہ ایک اہم تالیف۔

صفحات : 112' **قیمت** : 45روپے

○ **مختصر احکام الجنائز** تالیف : علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ

ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور' نظرثانی و تقدیم : ابو محمد بدیع الدین الراشدیؒ

کس قدر خوش قسمت ہے وہ انسان جس نے زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر گزار دی اور پھر دنیا سے اس کی رخصتی بھی مسنون طریقے پر ہوئی۔ اس ضمن میں تمام مسائل مفصل و مدلل طور پر جاننے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ **صفحات**:256' **قیمت**:100روپے

○ **میت کا سفرِ آخرت** تلخیص و ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی مایۂ ناز تالیف "مختصر احکام الجنائز" سے ماخوذ احکام و مسائل پر مشتمل ایک گرانقدر کاوش۔ **صفحات** : 96' **قیمت** : 40روپے

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نوراسلام اکیڈمی لاہور کی چند مطبوعات

- **کبیرہ گناہوں کی حقیقت**

تالیف: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **قیامت کی ہولناکیاں**

تالیف: الاستاذ عبدالملک القلیب

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **مختصر احکام الجنائز**

تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **تہذیب الاطفال**

تالیف: علامہ ابن قیم الجوزیہؒ

تلخیص وترجمہ: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **تفسیر الفاتحہ**

تالیف: امام محمد بن عبدالوہابؒ

ترجمہ وتفہیم: علامہ محمد جمیل شید رحمانی

- **جہنم کے راستے**

پیشکش: دار ابن مبارک الخیر

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **یوم جمعہ فضائل مسائل احکام**

تالیف: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **ایمانیات اسلام**

تالیف: شیخ عبدالمجید زندانی

ترجمہ: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **غلطیوں کی اصلاح کا نبوی طریقہ کار**

تالیف: علامہ محمد صالح المنجد

ترجمہ وتفہیم: عطاء اللہ ساجد

- **جنت کی راہ**

تالیف: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **نفاق کی نشانیاں**

تالیف: الاستاذ عائض عبداللہ القرنی

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **میت کا سفر آخرت**

تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی

تلخیص وترجمہ: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **اسلام کے بنیادی عقائد**

تالیف: علامہ محمد بن صالح العثیمین

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **پہاڑ جیسے گناہ**

تالیف: حافظ شمس الدین الذہبیؒ

ترجمہ وتخریج احادیث: حافظ ثناء اللہ ثاقب

- **نماز کی اہمیت**

تالیف: علامہ محمد بن صالح العثیمین

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

- **مناجات حرم**

ترتیب وترجمہ: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

مسلمان عورت کا پردہ اور لباس نماز

- **[illegible] شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ**

ترجمہ: مقصود الحسن فیضی

- **[illegible]....**

تالیف: علامہ محمد صالح المنجد

ترجمہ وحواشی: ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور